عالمی دعوتِ اسلامیہ
1- فصیح روڈ اسلامیہ پارک لاہور فون: 7594003

# مولانا نقی علی خاں بریلوی

محمد شہاب الدین رضوی

عالمی دعوت اسلامیہ
۱۔ فصیح روڈ۔ اسلامیہ پارک لاہور
فون ۷۵۹۴۰۰۳

نام کتاب ________ مولانا نقی علی خان بریلوی
مصنف ________ مولانا محمد شہاب الدین رضوی
نظر ثانی ________ ڈاکٹر سید لطیف حسین ادیب بریلوی
تصحیح ________ حضرت مولانا تحسین رضا خاں محدث بریلوی
سال اشاعت ________ جولائی ۱۹۹۵ء / ۱۴۱۵ھ
ضخامت ________ ۱۳۶ صفحات

پاکستان میں اشاعت اکتوبر ۱۹۹۶ء

نذر

الحاج محمد سعید نوری کے نام

جنرل سکریٹری و بانی: رضا اکیڈمی. بمبئی

محمد شہاب الدین رضوی

# اشاریات

# حرفِ آغاز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کام وہ لے لیجیے تم کو جو راضی کرے ـــــ ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروڑوں درود

حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَن وَرَّخَ مُؤمِناً فَکَاَنَّمَا اَحْیَاہُ ـــــ جس نے مومن کی تاریخ لکھی (حالات قلم بند) گویا یہ ایسا ہی ہے جیسے اس نے اسے زندہ کر دیا۔

آج کے مادی اور مطلق العنانی دور میں ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم علماء اہلِ سنت و جماعت کے حالات و خدمات سے لوگوں کو روشناس کرائیں اور تذکروں کا مطالعہ کریں ـــــ تاکہ نئی نسلیں یہ جان سکیں کہ ہم اپنے اسلاف پر فخر کرنے میں حق بجانب ہیں۔ ـــــ جنھوں نے اپنے عہد میں انقلاب برپا کر دیا اور باطل طاغوتی طاقتوں کو پسپا کر دیا تھا ـــــ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کا ذکر، محبت کی علامت ہے اور محبت محبوب تک لے جانے کی مضبوط راہ ہے ـــــ قرآنی زبان میں: کُونُوا مَعَ الصّٰدِقِین

اعلیٰحضرت مجدد ملت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے والد بزرگوار امام المتکلمین حضرت مولانا مفتی نقی علی خاں بریلوی قدس سرہ العزیز ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۰ء میں پیدا ہوئے اور ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء میں وصال فرمایا ـــــ حضرت مولانا کو آج ۱۰۷ سال ہو گئے انتقال کیے ہوئے مگر ان کی بے مثال زندگی، معرکۃ الآرا تصانیف، تحریکِ وہابیت کا تعاقب، اسلام دشمنوں کے عزائم کی پامالی، اشاعتِ اسلام کے لیے مدارس کا قیام، باشعور مفکر اور بالغ نظر افراد کی تربیت، اور دیگر عظیم خدمات پردۂ خفا میں رہیں ـــــ جہاں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ پر ہزاروں مقالات، مضامین اور کتابیں لکھی گئیں اور مزید لکھی جانی چاہئیں وہیں آپ کے والد ماجد کے عظیم کارناموں کو اُجاگر کرنا

چاہیے تھا، مگر اس کی طرف توجہ نہ کی گئی ——— جب کہ وہ عظیم تھے، اور ان کے کارنامے عظیم تر ہیں ——— ان کے قلب و جگر میں عشق تھا، سچا عشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ——— انھوں نے استعماری اور نوآبادیاتی نظام کے سیلاب پر بند باندھ دیا تھا، اور اس کے پھیلاؤ میں اسلامیانِ ہند کو غرقاب ہونے سے بچا لیا ——— انھوں نے قوتِ ایمانی کو مسموم کردینے والی ہواؤں کا رُخ موڑ دیا۔

اللہ رحمتیں نازل فرمائے محترم ڈاکٹر سید لطیف حسین ادیب بریلوی دائم، اے۔ پی ایچ۔ ڈی پر کہ انھوں نے حضرت مولانا قدس سرہٗ کی سوانح حیات ترتیب دینے کی طرف توجہ دلائی اور یہ کام احقر کے ذمہ سپرد فرمادیا ——— عرض کیا کہ من آنم کہ من دانم، مگر حکم تھا جس کی تعمیل ضروری تھی ——— مولانا نقی علی خاں بریلوی قدس سرہٗ پر گذشتہ ادوار میں کچھ کام نہ ہونے کی وجہ سے ابتداءً خاصا مشکل کام معلوم ہوا مگر ڈاکٹر ادیب بریلوی کی رہنمائیوں اور حوصلہ افزائیوں نے کام کو آسان بنا دیا۔

زیر مطالعہ کتاب مولانا نقی علی خاں بریلوی کی مکمل نظر ثانی ڈاکٹر ادیب بریلوی، علامہ مولانا تحسین رضا محدث بریلوی، یادگار سلف مولانا حبیب رضا نوری بریلوی نے کی ——— ڈاکٹر صاحب نے جگہ جگہ ترمیمات فرمائیں ——— قارئین کرام کو جہاں کہیں کوئی خوبی نظر سے گزرے، تو اس کو محترم ڈاکٹر صاحب کی رہنمائی تصور کریں، اور جہاں خامی نظر آئے تو اس راقم السطور کی کم مائیگی، اور بے بضاعتی پر محمول کریں ——— راقم ان کی اس بے پایاں محبت و رہنمائی کا شکریہ ادا کرنے کے لیے اپنے پاس الفاظ نہیں پاتا۔

زیر نظر کتاب میں راقم نے اس بات کا کامل خیال رکھا ہے کہ کوئی بات بے بنیاد نہ ہو ——— حوالہ جات اور ماخذ مستند ہوں۔ اگر کسی روایت میں مورخین کا اختلاف ہے تو جانبین کی آراء نقل کردی گئی ہیں ——— اس میں ایسی کسی روایت کو جگہ نہ مل سکی ہے جس کی تاریخ میں شہادت موجود نہیں ہے۔ احقر اس کوشش میں کہاں تک کامیاب ہوا ہے اس کی تصدیق و تکذیب اپنے قارئین پر چھوڑتا ہوں۔

راقم السطور نے کتاب کی ترتیب کے دوران عارف باللہ مرشدی سیدنا جانشین مفتی اعظم فقیہ اسلام علامہ مفتی محمد اختر رضا ازہری دامت برکاتہم العالیہ (زیب مسند رشد و ہدایت بریلی)

کے مرکزی دارالافتاء، اور صدر العلماء مولانا تحسین رضا خاں بریلوی کے ذاتی کتب خانہ سے کامل استفادہ کیا ہے ـــــــ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کا سایہ ہم پر تادیر قائم و دائم رکھے، اور ان کے فیوض و برکات سے مستفیض فرمائے۔ آمین ـــ احباب حل و عقد ادارہ سُنّی دنیا برادرم گوہر میاں نوری رفیق امام احمد رضا اکیڈمی قلعہ بریلی اور عزیزم مولوی حسن رضا نوری بن حافظ جمیل اختر رضوی صاحب متعلم جامعہ نوریہ بریلی کا ممنون ہوں مؤخر الذکر نے پروف ریڈنگ کی ذمہ داری اپنے سپرد کر کے میرا بوجھ ہلکا کر دیا۔ اور دیگر کرم فرماؤں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں ـــــــ اللہ! ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور دارین کی نعمتوں سے سرفراز کرے۔ آمین ثم آمین:

۱۴ رجب المرجب ۱۴۱۵ھ
۱۸ دسمبر ۱۹۹۴ء
بروز اتوار

طالب دعا
محمد شہاب الدین رضوی غفرلہٗ
ایڈیٹر ماہنامہ سُنّی دنیا بریلی شریف

# تقدیم
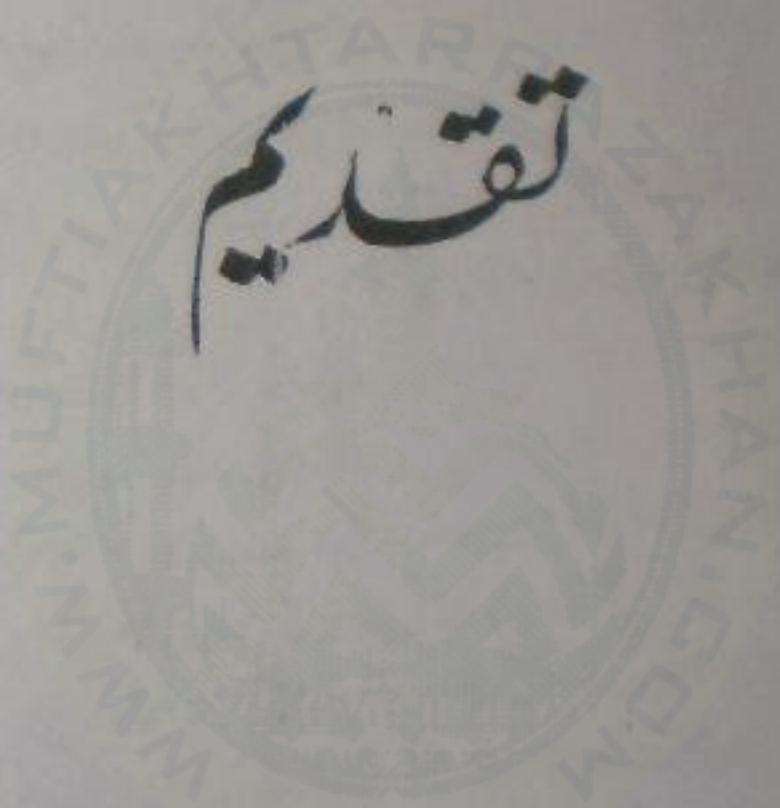
# مولانا نقی علی بریلوی اور اُن کا عہد

## مذہبی اور سیاسی تناظر میں

شہر بریلی اپنی علمی اور ادبی روایات کی حیثیت سے ہمیشہ منفرد مقام رہا ہے۔ یہاں کی مذہبی آب و ہوا بھی اپنی الگ انفرادیت رکھتی ہے۔ ہندستان میں معدودے چند ایسے مقامات ہیں جن کی شہرت ملک ہی نہیں بلکہ بیرونِ ملک عوام و خواص کی زبان پر ضرب المثل کی مانند ہے۔ ان میں بریلی شہر اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ اس کو سیاسی اعتبار سے روہیلکھنڈ کی دارالسلطنت ہونے کا بھی شرف حاصل ہو چکا ہے۔ جہاں پر حافظ الملک نواب حافظ رحمت خاں نے ۲۳ را پریل ۱۷۷۵ء کو برطانوی سامراج سے مقابلہ کیا تھا۔ بریلی ہی میں اپنے عہد کی عبقری شخصیت مولانا مفتی نقی علی خاں بریلوی قدس سرہٗ نے ایسے وقت آنکھیں کھولیں جب انگریز ہندستان کو ہڑپنے کی کوشش میں تھے۔ اور ہر چہار جانب شور و غل اور جنگ و جدال کا بازار گرم تھا۔ مولانا نے ہندستان کے بڑے نشیب و فراز دیکھے تھے۔

مولانا نقی علی خاں بریلوی کے والد ماجد مولانا رضا علی خاں عارف باللہ تھے۔ ان کے دادا حافظ کاظم علی خاں درویش صفت انسان تھے، باقی تمام خاندان حکومت وقت کے اعلیٰ عہدوں پر فائز تھا یا مذہبی رنگ میں رچا بسا تھا۔ ظاہر ہے ایسے ماحول میں مولانا بریلوی کی تعلیم و تربیت کا گہوارہ علم و ادب کا مرکز، علوم نبویہ کا منبع تھا۔ جہاں سے زمانے کو رہنمائے ملی اور ایک عالم فیض یاب ہوا — اب پیش ہے مولانا کے عہد کا مذہبی ماحول:

عہد رسالت میں کلمہ پڑھنے والے مسلمانوں کے دو گروہ تھے، —— ایک طبقہ عامۃ المسلمین یعنی صحابہ کرام جس کا کردار یہ تھا کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کی ذات سے والہانہ عقیدت و محبت کے باعث آپ کی ذات کو اپنی فکر کا اصل مرکز قرار دیتا تھا۔ آپ کے اشارے پر سب کچھ قربان کرنے کو اپنا فرض سمجھتا تھا۔ ہر دکھ درد کا مداوا آپ کی ذات کو قرار دیتا تھا۔ دنیا و آخرت میں مشکلات کے لیے ملجا و ماویٰ آپ کی ذات سمجھتا، اور اپنے اس نظریہ میں اتنا مضبوط تھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پاک کے خلاف کسی ادنیٰ بے ادبی اور گستاخی کو بھی معاف نہ کرتا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف محاذ آرائی کرنے والوں کو تہ تیغ کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہتا تھا۔

دوسرا طبقہ مسلمان اور مومن کہلاتا، اور صدق دل سے ایمان لانے کی قسمیں کھاتا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رسول اللہ ہونے اور آپ کو رسول ماننے کی شہادت دیتا تھا۔ اس کے باوجود اس کا کردار یہ تھا کہ اپنے آپ کو دانشور سمجھتے ہوئے عامۃ المسلمین کو جاہل اور بے وقوف کہتا تھا اور اُن پر زبان طعن دراز کرتا تھا۔ اپنے آپ کو خوش پوش، معزز طبقہ خیال کرتے ہوئے عام مسلمانوں کو ذلیل و خوار کہتا تھا۔ اتحاد و صلح کا داعی ہونے کی حیثیت سے کفار کو بھی قابل لحاظ جانتا اور اُن کے خلاف محاذ آرائی سے اجتناب کرتا تھا اور کسی مذہبی گروہ بندی سے اپنے آپ کو آزاد اور غیر جانبدار رکھتا تھا۔ چالاک اور ہوشیار ہونے کی حیثیت سے وہ رسول اللہ پر طعن کرتا، اور جب پوچھ گچھ کی جاتی تو وہ انکار کر دیتے تھے ۔ آگے چل کر اس طبقہ نے ایک الگ روش اختیار کی اور عہد خلافت کے بعد تو نئے فتنہ کی شکل میں نمودار ہوا جس کی قدرے تفصیل آئندہ کی سطور میں ملاحظہ کریں گے۔

## بانیٔ تحریک وہابیت

مذہب اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو اعتدال پسند اور ترقی پذیر ہے مگر اس کی بھی کچھ حدیں ہیں اور جو حدودِ اسلام کو پار کر جاتا ہے وہ گمراہی کی دلدل میں پھنس جاتا ہے۔ بس ایسی ہی صورتِ حال شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی ہوئی۔

شیخ نجدی ۱۷۰۳ء / ۱۱۱۵ھ میں نجد کی جنوبی وادی حنیفہ کے ایک مقام عینیہ میں پیدا ہوئے۔ (۱)

---

(۱) عثمان بن بشر نجدی: المجد فی تاریخ النجد، ص ۶ ج ۱، م ریاض۔

شیخ نجدی کے والد شیخ عبدالوہاب (م: ۱۷۴۰ء/۱۱۵۳ھ) نہایت صالح العقیدہ بزرگ اور مشہور عالم دین اور فقیہ تھے۔ وہ اپنے بیٹے کو تنقیص رسالت، توہین صحابہ اور تکفیر المسلمین جیسے گمراہ کن عقائد پر ہمیشہ سرزنش کرتے رہتے تھے (۱) شیخ نجدی کے بھائی سلیمان بن عبدالوہاب (۱۲۰۸ھ/۱۷۹۳ء) اپنے والد کے مسلک کے حامل تھے اور اسلاف کے معمولات کو عقیدت سے سینہ سے لگائے ہوئے تھے۔ شیخ سلیمان تمام زندگی اپنے بھائی سے عقائد کی جنگ لڑتے رہے۔(۲)

شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی تعلیم کے حصول کے سلسلہ میں بصرہ گئے اور انھوں نے وہاں کچھ پڑھنے پڑھانے کے بعد جب عیینہ واپس ہوئے تو بڑی گرمجوشی سے اپنے خیالات کی تبلیغ شروع کی، اور لوگوں کو بے ہودہ رسومات اور گمراہ کن طریقوں سے بچنے کی ہدایت کرنے لگے، اس پر بہت سے لوگ ان کے جاں نثار اور بہت سے جانی دشمن ہو گئے۔ اسی حالت میں انھوں نے پہلی تصنیف "کتاب التوحید" کے نام سے کی (۳)

## شیخ محمد نجدی کی فکر کس نے خراب کی؟

برطانیہ کی پھیلی ہوئی حکومت کی نظروں میں عثمانی سلطنت کانٹے کی طرح کھٹکتی تھی، برطانوی سامراج یہ چاہتے تھے کہ عثمانی سلطنت کے پرخچے اڑ جائیں، اور یہاں عیسائیت کا غلبہ ہو جائے مگر ان کے سامنے یہ بات خاص اہمیت کی حامل تھی کہ جو راستے میں اہم رکاوٹ بنتی تھی کہ لوگوں میں اسلام کی حقیقی روح کا اثر و نفوذ، جس نے انھیں بہادر، بے باک اور پُرعزم بنا دیا تھا اور ہر مسلمان مذہبی بنیادوں پر عیسائی پادریوں

---

(۱) عثمان بن بشر نجدی: المجد فی تاریخ النجد، ص ۶ ج ۱، م ریاض

(۲) الف: شیخ علی طنطاوی: محمد بن عبدالوہاب، ص ۱۳

ب: احمد بن زینی دحلان مکی، علامہ: الدرر السنیہ ص ۴۲، م استنبول۔

(۳) سردار محمد حسنی، سید: سوانح حیات سلطان بن عبدالعزیز، ص ۴۱۔

نوٹ:۔ مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے۔ شیخ محمد جواد مغنیہ کی تصنیف ھذہ ھی الوھابیۃ۔ مطبوعہ طہران ۱۴۰۸ھ/ مطبوعہ مرکزی دارالافتاء سوداگران بریلی شریف۔

کے ہم پلہ تھا۔ یہ کسی صورت سے بھی اپنے مذہب سے دست بردار نہیں ہوتے تھے۔

برطانیہ نے اپنے نوآبادیاتی نظام کے پھیلاؤ کے لیے جاسوسوں کی ایک جماعت سلطنتِ عثمانیہ میں نقب زنی کرنے کے لیے بھیجی جس کا سربراہ مسٹر ہمفرے کو بنایا گیا تھا' اس نے عربی اور ترکی وغیرہ پڑھ کر قرآن وحدیث کی تعلیم حاصل کی، پھر بعد تکمیل کسی تقریب میں شیخ محمد نجدی سے ملاقات ہوگئی۔ جب مسٹر ہمفرے نے دیکھا کہ ہمارا کام بآسانی یہ نوجوان کرسکتا ہے تو ہم اس کو اپنائیں اور استعمال کریں تاکہ ہمارا پروگرام جلد از جلد تکمیل کی منزل کو پہنچ جائے ـــــ بقول مسٹر ہمفرے:

"محمد بن عبدالوہاب ایک آزاد خیال آدمی تھا' اس سے میل جول اور ملاقاتوں کے ایک سلسلہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا کہ برطانوی حکومت کے مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کے لیے یہ شخص بہت مناسب دکھائی دیتا ہے۔ اُس کی اونچ اُڑنے کی خواہش، جاہ طلبی، غرور، علماء ومشائخ اسلام سے اس کی دشمنی اس حد تک خودسری کہ خلفاء راشدین بھی اس کی تنقید کا نشانہ بنیں اور حقیقت کے سراسر خلاف قرآن وحدیث سے استفادہ اس کی کمزوریاں تھیں جس سے بڑی آسانی سے فائدہ اُٹھایا جاسکتا تھا۔"

مسٹر ہمفرے اور شیخ محمد نجدی کی دوستی تھی، ہمفرے برطانیہ کا مامور کردہ جاسوس تھا اور شیخ محمد کے اندر خودسری، غرور وتکبر تھا جو لے ڈوبا۔ ہمفرے کہا کرتا تھا کہ:

"محمد، خدا نے تمہیں حضرت علی اور حضرت عمر سے کہیں زیادہ صاحبِ استعداد بنایا ہے اور تمھیں بڑی فضیلت اور بزرگی بخشی ہے۔ اگر تم جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوتے تو یقیناً ان کی جانشینی کا شرف تمھیں ہی ملتا۔ میں چاہتا ہوں کہ اسلام میں جس انقلاب کو رونما ہونا ہے وہ تمہارے ہی مبارک ہاتھوں سے انجام پذیر ہو۔ اس لیے کہ صرف تم ہی وہ شخصیت ہو جو اسلام کو زوال سے بچا سکتے ہو' اور اس سلسلہ میں سب کی امیدیں تم سے وابستہ ہیں" ـــــ مسٹر ہمفرے نے یہاں تک اس کی آزاد خیالی کو ہوا دی کہ شیخ نجدی کے لیے ایک نصرانی عورت لایا اور اس کے

---

(۱) ہمفرے: برطانوی جاسوس: مسٹر ہمفرے کے اعترافات ص ۵۰، ۵۱۔ م بریلی

ساتھ میں صحبت کرتا تھا، اندر سے تو عورت ذہن کو پراگندہ کرتی اور دوسری طرف باہر سے ہمفرے خراب کرتا تھا۔ مسٹر ہمفرے اپنی ڈائری میں تفصیل سے لکھتا ہے:

"میں نے اسے اطمینان دلایا کہ ہمارا پروگرام بالکل مخفی رہے گا۔ یہاں تک کہ عورت کو بھی تمہارا نام نہیں بتایا جائے گا۔ اس گفتگو کے فوراً بعد میں اس بدقماش نصرانی عورت کے پاس گیا جو انگلستان کے نوآبادیاتی علاقوں کی وزارت کی طرف سے بصرہ میں عصمت فروشی پر مامور تھی، اور مسلم نوجوانوں کو بے راہ روی پر ابھارتی تھی۔ میں نے اس سے تمام واقعات بیان کیے، جب وہ راضی ہوگئی تو میں نے اس کا عارضی نام صفیہ رکھا اور کہا کہ میں شیخ کو لے کر اس کے پاس آؤں گا۔ مقررہ دن میں شیخ محمد کو لے کر صفیہ کے گھر پہنچا، ہم دونوں کے سوا اور کوئی نہیں تھا.....

مختصر یہ کہ میں باہر اور صفیہ اندر سے محمد بن عبدالوہاب کو اپنے آئندہ کے پروگرام کے لیے تیار کر رہے تھے۔ صفیہ نے احکام دین کی پامالی اور آزادیِ رائے کا پُرکیف مزہ محمد کو چکھایا تھا۔ (۱)

## برطانوی ۶ نکاتی فارمولہ کی تکمیل

برطانوی جاسوس نے شیخ محمد نجدی کے اوپر قبضہ جمالیا اور وہ نفسانیت، ہوشِ نفس کے دامِ فریب میں آکر اسلام کی دھجیاں بکھیر دیں، مال و زر و زن کے ہوش میں دینِ اسلام

---

(۱) ہمفرے، برطانوی جاسوس: ہمفرے کے اعترافات ص ۵۵، م مکتبہ سُنّی دنیا بریلی۔

نوٹ: شیخ محمد کے عقائد و افکار جاننے کے لیے ذیل کی معتبر اکابر کی تصنیفات ملاحظہ ہوں۔

الف: سید احمد بن زینی دحلان مکی، فتنۃ الوہابیہ، مطبوعہ استنبول ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء

ب: فضل رسول بدایونی، شاہ: سیف الجبار، مطبوعہ استنبول ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء

ج: محمود بن مفتی عبدالقصور پشاوری، رد وہابیہ، مطبوعہ استنبول ۱۴۰۰ھ/۱۹۷۹ء

د: حسین حلمی بن سعید، علامہ: علماء المسلمون الوہابیون، استنبول ۱۳۹۲ھ/۱۹۸۲ء

ر: احمد رضا فاضل بریلوی، امام: المستند المعتمد مطبوعہ رضویہ لاہور، ایضاً استنبول۔

کے ستون اس کے ذہن سے بالکل محو ہو گئے۔ جب بالکل آزاد خیالی عام ہو گئی اور وہ کھلونا بن گئے تو برطانوی سکریٹری نے مسٹر ہمفرے کے ذریعہ یہ کام سپرد کیا کہ حکومت کی عنانِ قیادت جب اپنے ہاتھوں میں آئے گی تو شیخ محمد کو یہ کام کرنا ہے:

(۱) —— اس کے مذہب میں شمولیت اختیار نہ کرنے والے مسلمانوں کی تکفیر اور ان کے مال عزت و آبرو کی بربادی کو روا سمجھنا اس ضمن میں گرفتار کیے جانے والے مخالفین کو بردہ فروشی کی مارکیٹ میں کنیز و غلام کی حیثیت سے بیچنا۔

(۲) —— بُت پرستی کے بہانے بصورتِ امکان خانہ کعبہ کا انہدام، اور مسلمانوں کو فریضہ حج سے روکنا اور حاجیوں کے جان و مال کی غارت گری پر قبائل عرب کو اکسانا۔

(۳) —— عرب قبائل کو عثمانی خلیفہ کے احکامات سے سرتابی کی ترغیب دینا اور ناخوش لوگوں کو ان کے خلاف جنگ پر آمادہ کرنا، اس کام کے لیے ایک ہتھیار بند فوج کی تشکیل۔

(۴) —— پیغمبر اسلام، ان کے جانشینوں اور کلی طور پر اسلام کی برگزیدہ شخصیتوں کی اہانت کا سہارا لے کر اور اس طرح شرک و بت پرستی کے آداب و رسوم کو مٹانے کے بہانے مکہ معظمہ اور دیگر شہروں میں جہاں تک ہو سکے مسلمانوں کی زیارت گاہوں اور مقبروں کی تاراجی

(۵) —— جہاں تک ممکن ہو سکے اسلامی ممالک میں فتنہ و فساد و شورش اور بدامنی کا پھیلاؤ۔

(۶) —— قرآن میں کمی و بیشی پر شاہد احادیث و روایات کی رو سے ایک جدید قرآن کی نشر و اشاعت۔

## نئے دین کا اعلان

شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی نے مذکورۃ الصدر فارمولوں پر عمل کرتے ہوئے باقاعدہ طور پر ۱۱۴۳ھ / ۱۷۳۰ء کے اوسط میں جزیرۃ العرب میں اپنے نئے دین کی داغ بیل ڈالنے کے لیے اپنے دوستوں کو اکٹھا کیا۔ جو اس کے ہم خیال تھے اور اس کا ساتھ دینے کا وعدہ کر چکے تھے۔ اس پہلی مجلس میں "دعوت جدید دین" کا آغاز مبہم اور غیر واضح انداز سے ہوا۔ مگر آہستہ آہستہ پیسہ کے زور پر شیخ محمد نجدی کے افکار باطلہ کی حمایت میں ایک جماعت اکٹھا ہو گئی۔ تاہم وہ مخالفتوں کے سامنے سے نہ بچ سکے۔

## عرب کی سیاست میں نیا دین

برطانوی سامراج نے مذہب اسلام کی مضبوط جڑوں کو بے مار کرنے کے لیے شیخ محمد کو پیشوا بنایا، مگر اس کی پہلی کوشش یہ رہی کہ سلطنتِ عثمانیہ کا تختہ کیسے الٹا جائے۔ یہ خالص سیاسی عمل تھا۔ اس کے لیے محمد سعود کو شیخ محمد نجدی کے ساتھ اشتراکِ عمل پر مامور کر دیا گیا۔ محمد بن سعود، سعودی خاندان کا مورثِ اعلیٰ جس نے ۱۱۴۳ھ/۱۷۳۲ء میں وہابی مذہب اختیار کیا۔

ملک عرب کی تمام سیاسی صورتِ حال محمد بن سعود کے سپرد کر دی گئی، اور مذہبی امور کی انجام دہی شیخ محمد نجدی کے سپرد ہو گئی۔ بالآخر اس طرح دینی اور سیاسی شخصیتوں کے اتحادِ عمل کے نتیجہ میں انگریزوں کا بھلا ہو رہا تھا، اور ہر آنے والا دن اس بھلائی میں اضافہ کر رہا تھا ـــــــ ایک وہ دن آیا کہ سلطنت عثمانیہ میں نقب زنی کی گئی، اور انگریز نے محمد بن سعود کو نجد کا حکمراں بنا دیا (۱)

## ہندستان میں فتنوں کا داخلہ اور علماء کی خدمات

ہندوستان کے تعلقات عرب میں اسلام کے ظہور سے قبل ہی قائم تھے۔ اسلام کی آمد ہندستان میں مالابار ساحل پر ہوئی کہ چند مسلمان عرب بغرض تجارت یہاں آئے، اور انھوں نے اسلام کی تبلیغ اپنی صالح سیرت کے ذریعہ کی۔ ان کے اقوال و گفتار سے کچھ لوگ مسلمان ہو گئے، اور پھر جب انھوں نے دیکھا کہ بغیر محنت کے اسلام بڑھ رہا ہے، تو انھوں نے صرف تبلیغ کا پروگرام مرتب کیا اور دعوتِ اسلامی میں مصروف ہو گئے۔ اس دعوت کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج پورے برصغیر میں ہر جگہ مسلمان آباد ہے۔ (۲)

اسلامی علوم و فنون کے تمام شعبوں میں برصغیر کے علماء اسلام نے قابلِ قدر اضافہ کیا ہے۔ علماء نے جو علمی سرمایہ اہلِ اسلام کو دیا ہے، وہ اپنی گرانقدر اہمیت کا احساس دلاتا

---

(۱) تفصیل کے لیے تاریخ نجد و حجاز، از عبد القیوم قادری ہزاروی مطبوعہ رضوی کتاب گھر بھیونڈی دیکھیں

(۲) محمد شہاب الدین رضوی، مولانا: دنیا اسلام کی تلاش میں ص ۱۶، م بریلی ۱۹۹۳ء

رہے گا۔ اس کا حقیقی پس منظر اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہ خدا اور رسول عزو جل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکامات اُمّتِ مسلمہ تک بعینہٖ پہنچا کر حق نیابت ادا کرنا چاہتے تھے۔ علماء وصوفیا کی فروغ اسلام کے لیے مخلصانہ کوششیں اور داعیانہ تڑپ رائیگاں نہیں گئی بلکہ آسمانی تائید اب اسی جدو جہد میں ان کے ساتھ شامل ہو گئی تھی۔ مدارس کی تاسیس ہوئی، درسگاہیں قائم ہوئیں اور ان کے ذریعہ دعوتی کام تیزی سے بڑھتا گیا۔

مخلص علماء وصوفیاء کی ایک جماعت تصنیف وتالیف کی طرف راغب ہوئی کہ مسلم معاشرہ گو کہ اپنا ایک مستقل نظریۂ اصولِ زندگی اور بنیادی قانون رکھتا ہے اسے کسی قسم کی اُلجھنوں کا سامنا پیش نہ آئے۔ الغرض ان طویل منصوبہ بند اور سلسلہ دار کوششوں کے نتیجہ میں علماء ربانیین کی یہ جماعت دو عظیم کامیابیوں سے ہم کنار ہوئی۔ ایک تو یہ کہ انھیں مسلم معاشرہ کو اسلامی بنیادوں پر ڈھالنے میں بڑی حد تک کامیابی ملی اور دوسری ایک اور عظیم الشان کامیابی جو اس طبقے کو حاصل ہوئی کہ یہ مسلم معاشرہ کے درمیان مستقبل میں کسی بھی فکری الحاد وزندقہ یا نظریاتی فتنہ کے داخل ہو جانے کے خطرے کا مکمل سدّباب ہو گیا تھا اور یہ امر واقعہ ہے کہ علماء حق کا یہ کارنامہ اپنی اہمیت کے لحاظ سے ایک عظیم المرتبت کارنامہ تھا۔

اس وقت تک ہندستان میں اُمّتِ مسلمہ وحدتِ اسلامی کے جذبات سے سرشار تھی، اگر چہ اس عرصے میں اس قسم کی محدود کوششوں کا انکار نہیں کیا جا سکتا مگر اپنی محدودیت کی وجہ سے جلد ہی اُن کا خاتمہ کر دیا گیا ——— ایک زمانے کے بعد مخلصین علماء کی کمی واقع ہوئی اور دعوتِ اسلامی کی جدو جہد کا دائرہ سمٹتا گیا۔ یہاں تک: افسوس ناک طریقہ سے یہ دوبارہ درس گاہوں، خانقاہوں اور قرب وجوار تک محدود ہو گیا۔ (۱)

## فتنہ دینِ الٰہی کیوں، اور کیسے؟

داخلی یا خارجی اسباب کے تحت اسلامی دعوت کے محدود ہو جانے سے طاغوتی طاقتوں کو یہ موقع مل گیا کہ وہ مسلم سوسائٹی میں فکری اور نظریاتی فتنہ وفساد کا ایسا دروازہ

---

(۱) صغیر اشرف بھیونڈی، مولانا: مشمولہ مضمون فتاویٰ رضویہ ص ۱ج ۱ امام رضا اکیڈمی ممبئی ۲۰۰۵ء

کھولنے میں کامیاب ہو جائیں کہ جس سے اُمتِ مسلمہ کو چھٹکارا نہ مل سکے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس سلسلہ میں افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ علماءِ سوء جو شروع زمانہ سے ہی اسلام کے درپہ رہے ہیں، اپنے وسیع تر دنیاوی مفادات کی خاطر شیطانی طاقتوں کے شریک کار ہو گئے اور اس طرح علماءِ سوء کی مدد سے شیطان نے نہ صرف یہ کہ وحدتِ اسلامی کے جذبہ پر کاری ضرب لگائی، بلکہ عہدِ اکبری میں فتنہ دینِ الٰہی کی بنیاد رکھ دی گئی جس نے مسلم معاشرہ کو مجموعی طور سے اس انتشار سے دوچار کیا کہ جس سے اب تک اسلامیانِ ہند چھٹکارا نہیں پا سکے۔

فتنہ دینِ الٰہی کی دسیسہ کاریاں اور حشر سامانیاں کیسی تھیں؟ —— اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ مسلمان خود اپنے معاشرہ میں خود کو اجنبی محسوس کر رہے تھے۔ طاقتور مغل حکمرانوں کی سرپرستی میں یہ تحریک ٹھیک اسی طرح مضبوط ہو رہی تھی جس طرح عہدِ مامونی میں فتنہ خلقِ قرآن کو دوام مل رہا تھا۔ امام احمد بن حنبل نے فتنہ خلقِ قرآن کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے میں کامیابی حاصل کی تھی، بالکل اسی طرح ہندستان میں شیخ احمد فاروقی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے دینِ الٰہی کی بنیادوں کو متزلزل کر کے دفنا دیا تھا (۱)

## علماءِ حق کے تجدیدی کارنامے

حضرت مجدد الف ثانی (۹۷۱ھ تا ۱۰۳۴ھ) نے اکبر کے اس فتنہ کے خلاف نعرۂ جہاد بلند کیا اور احیاءِ سنت و تجدیدِ دین کے لیے اپنی مخلصانہ جد و جہد تیز فرما دیں۔ اس کارِ عظیم میں آپ کے ہم عصر علماء میں خصوصاً محقق عبد الحق محدث دہلوی (۹۵۸ھ تا ۱۰۵۲ھ) کی سعی آپ کے شریک کار ہو گئی جو کہ بالواسطہ آپ کے معاون تھے —— مجدد الف ثانی کی تحریک احیاءِ سنت کو پروان چڑھانے والوں میں شیخ عبد الحق دہلوی اور ان کے ملک بھر میں پھیلے ہوئے تلامذہ ہیں جنھوں نے آئندہ فتنوں کی مزاحمت کے لیے مضبوط بنیادیں بھی فراہم کیں (۲) علماءِ اہلِ سنت و جماعت کی ان ہی کوششوں کے نتیجہ میں فتنہ دینِ

---

(۱) تفصیل کے لیے دیکھیے: سیرت مجدد الف ثانی از پروفیسر محمد مسعود احمد مطبوعہ کراچی

(۲) عارف اللہ مصباحی، مولانا: محدث دہلوی ص ۱۵، م المجمع الاسلامی مبارک پور

الیٰسی بہت جلد عہدِ جہانگیری میں اپنے طبعی انجام کو پہنچ گیا۔
حضرت عالمگیر اورنگ زیب (۱۱۱۹ھ/۱۷۰۷ء) کے وفات تک تمام فتنے سرد پڑ گئے تھے اور کسی کو ہمت و جرأت نہیں ہو پا رہی تھی کہ وہ سر اٹھائیں مگر بدقسمتی سے اس کے بعد اس میں پھر اضمحلال کا دور شروع ہو گیا اور مسلم سماج میں کشمکش پیدا ہو گئی شیعیت کے قدم بڑھنے لگے، تو شیخ علامہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تحفہ اثنا عشریہ لکھ کر شیعی تبلیغی کے امکانات کو متاثر کیا۔

## ہندستان میں وہابی تحریک کا دخول

۱۲۱۸ھ/۱۸۰۳ء میں عرب میں وہابی حکومت قائم ہو چکی تھی۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے مقابر مقدسہ، علماء ربانیین کو قتل کرا دیا گیا۔ اہل سنت پر نجدی درندوں نے بے پناہ مظالم ڈھائے۔ یہ حالت دیکھ کر محمد علی پاشا والیٔ مصر سے نہ رہا گیا۔ چنانچہ ۱۲۲۷ھ/۱۸۱۲ء میں وہابی حکومت پر چڑھائی کر دی۔ مصر کے جیالے مسلمانوں نے دشمنانِ اسلام کو چُن چُن کر ختم کر دیا۔ حرمین طیبین کے مسلمانوں نے خوشی کے نعرے لگائے۔ محمد علی پاشا نے روضۂ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نہایت قیمتی ریشمی چادریں چڑھائیں، تمام مسمار شدہ مزارات کو دوبارہ تعمیر کرایا اس معرکہ میں چند ایک وہابی نے بظاہر اسلام قبول کر کے اپنا بچاؤ کر لیا مگر انھوں نے اپنی بکھری ہوئی ساکھ کو دوبارہ منصوبہ بند طریقہ سے منظم کیا اور انگریزوں کے تعاون سے دوبارہ عرب پر ۱۳۰۹ھ/۱۸۹۱ء میں قبضہ کر لیا جب وہابی حکومت دوبارہ قائم ہو گئی تو اس نے وہابیت کی نشر و اشاعت کے لیے ایک وسیع تر پروگرام بنایا۔

حج کے عظیم الشان اجتماع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس موقع پر جو بھی بیرون ملک سے وہاں پہنچا اس کو وہابیت اختیار کر لینے کے لیے مشورہ دیا جاتا، اور اس کے ساتھ ہی اپنا زہریلا لٹریچر تحفۃً دے دیا جاتا تھا۔ اور اگر اس شخص کو کامل طور پر اپنے مذہب کی تبلیغ کے لیے تیار کر لیا تو اس کی امداد زر و زن کے ذریعہ کی جاتی تھی۔

۱۲۴۲ھ/۱۸۲۶ء میں ہندستان سے سید احمد رائے بریلوی اور شاہ اسماعیل

دہلوی حج کے لیے گئے اور وہاں پر شیخ محمد بن عبدالوہاب کی تصانیف لے کر ہندستان واپس ہوئے ان کتابوں میں کتاب التوحید بھی تھی۔ واپسی پر وہابیت سے زیادہ متاثر تھے ـــــ شیخ علامہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے آخری ایام میں اسماعیل دہلوی سرکشی اور آزاد خیالی پر اتر آئے، اور کتاب التوحید جو مفکر المسلمین و انتشار بین المسلمین جیسی زہریلی کتاب کا چربہ اردو زبان میں کیا اور تقویۃ الایمان کے نام سے شائع کیا جس سے مخلص علماء کے درمیان ایک ہلچل مچ جانا ایک فکری امر تھا۔(۱)

سید احمد رائے بریلوی نے چپ شاہ بن کر سیدھے سادھے مسلمانوں کو مرید کرنا شروع کر دیا اور اسماعیل دہلوی نے وعظ و تقریر کے ذریعہ ایمان پر ڈاکہ ڈالنا، اور فکر وہابیت کی تبلیغ کا آغاز کر دیا جب کہ ان کو فکر ولی اللہی کی ترویج و اشاعت کرنا چاہیے تھی مگر دماغ میں تکبر و غرور کے کیڑے نے تہہ و بالا کر دیا اور اس کی تصنیف تقویۃ الایمان نے مسلمانوں کے درمیان اختلافات کی ایک ایسی دراڑ ڈال دی جو ملت اسلامیہ کی تباہی کا سبب بنی۔(۲)

## اسماعیل دہلوی اور سید احمد رائے بریلوی کا افسانۂ جہاد

اسماعیل دہلوی ۱۲ ربیع الثانی ۱۱۹۳ھ/۱۷۷۹ء کو دہلی میں شاہ عبدالغنی کے گھر پیدا ہوئے۔ یہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے پوتے ہوتے تھے(۳) ـــــ تعلیم اپنے والد اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے حاصل کی اور بیعت سید احمد رائے بریلوی کے ہاتھ پر کی۔ اور انھیں ساتھ لے کر جہاد کا منصوبہ بنایا، اس وقت ہندستان پر انگریزوں کا اقتدار تھا، مغل بادشاہ برائے نام تھا، پنجاب پر سکھوں کا قبضہ تھا۔ سید احمد اور اسماعیل دہلوی نے اپنے رفقاء کے ساتھ ان میں سے کسی ایک سے ٹکر لیے بغیر صوبہ سرحد کا رخ کیا

---

(۱) تفصیل کے لیے دیکھیے: دیوبند مذہب از غلام مہر علی چشتی ص ۱۳۱، مطبوعہ لاہور

(۲) (الف) غلام علی چشتی، مولانا: دیوبندی مذہب ص ۱۳۱، م لاہور

(ب) وحید احمد مسعود، مورخ: سید احمد کی صحیح تصویر مطبوعہ لاہور

(۳) مرزا حیرت دہلوی: حیات طیبہ ص ۳۲، م: مکتبہ اسلام لاہور ۱۹۸۵ء

اور سب سے پہلے پاکستان کے مسلمان حکمراں یار محمد خاں سے جہاد کیا (۱) ــــــ پھر سکھوں کے سب سے بڑے مخالف سرحد کے جیالے مسلمان پٹھان پائندہ خان سے مخاذ آرائی کی گئی اسے اپنی بیعت پر مجبور کیا اور جب اس نے بیعت سے انکار کیا تو اس پر کفر کا فتویٰ لگا کر اس پر چڑھ دوڑے۔ چنانچہ مجبوری کی حالت میں پائندہ خاں نے سکھوں سے صلح کرلی اور دو بٹالین فوج لے کر نام نہاد مجاہدین کو شکست فاش دی اور اپنے علاقے سے نکال باہر کیا (۲) ــــــ اس عاجلانہ اور غیر دانش مندانہ کارروائی سے انگریزوں کو سیاسی فائدہ پہنچا۔

اسی جنگ میں اسماعیل دہلوی اور سید احمد رائے بریلوی قتل ہو گئے مگر ان ہی کے مکتب فکر کے ادیب عامر عثمانی اس شہادت کو محض افسانہ مانتے ہیں (۳) اس لیے کہ یہ جنگی عمل انگریزوں کو خوش کرنے اور اپنی طرف نظر التفات کو مرکوز رکھنے کے لیے کیا گیا تھا اور بھولے بھالے مسلمانوں کو لفظ "جہاد" سے اپنے ارد گرد جمع کرلیا تھا۔

## وہابیت کی شاخیں

ہندستان میں تحریک وہابیت کے دو گروہ وجود میں آگئے، ایک وہ گروہ جو ائمہ اربعہ کی تقلید سے بالکل منحرف ہو کر غیر مقلد ہو گیا۔ جس کی سر برستی سید احمد کے خلفاء، ہیں عبد الحق بنارسی، عبد اللہ صفی پوری، نذیر حسین دہلوی، اور ضیاء الدین نے کی۔ دوسرا گروہ جو بظاہر اپنے کو حنفی کہلاتا رہا مگر اس کا اعتقاد وہی تھا، جو ان کی کتابوں میں درج ہے۔ اس گروہ کی قیادت مولوی محمد قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی اشرف علی تھانوی وغیرہ نے کی۔ آج ان دو گروہوں کو مختلف ناموں سے جانا جاتا ہے جب کہ یہ دونوں گروہ ایک ہی ہیں۔ ان کے عقائد و تعلیمات ایک ہی ہیں۔

---

(۱) عاشق الٰہی میرٹھی، مولوی، تذکرۃ الرشید ص ۲۷، ج ۲

(۲) مراد علی سید، مورخ: تاریخ تناولیاں ص ۳۴ تا ۵م: مکتبہ قادریہ لاہور۔

(۳) عامر عثمانی دیوبندی: ماہنامہ تجلی دیوبند بحوالہ زلزلہ ص ۱۸۷، دہلی۔

نوٹ: مزید تفصیل کے لیے دیکھیے شیخ وحید احمد مسعود کی تصنیف سید احمد شہید کی صحیح تصویر مطبوعہ لاہور۔

# اختلاف کی حقیقی بنا

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے والہانہ عقیدت رکھنے والا ہر مسلمان یہ سننے کو کبھی بھی تیار نہ ہو گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے میلے ہیں اسے تو بیتایا گیا ہے کہ اس بارگاہ اقدس کی جلالتِ شان کا یہ عالم ہے کہ خود رب العلمین نے اس کے دربار میں حاضری اور اس کے حضور اندازِ تخاطب کی تعلیم دی ہے۔ تقویتہ الایمان، صراطِ مستقیم، براہینِ قاطعہ، حفظ الایمان، فتاویٰ رشیدیہ، تحذیر الناس، الجہد المقل جیسی کئی کتابیں یکے بعد دیگرے اس انداز سے آئیں کہ مسلمانوں کے دلوں پر آرے چلا دیئے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر مر مٹنا ہر مسلمان کا جذبہ صادق ہے اور اس کی بارگاہ میں ادنیٰ سی گستاخی پائی جائے تو ہرگز ایک لمحہ کے لیے برداشت نہ کی جائے گی۔ مذکورہ کتابوں میں شان رسالت مآب میں منہ بھر کر گستاخیاں کی گئیں جس کی وجہ سے ملک بھر میں انتشار و افتراق پیدا ہو گیا۔ ان کے معتقدین اگر تردید کر دیتے یا اس سے اجتناب کرتے تو بھی کچھ خلیج کم ہوتی مگر ان عبارات کی بے جا تاویلات سے کام لیا گیا، جو ناقابلِ برداشت تھیں ——— علامہ سید احمد کاظمی رقم طراز ہیں :-

"دیوبندی حضرات اور اہل سنت کے درمیان بنیادی اختلافات کا موجب علماء دیوبند کی صرف وہ عبارات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں مکمل توہین ہے۔ (۱)

آج بریلوی اور دیوبندی مکتبِ فکر اپنے متقامات کی بنا پر جانے جاتے ہیں جن کی صرف اور صرف حقیقی بنا مذکور ہوئی، اختلافات تو مولانا نقی علی خاں بریلوی کے عہد میں شروع ہو گئے تھے جو آج وسیع خلیج کی شکل اختیار کر گئے، اور دو الگ مسلک وجود میں آ گئے۔

---

(۱) احمد کاظمی، سید، علامہ: الحق المبین ص ۱۲، م: ملتان

## جنگِ آزادی

سولہویں، سترھویں اور اٹھارہویں صدی میں مختلف یورپی اقوام نے دور دراز ممالک میں اپنی نوآبادیاں قائم کی تھیں اور اپنی سلطنت و تجارت کو وسیع کرنے کے لیے منصوبے بنائے تھے۔ یورپ کی مختلف اقوام نے ہندستان کی اس پاک سرزمین پر قدم رکھا اور پورے ملک پر قبضہ کی راہ ہموار کرلی۔

۱۵۹۹ء/ ۱۰۰۸ھ میں لندن وانگلستان کے چند تاجروں نے ایک تجارتی کمپنی کی بنیاد ڈالی، وہ آہستہ آہستہ اپنی کاسہ لیسی اور ہتھکنڈوں سے تجارت کو فروغ دیتے رہے، اور حکمرانوں سے اپنی درخواستیں منظور کراتے رہے۔ حتیٰ کہ ۱۶۹۰ء/ ۱۱۰۲ھ میں کلکتہ میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی باضابطہ اساس ڈالی، اور کلکتہ، مدراس اور بمبئی کی اہم بندرگاہیں ان کے قبضہ میں آگئیں ——— چونکہ اورنگ زیب عالمگیر کی وفات کے بعد ان کے جانشین نااہل، پست ہمت اور عیش پسند نکلے۔ وہ یورپ کے خطرات کا مقابلہ تو کیا کرتے، اپنے ملک و سلطنت کی حفاظت بھی نہ کرسکے۔

۱۸۰۳ء میں جب کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے نمائندے نے بادشاہ دہلی سے ملکی انتظام کا پروانہ بزور لکھوا کر ملک میں اعلان کرادیا کہ خلق خدا کی، ملک بادشاہ کا۔ حکم کمپنی بہادر کا تو حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے ہندستان کے دارالحرب ہونے کا فتویٰ دیا اور مسلمانوں کو آزادیٔ ہند کے لیے آمادہ کیا۔ علماء و عوام نے جوش و خروش سے آزادی کی تحریک چلائی اور اس ضمن میں علامہ فضل حق خیرآبادی نے فتویٰ جہاد جاری فرمایا جس کی پاداش میں کالا پانی کا سفر کرنا پڑا۔ مفتی عنایت احمد بریلوی، شاہ احمد مدراسی، فیض احمد فیض، مولانا رحمت اللہ کیرانی وغیرہ جیسے نامور علماء نے جہادِ آزادی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔(۱)

کہا جاتا ہے کہ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں مولانا نقی علی خاں بریلوی اور والد ماجد مولانا رضا علی بریلوی نے بھی جوش کے ساتھ حصہ لیا اور ان کے اس سلسلے میں

---

(۱) روزنامہ قومی آواز لکھنؤ، بابت ۱۵ جنوری ۱۹۹۵ء، مضمون: ربیع الحسن صابری

عظیم کارنامے ہیں۔ مولانا رضا علی کی حکمتِ عملی کے نتیجہ میں بریلی میں انگریزوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا (۱)

## معاصر شخصیات اور روابط

مولانا نقی علی بریلوی تیرھویں صدی ہجری کی عبقری شخصیت ہیں۔ مولانا کے عہد میں اپنے اپنے وقت کے جید علماء اسلام اور مشائخ خدمت دین و ملت میں مصروف تھے۔ انھوں نے اسلامیانِ ہند کی تعلیم و تربیت اور نشر و اشاعت میں بیش بہا خدمات انجام دیں ۔۔۔۔ ذیل میں تیرھویں صدی ہجری کے اکابر علماء کے نام درج کیے جا رہے ہیں جس سے علمی و فقہی عہد کا تعین مشکل نہ ہوگا۔

۱۔ علامہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی۔
۲۔ شاہ عبد القادر بن شاہ ولی اللہ دہلوی۔
۳۔ علامہ فضل حق خیرآبادی۔
۴۔ مفتی صدر الدین خان آزردہ۔
۵۔ مفتی سعد اللہ مرادآبادی۔
۶۔ حافظ محمود بن ملا کرامت علی جونپوری۔
۷۔ شاہ رؤف احمد نقش بندی مجددی۔
۸۔ بحر العلوم مولانا عبد العلی۔
۹۔ مولانا سید مرتضیٰ بلگرامی۔
۱۰۔ شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی۔
۱۱۔ مولانا عبد الحی فرنگی محلی۔
۱۲۔ شاہ فضل رسول بدایونی۔
۱۳۔ مولانا عبد القادر بدایونی۔
۱۴۔ مفتی ارشاد حسین مجددی رام پوری۔

---

(۱) ہفت روزہ، نئی دنیا دہلی: بابت ۱۶، ۲۲ اگست ۱۹۹۴ء، ص ۱۴۔

۱۵۔ مولانا فیض الحسن سہارن پوری۔
۱۶۔ علامہ وصی احمد محدث سورتی۔
۱۷۔ شیخ حاجی امداد اللہ مہاجر مدنی۔
۱۸۔ علامہ ہدایت اللہ جونپوری۔
۱۹۔ مفتی لطف اللہ علی گڑھی۔
۲۰۔ مولانا احمد حسن کانپوری۔
۲۱۔ مولانا ہدایت علی فاروقی بریلوی۔
۲۲۔ شاہ آل رسول مارہروی۔
۲۳۔ مولانا محمود الحسن نانوتوی۔
۲۴۔ مولانا عبدالکریم حیدرآبادی۔

مولانا نقی علی خاں بریلوی قدس سرہٗ اپنے معاصرین میں ممتاز مقام رکھتے تھے، اور اہم مسائل و امور میں مولانا کی رائے جاننا ضروری سمجھا جاتا تھا ——— اور مختلف فیہ معاملات میں مولانا کی گرانقدر آرا فیصل کا درجہ رکھتی تھی، جس کی داخلی شہادتیں بھی ملتی ہیں۔ (۱)

مولانا بریلوی اپنے دوست و احباب کی دعوت پر سفر بھی کیا کرتے تھے، اور مذہبی تقریبات میں حصہ لیتے ——— مولانا کے ایک خاص دوست علامہ وصی احمد محدث سورتی اکثر مولانا کو پیلی بھیت بُلایا کرتے تھے۔ اہل شہر آپ کو اعزاز بخشتے تھے ——— محدث سورتی علیہ الرحمۃ کے نواسے اور مشہور تذکرہ نویس خواجہ رضی حیدر لکھتے ہیں:

علماء میں مولانا احمد رضا خاں کے والد مولانا نقی علی خاں کی شخصیت ایسی تھی، جس کو پیلی بھیت کے عوام الناس قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے مولانا نقی علی خاں اکثر بریلی سے پیلی بھیت تشریف لاتے اور حضور ؐ کی میلاد کی محافل میں شرکت کرتے تھے (۲)

---

(۱) تفصیل کے لیے دیکھیے: تنبیہ الجہال از حافظ بخش آنولوی مطبوعہ ۱۸۹۰ء مملوکہ مرکزی دارالافتاء بریلی
(۲) رضی حیدر، مورخ: تذکرہ محدث سورتی ص ۷۵، م: کراچی

مولانا عبدالکریم حیدرآبادی کا کتب خانہ مفتی برہان الحق جبل پوری (۱) کو ورثہ میں ملا، کتب تلاشی کے وقت مولانا نقی علی بریلوی کے ذاتی دستخط شدہ مولانا بریلوی کی تصانیف ملیں (۲) جس سے یہ بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مولانا حیدرآبادی اور مولانا بریلوی میں گہرے تعلقات و روابط تھے۔

## حاصلِ مطالعہ

مولانا مفتی نقی علی خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے عہد میں عجیب و غریب انقلابات رونما ہوئے۔ انھوں نے اپنے سر کی آنکھوں سے زمانہ کی نیرنگیاں دیکھیں۔ ملک کی سیاست کے تار و پود بکھرتے دیکھے، مذہبی تحریکات کی نشو و نما اور پھر ان کا دم توڑنا بھی دیکھا ـــــ اسلام کے نام پر طرح طرح کی جماعتوں کی سرگرمیاں دیکھیں، فدایانِ اسلام کے قلب و جگر پر اسلام دشمنوں کی یلغار دیکھی ـــــ ایمان جیسی لازوال طاقت و قوت کو سلب کرنے والی شعلہ بار اور مسحور کن تقریروں کا شور بھی سُنا ـــــ سربراہانِ مملکت کی ملکی عبادت کو چنتے اور دم توڑتے ہوئے بھی دیکھا ـــــ ایامِ غدر کی خون چکاں واقعات دیکھے و سُنے ـــــ ہزاروں مسلمانوں کو تہہ تیغ کرتے ہوئے ظالم کی حکومت دیکھی، نا معلوم کتنے افراد کو دار و رسن کے پھندے پر چڑھتے ہوئے دیکھا ـــــ ان کی خانماں بربادی دیکھی، بچوں کا یتیم ہونا دیکھا، روتے بلکتے آنسوؤں کا قطار دیکھا ـــــ برطانوی سامراج کو خفیہ رپورٹ دینے والے غدار مسلمان بھی دیکھے ـــــ پھر ان کا سفاکانہ قتل و انجام دیکھا ـــــ مجاہدینِ آزادی کے خوش کن نغمے سماعت کیے۔ ترانۂ آزادی کے گیت اور انقلابی غزلیں بھی سُنیں ـــــ مجاہدین کی اولوالعزمی اور اپنے مخالف خیمہ پر ٹوٹ جانے والا جوش و جذبہ دیکھا ـــــ ۱۸۵۷ء کی ناکام جنگِ آزادی میں انگریزوں کا مسلمانوں کے قائدین و مجاہدین کے گھر کو خاکستر کرتے ہوئے دیکھا ـــــ جس نے ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر باتیں کیں، ان کو پھانسی کے تختے پر لٹکا دیا گیا، جنھوں نے خاموشی

---

(۱) مفتی مولانا برہان الحق جبل پوری کی سوانح ملاحظہ فرمائیں: برہان الملت از محمد شہاب الدین رضوی مطبوعہ رضا اکیڈمی لاہور۔

(۲) برہان الحق جبل پوری مفتی: اکرام امام احمد رضا ص ۳۴، م: لاہور۔

یا علی الاعلان حمایت کی ان کو انعامات و اکرامات سے نوازتے دیکھا۔

الغرض انھوں نے وہ سب کچھ دیکھا جس نے ہندستان کی تاریخ پلٹ دی تھی مذہب و ملت کے قائدین و علماء کی کثیر جماعت دیکھی، جنھوں نے اسلامی تحریک کو کئی خیموں میں منقسم کر دیا تھا ـــــــ مگر مولانا بریلوی نے ایسی تمام تحریکات اور شخصیات کا تعاقب کیا اور ان پر بے لاگ تنقیدیں کیں اور ان کی بے راہ روی، اسلام دشمنی سواد اعظم کی بیخ کنی کے جذبے کو اپنے جبروتی پنجے میں گرفت کر لیا تھا اور پوری اُمت میں یہ ظاہر کر دیا کہ یہ باطل افکار و خیالات کا حامل شخص ہمارے لیے قابلِ احترام ہرگز نہیں ہو سکتا ہے ـــــــ مسلمان اس سے اجتناب کریں، اگر ایسا نہیں تو وہ اُمت کے سامنے جواب دہ ہوتے۔

مختصر یہ کہ مولانا نقی علی خاں بریلوی کی بروقت تجاویز و رہنمائی نے مزعومات باطلہ کا رخ موڑ کر ایمان کی حلاوت کو محفوظ رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ اُن کے مرقد پر رحمت و نور کی برکھا برسائے۔ آمین۔ ثم آمین۔

---

حیاتُ
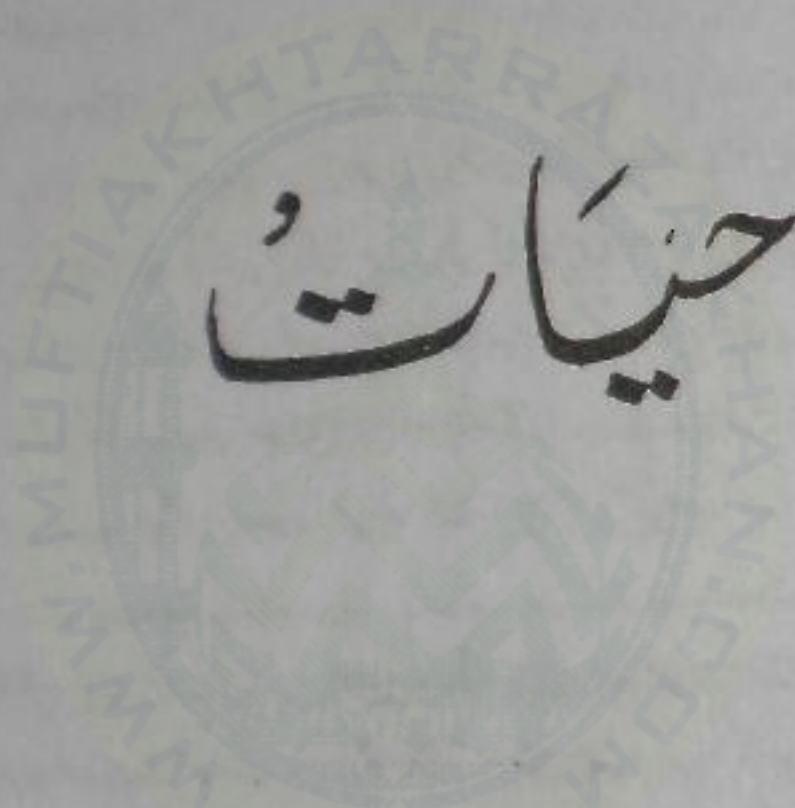
# مولانا مفتی نقی علی خاں بریلوی

## ولادت اور اجداد

مولانا نقی علی خاں بریلوی ماہ جمادی الآخری یا رجب المرجب ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۰ء کو محلہ ذخیرہ بریلی میں پیدا ہوئے ـــــ (۱)

مولانا کے والد ماجد مولانا رضا علی خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے نامور عالم اور عارف باللہ بزرگ تھے۔ آپ ۱۲۲۴ھ میں پیدا ہوئے جملہ علوم وفنون کی تکمیل مولانا خلیل الرحمٰن بن ملا عرفان رامپوری ـــــ (۲) سے ٹونک میں کی۔ ۲۳ سال کی عمر میں ۱۲۴۷ھ کو سند فراغت حاصل کر کے مشہور اطراف زمانہ ہوئے، علم فقہ، تصوف میں کامل مہارت تھی، تقریر بڑی پر اثر ہوتی تھی۔ آپ کے تلامذہ کی خاصی تعداد ہے۔ ۲ جمادی الاولیٰ ۱۲۸۶ھ کو دار فانی سے رحلت فرمائی ـــــ (۳)

مولانا رضا علی کو علم وادب سے بھی بے حد ذوق تھا۔ فن شاعری میں مفتی صدر الدین آزردہ

---

(۱) الف: نقی علی بریلوی، مولانا: جواہر البیان فی اسرار الارکان، ص ۲۰۶، تقدیم، امام احمد رضا بریلوی

ب: محمود احمد قادری، مولانا: تذکرہ علمائے اہلسنت، ص ۲۵۱

(۲) مولانا خلیل الرحمٰن کے والد کا نام ملا محمد عرفان، رامپور میں پیدا ہوئے۔ مولانا غلام جیلانی رفعت سے درسیات پڑھی، ریاضی، طب، ادب، فقہ سے خاص مناسبت تھی۔ امیر خاں والی ٹونک کے آخر زمانہ میں ٹونک گئے، مولوی حیدر علی مشہور غیر مقلد سے اکثر مباحثے رہتے۔ مولوی حیدر علی کو ریاست کی سرپرستی حاصل تھی، واپس رامپور آئے، پھر جاورہ تشریف لے گئے وہیں انتقال ہو گیا۔

(تذکرہ علمائے اہلسنت، از محمود احمد قادری، ص ۸۸ بحوالہ تذکرہ علماء ٹونک)

(۳) رحمٰن علی خاں بجنوری: تذکرہ علمائے ہند ص ۲۴۳

(صدر الصدور)۔ (۱) کے شاگردوں میں سے تھے۔ آپ کا ذوق ادبی انتہائی عروج پر تھا کافی اشعار کہے ہیں سہ آہ ہم پہ ہوا مسلط وبال فرنگیاں ٭ ہمیں ہیں مالک اور ہمیں آنکھیں دکھائی جاتی ہیں (۲)

## تعلیم و تربیت

مولانا نقی علی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جملہ علوم و فنون کا درس اپنے والد ماجد مولانا رضا علی بریلوی سے لیا۔ (۳) مولانا ایام طفلی سے ہی پرہیزگار و متقی تھے۔ اور کیوں نہ ہوتے مولینا رضا علی رحمۃ اللہ علیہ کے زیر تربیت رہے۔ ان کی پرہیزگاری کا جوہر مولانا کو ورثہ میں ملا تھا۔ پھر بفضل ایزدی میلان طبع بھی نیکی کی طرف تھا۔ (۴)

## فتویٰ نویسی کا آغاز

تیرھویں صدی ہجری میں مولانا رضا علی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء میں بریلی کی سرزمین پر مسند افتار کی بنیاد ڈالی۔ اور ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۵ء تک فتویٰ نویسی کا گرانقدر

---

(۱) مفتی محمد صدر الدین خان آزردہ ۱۲۰۳ھ/۱۷۸۹ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام شیخ لطف اللہ تھا، آباؤ اجداد کا وطن کشمیر تھا، آپ نے علوم عقلیہ و نقلیہ کی تعلیم مولانا فضل امام خیر آبادی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے حاصل کی۔ آپ علامہ فضل حق خیر آبادی کے ہم سبق تھے۔ آپ برٹش حکومت کے عہد میں تقریباً ۲۸ سال تک ممتاز عہدوں پر فائز رہے پہلے مفتی مقرر ہوئے پھر صدر الصدور اور اس منصب پر ۲۰ سال تک رہے یہ کوئی معمولی عہدہ نہ تھا۔ ان دنوں آپ چار سو روپے تنخواہ پاتے تھے۔ آپ نے جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں اہم حصہ لیا، اکیاسی برس کی عمر میں بروز پنجشنبہ ۲۴ ربیع الاول ۱۲۸۵ھ/۱۸۶۸ء میں انتقال ہوا۔ (ماہنامہ ترجمان کراچی جنگ آزادی نمبر ۱۸۵۷ء ص ۵۸ تا ۶۴، بابت جولائی ۱۹۷۵ء/۱۳۹۵ھ)

(۲) اسد نظامی صحافی، ماہنامہ ترجمان کراچی ص ۲۳ بابت جولائی ۱۹۷۵ء/۱۳۹۵ھ اشاعت خاص

(۳) ظفر الدین بہاری مولانا، حیات اعلیٰ حضرت ج ۱، ص ۶۔

(۴) حسید وحید بیگ بریلوی مرزا، حیات مفتی اعظم ج ۱، ص ۳۳۔

کام بحسن و خوبی انجام دیا۔(۱) مولانا رضا علی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے نہ صرف خود مسند افتا کو زینت بخشی بلکہ اپنے فرزند سعید مولانا نقی علی بریلوی کو خصوصی تعلیم دیکر مسند افتا پر فائز کیا۔ مولانا نے مسند افتا پر رونق افروز ہونے کے بعد ۱۲۹۷ھ تک نہ صرف فتویٰ نویسی کا گرانقدر اور اہم فریضہ انجام دیا بلکہ معاصر علماء و فقہاء سے اپنی اعلیٰ علمی صلاحیت البصیرت کا لوہا منوا لیا۔(۲)

## درس و تدریس

مولانا نقی علی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو درس و تدریس کا شوق تھا، ان کی محفل میں اہل علم و فن موجود ہوتے تھے، اور مولانا سے علم کی پیاس بجھاتے تھے۔ آپ کے درس اور دینیات سے لگاؤ کا نقشہ نواب نیاز احمد خاں ہوش بریلوی (۳) نبیرہ حافظ الملک حافظ رحمت خاں والی روہیلکھنڈ نے اچھے انداز میں کھینچا ہے، لکھتے ہیں:

> مولوی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کا محلِ اسلام تازہ رنگ لایا، یعنی اکثر اشخاص کو تعلیم علم کا شوق دلاتے تھے۔ اپنا وقت دینیات کے پڑھانے میں بہت صرف فرماتے ہیں۔

---

(۱) الف: ماہنامہ فیض الرسول براؤں شریف: ص ۲۸، بابت دسمبر ۱۹۸۹ء، بعنوان: مولانا ابراہیم خوشتر
ب: محمد مسعود احمد، پروفیسر: حیات مولانا احمد رضا خاں، ص ۸۳-۸۶

(۲) محمد شہاب الدین رضوی: مفتی اعظم اور انکے خلفاء، ج ۱، ص ۵، تقدیم: مفتی سید شاہد علی رامپوری

(۳) نواب نیاز احمد خاں ہوش بن نیاز محمد خاں بن یار محمد خاں بن محمد یار خاں بن نواب حافظ رحمت خاں نے فارسی کی تحصیل امیر الدین آزاد بریلوی سے کی مکتب درسیہ مختلف علماء سے پڑھیں، فن طب حکیم محمد ابراہیم لکھنوی سے حاصل کیا۔ شاعری میں ابتداءً حکیم محمد محسن علی خاں جوشش بریلوی امیر الدین آزاد بریلوی کے شاگرد ہوئے۔ ۱۸۹۷ء کے پر آشوب دور سے متاثر ہو کر سفر اختیار کیا، لکھنؤ میں قیام کیا، حیدرآباد بھی پہنچے، کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ ہوش بریلوی بہترین غزل گو اور بہترین قصیدہ نگار تھے کبر سنی میں انکا درخشاں کیا ہوا چراغ شاعری مدتوں محفل سخن کی زینت بنا رہا تھا انکی وفات بعمر چھپن سال ۳۰ جون ۱۸۹۲ء کو ہوئی۔
الف: تذکرہ نعت گویان بریلی ص ۱۳۷ تا ۱۳۹، از ڈاکٹر سید لطیف حسین ادیب بریلوی۔
ب: حیات حافظ رحمت خاں ص ۳۳۶، از سید الطاف علی بریلوی۔

ہنگام کلام کا دریا بہہ جاتا ہے۔ اَلْعَالِمُ اِذَا تَکَلَّمَ فَھُوَ بَحْرٌ تَمَوَّجَ (۱) کا مضمون انھیں کی ذات جمع حسنات پر صادق آتا ہے۔ کسی علم میں عاری نہیں؛ ہر علم میں دخیل معقول ہونا بجز عنایت باری نہیں، اور خیر میں اپنی اوقات عزیز صرف کرنے میں دشواری نہیں۔ بسا مشکل معقول نے ان کے سامنے مرتبہ حضوری پایا، منقول میں بدون حوالہ آیت اور حدیث کے کلام ذکر نا ان کا قاعدہ کلی نظر آیا۔ ان کے حضور اکثر منطقی اپنے اپنے قیاس و شعور کے موافق صغرائے ثنا اور کبرائے مدح شکل بدیہی الانتاج بنا کر دعویٰ توصیف کو ثابت کر دکھاتے ہیں۔

آخر الامر نتیجہ نکالتے وقت یہ شعر زبان پر لاتے ہیں، ہوش ؎

کیا عجب مدرسہ علم میں اس عالم کے　　شمس آکر سبق شمسیہ پڑھتا ہو اگر (۲)

مولانا نقی علی بریلوی سے اصحاب فکر و نظر نے استفادہ کیا۔ اور یہ شمع ہر آن فروزاں رہی

## خصوصیات

مولانا نقی علی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ دقتِ نظر اور اصابتِ فکر میں یگانۂ روزگار تھے۔ بے پناہ فہم و فراست اور زیرکی و دانائی کے مالک تھے۔ بلندیٔ اقبال، علوہمت، کرم و مروت، سخاوت و شجاعت، حکام سے عزلت، رزق موروثی پر قناعت، دبدبہ و جلال، عزت و سرفرازی، علم و عقل، نیز دیگر فضائل و خصائل کے جامع تھے۔ (۳) مولانا کی خصوصیات امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے الفاظ میں سنیئے!

جو دقتِ انظار، وحدتِ افکار، فہم صائب، ورائے ثاقب حضرت حق جل وعلا نے انھیں عطا فرمائی، ان دیار و امصار میں اس کی نظیر نظر نہ آئی فراست صادقہ کی

---

(۱) عالم جب کسی سے گفتگو کرتا ہے تو علم کے سمندر میں غوطہ لگاتا ہے۔

(۲) نقی علی بریلوی، مولانا؛　سرور القلوب، ص ۶، تقریظ: نواب نیاز احمد خاں ہوش بریلوی

(۳) محمد شہاب الدین رضوی،　مفتی اعظم اور ان کے خلفاء ج ۱، ص ۰۔

یہ حالت تھی کہ جس معاملہ میں جو کچھ فرمایا وہی ظہور میں آیا۔ عقل معاش و معاد دونوں کا بدرجۂ کمال اجتماع بہت کم سنا، یہاں آنکھوں سے دیکھا، بریں سخاوت و شجاعت، علوہمت، صدقات خفیہ، مبراث جلیہ وغیرہ ذٰلک، فضائل جلیلہ و خصائل جمیلہ کا حال وہی جانتے ہیں جس نے اس جناب کی برکت صحبت سے شرف پایا ہے۔ ع

ایں نہ بحریست کہ در کوزہ تحریر آید (۱)

## علم و فضل

مولانا نقی علی بریلوی علم و فضل کے بحر ذخار تھے، مولانا کی ذات مرجع علماء و خلائق تھی، آپکی آراء اور اقوال کو علمائے وقت پسند کرتے تھے۔ کثیر علوم میں تصانیف مطبوعہ و غیر مطبوعہ آپ کے علم و فضل کی شاہد ہیں۔ آپ مندرجہ ذیل علوم پر کامل دسترس رکھتے تھے۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| علم قرآن | علم تفسیر | حدیث | اصول حدیث |
| فقہ حنفی | فقہ جملہ مذاہب | اصول فقہ | جدل مہذب |
| عقائد و کلام | نحو | صرف | معانی و بیان |
| بدیع | منطق | فلسفہ | مناظرہ |
| تکسیر | ہیأۃ و حساب | ہندسہ | تصوف |
| سلوک | اخلاق | اسماء الرجال | سیر |
| تاریخ | لغت | ادب | فرائض وغیرہ (۲) |

نواب نیاز احمد خاں ہوش بریلوی، مولانا بریلوی کے فضل و کمال کا اعتراف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

اگر اس زمانہ میں بوستان کمال خزاں رسیدہ ہے، اہل کمال کا گل رخسار بسبب چلنے

---

(۱) نقی علی بریلوی۔ مولانا، سرور القلوب، ص ب

(۲) عبد المجید بیگ بریلوی مرزا، حیات مفتی اعظم ج ۱، ص ۳۸-۳۹

بادِ سموم بے قدری کے برنگ زعفران زرد ہو کر پژمردگی دیدہ ہے۔ لیکن سحاب رحمت الٰہی کی ترشح سے اب بھی نخل کہاں کہیں کچھ کچھ شاداب نظر آتا ہے کسی مقام پر کوئی باکمال گل باکمال کی تازگی دکھاتا ہے۔ اس دعوی پر حجت ساطع اور برہان قاطع سمجھ کر ایک شمشاد حدیقۂ علم و فضل کا ذکر کیا جاتا ہے۔ حاسدوں کے دل پر روشن داغ الم دیا جاتا ہے کہ گلدستہ اوصاف فراواں افضل الاشکال والاقران جناب مولوی محمد نقی علی خاں شہر مانوس بریلی میں سکونت پذیر ہیں۔ حسن ظاہری و باطنی میں بے نظیر ہیں۔ باپ دادا ان کے عرصہ دراز سے چمن پیرائے علم و دولت ہیں، مولوی صاحب ایام طفولیت سے تا حال بفضلہٖ ایزدی منان صرصر حوادث سے بچ کر گلچین خیابان فضل و عزت رہے۔ ان کے والد ماجد نے کمال دانائی سے دنیا کو مزرعۂ آخرت جان کر تخم عمل بو کر ثمرہ معرفت پایا۔ (۱)

امام احمد رضا بریلوی نے اپنی عربی تصنیف ــــــ "الزلال الانقیٰ" میں ایک جگہ آپکا ذکر ان القاب و آداب کے ساتھ کیا ہے، تحریر فرماتے ہیں :

الامام الهمام، والفاضل الطمطام، والبحر الطام، والبدر التام محاى السنن وماحى الفتن، ذى تصانيف لى تفقه ولتواليف عابقه، شريفه منيفه، لطيفه نظيفه، بقية السلف، حجة الخلف، ناصح الامة، كاشف الغمة، حامى حمى الرسالة عن كيد اهل الضلالة، وما قلت فى بابه، معتل الى جنابه فوالله لم يبلغ ثنائى كماله، ولكن عجزى غير مدح لماله فذا الحق لولا ان المحر ما حلا، ذو البدر لولا البدر يخشى ما له، سيدى ومولائى وسندى وملاذى العالم العلامة مولانا المولوى محمد نقى على خان القادرى بركاتى آل رسولى رضى الله تعالىٰ وارضاه عنه. (۲)

---

(۱) نیاز احمد خاں ہوش بریلوی، نواب : تقریظ بر عایت گلزار شمول سرور القلوب ص ۳

(۲) احمد رضا بریلوی، امام : الزلال الانقیٰ من بحر سبقۃ الاتقیٰ ص ۳۰-۳۹ (قلمی) مملوکہ مرکزی دار الافتاء بریلی شریف۔ نوٹ:- [illegible] الزلال الانقیٰ جو عربی زبان میں ہے، امام احمد رضا کے حقیقی وارث و جانشین علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری دامت برکاتہم العالیہ نے آج سے تقریباً چار سال قبل اردو ترجمہ کیا تھا، مگر کاتبوں کی مہربانیوں سے ہنوز منتظر طباعت ہے، اس کی تصحیح کا کام ہو رہا ہے انشاء اللہ عنقریب ہی منظر عام پر آجائے گی۔

## بیعت و خلافت

۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء میں مولانا نقی علی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو شاہ سیدنا آل رسول مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱) نے بیعت و خلافت سے نوازا، مولانا کے ہمراہ مولانا عبدالقادر بدایونی قدس سرہٗ (۲) اور امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ تھے (۳) اسی مجلس میں امام احمد رضا بھی شرف بیعت و خلافت اور جملہ اجازت سے فیضیاب ہوئے۔ امام احمد رضا نے پوری کیفیت اس طرح بیان فرمائی ہے:

پنجم جمادی الاخریٰ ۱۲۹۴ھ کو مارہرہ مطہرہ میں دست حق پرست حضرت آقائے نعمت دریائے رحمت، سید الواصلین، سند الکاملین، قطب اوانہ، امام زمانہ، حضور پر نور سید

---

(۱) حضرت شاہ سید آل رسول تیرہویں صدی ہجری کے اکابر اولیاء اللہ میں سے تھے ۱۲۰۹ھ میں ولادت ہوئی۔ اپنے چچا حضرت اچھے میاں اور والد ماجد حضرت آل برکات ستھرے میاں کی آغوش شفقت و محبت میں تربیت اور نشو و نما پائی۔ مولانا مبین الحق شاہ عبدالمجید بدایونی، شاہ سلامت اللہ کشفی سے خانقاہ برکاتیہ میں ابتدائی درسیات پڑھ کر فرنگی محل کے علاوہ ملا نور مولانا عبدالواسع سے تکمیل کی۔ ۱۲۲۰ھ میں شیخ عبدالحق ردولی شریف ضلع بارہ بنکی کے عرس میں دستار بندی ہوئی۔ علامہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے درس میں شامل ہوکر صحاح ستہ کی تکمیل کرکے سند حدیث حاصل فرمائی۔ آپکو اجازت و خلافت حضرت اچھے میاں اور والد سے تھی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی، شاہ علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی، شاہ سید ابوالحسین نوری مارہروی اجلہ خلفاء میں ہیں۔ ۱۸ ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ میں وصال ہوا۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ از مولانا عبدالمجتبیٰ رضوی)

(۲) محب رسول مولانا عبدالقادر بدایونی ۱۷ رجب المرجب ۱۲۵۳ھ/۱۸۳۷ء میں پیدا ہوئے۔ مولانا فیض احمد بدایونی اور علامہ فضل حق خیرآبادی سے علوم معقول و منقول کی تحصیل فرمائی۔ اور مولانا عبدالحق خیرآبادی بھی آپکے تبحر علمی کے معترف تھے۔ اپنے والد ماجد شاہ فضل رسول بدایونی (م ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء) سے بیعت ہوئے اور انہیں سے اجازت و خلافت حاصل کی۔ شیخ جمال مکی سے حدیث شریف پڑھی۔ ۱۷ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء کو مولانا بدایونی کا وصال ہوا۔ [illegible] اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے آپکی شان میں مرثیہ لکھے ہیں۔ تفصیل کیلئے دیکھئے:

۱۔ حدائق بخشش حصہ سوم ص ۳۶ تا ۴۲، از امام احمد رضا بریلوی۔
۲۔ قاموس المشاہیر ج ۲، ص ۷۴، از نظامی بدایونی۔
۳۔ مولانا محمد عبدالقدیر بدایونی، ص ۱۲ تا ۱۹، از پروفیسر مسعود احمد

(۳) عبدالوحید بیگ، مرزا، حیات مفتی اعظم ۱۹۸۵ء، ص ۳۶۔

مرشد نا مولانا وادانا ذخری وغدی حضرت سیدنا شاہ آل رسول احمدی تاجدار مارہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ وافاض علینا من برکاتہ ونعماہ پر شرف بیعت حاصل فرمایا۔

حضور پرنور مرشد حق نے مثال خلافت واجازت جمیع سلاسل وسند حدیث عطا فرمائی۔

یہ غلام ناکارہ (احمد رضا) بھی اسی جلسہ میں اس جناب کے طفیل ان برکات سے شرفیاب ہوا۔ والحمد للہ رب العالمین (۱)

## اجازت سند حدیث

مولانا نقی علی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو سند حدیث حضرت شاہ سید آل رسول مارہروی رضی اللہ عنہ سے حاصل تھی۔ جو علامہ شیخ عبد العزیز محدث دہلوی رضی اللہ عنہ (۲) کے شاگرد تھے۔ آپ نے بار دگر بموقع حج وزیارت شیخ الحرم علامہ سید احمد زینی دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی سند حدیث حاصل کی۔ (۳)

## حج وزیارت

---

(۱) الف: نقی علی بریلوی، مولانا: تفسیر الم نشرح، ص

ب: احمد رضا بریلوی، امام: ازهار الانوار، ص ۵۸

(۲) علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ۲۵ رمضان المبارک ۱۱۵۹ھ/ ۱۷۴۶ء کو پیدا ہوئے۔ آپکے والد ماجد شاہ ولی اللہ دہلوی نے عبدالعزیز نام تجویز کیا۔ اور تاریخی نام غلام حلیم رکھا۔ آپ نہایت ذہین، سلیم الطبع اور قوی الحافظہ تھے۔ تیرہ برس کی عمر میں جملہ علوم وفنون میں خاصی مہارت حاصل کرلی تھی۔ آپکی عربی فارسی میں تصانیف پائی جاتی ہیں۔ حدیث وتفسیر کی بیش بہا خدمت انجام دی، پورے برصغیر میں آپکے تلامذہ تھے۔ شوال ۱۲۳۹ھ/ ء میں نواسی سال کی عمر میں وفات پائی۔ جب بیماری کی شدت سے حالت نازک ہوگئی تو آپ نے اپنے رشتہ داروں کو بلایا اور حسب مراتب انکو اپنا سامان تقسیم فرمایا پھر آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔ (بستان المحدثین ص ۳۵۰ تا ۳۵۲۔ از شاہ عبدالعزیز دہلوی۔ حضرت علامہ عبدالعلیم ارشد الرشید شاہ دہلوی کی مرکز آراء تفسیر فتح العزیز کا قلمی نسخہ جناب برقی علی صاحب کے پاس محفوظ ہے تفسیر عزیزی کا مطبوعہ نسخہ فرزند ... تشنہ طباعت ہے۔

(۳) رحمٰن علی خاں، مولوی: تذکرہ علماء ہند اردو، ص ۹۸، مطبوعہ پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی کراچی۔

مولانا نقی علی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء میں فریضہ حج ادا کیا، مولانا کے ساتھ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ اور چند خدام تھے۔ ۲۶ شوال المکرم ۱۲۹۵ھ کو بریلی سے عازم سفر ہوئے۔ اس وقت مولانا شدید طور پر علیل تھے جسمانی ضعف زیادہ بڑھ گیا تھا۔ آنکھوں دیکھی کیفیت مولانا کے فرزند امام احمد رضا قدس سرہٗ کی زبانی ملاحظہ فرمائیں:

"۲۶ شوال ۱۲۹۵ھ کو باوجود شدت علالت و ضعف قوت خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاص طور پر بلانے کے سبب کہ من رانی فی المنام فقد رانی (۱) (رواہ الامام احمد والبخاری والترمذی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) عزم زیارت و حج مصمم فرمایا۔ یہ غلام اور چند اصحاب و خدام ہمراہ رکاب تھے، ہر چند احباب نے عرض کی کہ علالت کی یہ حالت ہے، آئندہ سال پر ملتوی فرمائیے، ارشاد فرمایا: "مدینہ طیبہ کے قصد سے قدم دروازہ سے باہر رکھ لوں پھر چاہے روح اسی وقت پرواز کر جائے۔" دیکھنے والے جانتے ہیں کہ تمام سفر میں تندرستوں سے کسی بات میں کمی نہ فرمائی، بلکہ وہ مرض ہی خود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک آب خورہ میں دوا عطا فرمانے سے کہ من رانی فقد رای الحق (۲) (رواہ احمد والشیخان عن ابی قتادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مدینے پر نہ رہا۔ (۳)

مولانا نقی علی بریلوی کی واپسی حج پر جہاز سمندر کے بیچ پھنس گیا، تین دن تک طوفان شدید طور پر رہا۔ لوگوں نے کفن پہن لئے ایک اضطراب کا عالم تھا، ہوا کے جھونکے جہاز کو زور زور سے ہلا رہے تھے۔ امام احمد رضا بریلوی نے سبھی کی تسکین کے لئے کہا کہ "آپ اطمینان رکھیں، خدا کی قسم یہ جہاز نہ ڈوبے گا۔" پھر حدیث شریف کا ورد کیا، دعا مانگی۔ فوراً مخالف ہوا کہ تین دن سے بشدت چل رہی تھی دو گھڑی میں بالکل موقوف ہو گئی، اور جہاز نے نجات پائی۔

---

(۱) پوری حدیث اس طرح ہے۔ من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظۃ ولا یتمثل الشیطان۔

(۲) محمد عبدالرؤف مناوی، محدث: فیض القدیر، ج ۶، ص ۱۳۴، م: بیروت ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۲ء

(۳) الف: ظفر الدین بہاری، مولانا: حیات اعلیٰحضرت، ج ۱، ص ۸-۹

ب: نقی علی بریلوی، مولانا: تفسیر الم نشرح، ص ۵۔

بحمد اللہ سب لوگ باطمینان وطن واپس پہونچے۔(۱)

## عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اسکی تصدیق

مولانا نقی علی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو حضور اکرم محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عشق تھا، سچا عشق۔ مولانا ایک بار بیمار ہوگئے، جس کی وجہ سے نقاہت بہت ہوگئی، طبیعت بھی کافی مضمحل تھی۔ محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے فدائی کے جذبۂ محبت کی لاج رکھی، اور خواب ہی میں ایک پیالے میں دوا عنایت فرمائی، جس کے پینے سے افاقہ ہوا اور وہ جلد ہی رُو بصحت ہوگئے۔(۲)

## عقد اور اولاد

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے اپنا نسب اس طرح بیان کیا ہے۔ ع

احمد ہندی رضا ابن نقی ابن رضا۔(۳)

مولانا نقی علی بریلوی کی شادی اسفند یار بیگ (۴) کی بڑی صاحبزادی محترمہ حسینی خانم صاحبہ علیہا الرحمہ (۵) سے ہوئی۔ جن سے مندرجہ ذیل اولاد تولد ہوئیں۔

---

(۱) مصطفےٰ رضا بریلوی، مفتی: الملفوظ، ج ۲، ص ۳

(۲) الف: محمد عبدالحکیم شرف قادری، مولانا: تقدیم سرور القلوب بذکر المحبوب ص د

ب: عبدالوحید بیگ، مرزا: حیات مفتی اعظم، ص ۳۵، ۱۶

(۳) احمد رضا بریلوی، امام: حدائق بخشش ص

(۴) اسفند یار بیگ کا آبائی مکان لکھنؤ تھا، مگر انہوں نے مع اہل و عیال بریلی میں مستقل سکونت اختیار کر لی تھی، مسلکاً سنی تھے (بروایت محترمہ خادم بیگم صاحبہ بنت حضرت مولانا حسنین رضا خاں بریلوی) حیات اعلیٰحضرت میں مولانا ظفرالدین بہاری نے مولانا بریلوی کے خسر کا نام "اسفند یار بیگ" لکھا ہے جبکہ بدایوں کچہری کی قلمی دستاویز محررہ تمبر ۱۸۷۰ء میں "مجو بیگ" نام تحریر ہے (قلمی دستاویزات، مملوکہ علامہ تحسین رضا خاں بریلوی شیخ الحدیث جامعہ نوریہ بریلی)

(۵) مولانا نقی علی بریلوی کی اہلیہ محترمہ حسینی خانم صاحبہ کا نام بدایوں کچہری کی قلمی دستاویز میں حسینی بیگم تحریر ہے جبکہ دوسرے قلمی دستاویزات میں حسینی خانم ہی ملتا ہے۔

الف: قلمی دستاویزات کچہری ضلع بدایوں، محررہ ستمبر ۱۸۷۲ء

ب: قلمی دستاویزات کچہری ضلع بدایوں، محررہ مئی ۱۸۸۰ء / جمادی الاخریٰ ۱۲۹۷ھ۔

۱۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی

۲۔ مولانا حسن رضا خاں حسن بریلوی

۳۔ مولانا محمد رضا خاں بریلوی

۴۔ حجاب بیگم، زوجہ وارث علی خاں

۵۔ احمدی بیگم، زوجہ محمد شیران خاں خلف محمد عمران خاں

۶۔ محمدی بیگم، زوجہ کفایت اللہ خاں (۱)

جب امام احمد رضا بریلوی بطن مادر میں تھے، تو مولانا نقی علی بریلوی نے ایک خواب دیکھا جس کی وجہ سے ان کو پریشانی سی لاحق ہوئی، رات بھر تعبیر خواب کی فکر میں رہے۔ صبح اٹھے تو بھی خواب کی تشویش باقی تھی۔ بالآخر مولانا نے اپنا خواب اپنے والد ماجد مولانا رضا علی خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا، انھوں نے فرمایا۔

"بہت مبارک خواب ہے، بشارت ہو کہ پروردگار عالم تم کو ایک فرزند عطا فرمائیگا جو علم کے دریا بہائے گا۔ جس کا شہرہ مشرق و مغرب میں پھیلے گا۔" (۲)

دنیا جانتی ہے کہ خواب کی تعبیر سو فیصد صحیح ثابت ہوئی۔

مولانا نقی علی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی احمدی بیگم صاحبہ کا نکاح یکم ربیع الاول ۱۲۸۳ھ کو محمد شیران خاں خلف محمد عمران خاں سے ہوا۔ جو محلہ جسولی بریلی رہنے والے تھے (۳)

مولانا کی سب سے چھوٹی صاحبزادی کا انتقال ۲۰؍ فروری ۱۸۸۳ء کو ہوا۔ (۴)

---

(۱) ظفر الدین بہاری، مولانا، حیات اعلیحضرت، ج ۱، ص ۱۷

نوٹ:۔ مذکورہ بعض اولاد کی تاریخ و سنین برائے عقد وغیرہ نہیں مل سکیں۔ مولانا نقی علی بریلوی کے اہل خاندان سے بھی رجوع کیا، مگر انھوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔

(۲) ظفر الدین بہاری، مولانا، حیات اعلیٰ حضرت، ج ۱، ص ۲۲

(۳) قلمی دستاویز، نکاح نامہ، مملوکہ مرکزی دار الافتاء سوداگران بریلی شریف

(۴) قلمی دستاویز، مملوکہ مرکزی دار الافتاء سوداگران بریلی شریف

# تصنیفات

مولانا نقی علی بریلوی صاحب تصنیف بزرگ تھے۔ آپکی تقریباً ۴۰ چالیس تصانیف تھیں جن میں سے صرف ۲۶ کے نام معلوم ہوئے۔ تصانیف کی اجمالی فہرست پیش ہے۔ تفصیل دوسری جگہ ملاحظہ کریں

۱۔ الکلام الاوضح فی تفسیر الم نشرح (مطبوعہ)

۲۔ وسیلۃ النجات

۳۔ سرور القلوب فی ذکر المحبوب (مطبوعہ)

۴۔ جواہر البیان فی اسرار الارکان "

۵۔ اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد "

۶۔ ہدایۃ البریۃ الی الشریعۃ الاحمدیۃ "

۷۔ اذاقۃ الاثام لمانعی عمل المولد والقیام "

۸۔ فضل العلم والعلماء "

۹۔ ازالۃ الاوہام

۱۰۔ تزکیۃ الایقان رد تقویۃ الایمان

۱۱۔ الکوکب الزہرا فی فضائل العلم وآداب العلماء

۱۲۔ الروایۃ الرویۃ فی الاخلاق النبویۃ

۱۳۔ النقادۃ النقویۃ فی الخصائص النبویۃ

۱۴۔ لمعۃ النبراس فی آداب الاکل واللباس

۱۵۔ التمکن فی تحقیق مسائل التزین

(مطبوعہ)

۱۶۔ احسن الوعا فی آداب الدعاء

۱۷۔ خیر المخاطبۃ فی المحاسبۃ والمراقبۃ

۱۸۔ ہدایۃ المشتاق الی سیر الانفس والآفاق

۱۹۔ ارشاد الاحباب الی آداب الاحتساب

۲۰۔ اجمل الفکر فی مباحث الذکر

۲۱۔ عین المشاھدۃ لحسن المجاھدۃ

۲۲۔ تشوق الاواہ الی طریق محبۃ اللہ

۲۳۔ نھایۃ السعادۃ فی تحقیق الھمۃ والارادۃ

۲۴۔ اقوی الذریعہ الی تحقیق الطریقۃ والشریعۃ

۲۵۔ ترویح الارواح فی تفسیر سورۃ الانشراح

۲۶۔ اصلاح ذات بین۔ (۱)

قدیم تذکرہ نگار مولانا رحمن علی اپنی تصنیف "تذکرہ علمائے ہند" (فارسی) میں مولانا نقی علی بریلوی کے تعارف کے ضمن میں "تنبیہ الجہال" کو مولانا بریلوی کی تصنیف بتاتے ہیں (۲) جبکہ تنبیہ الجہال کے مصنف مولانا بریلوی کے تلمیذ مفتی حافظ بخش آنولوی ہیں (۳) مولانا کے تلمیذ و فرزند اعلیٰحضرت امام احمد رضا نے مولانا کی فہرست تصانیف میں "تنبیہ الجہال" کا ذکر نہیں فرمایا (۴) مفتی حافظ بخش آنولوی نے تنبیہ الجہال میں جگہ جگہ مولانا بریلوی کو فاضل بریلوی سے مخاطب کیا ہے۔ یہ کتاب مولانا بریلوی اور مولوی احسن نانوتوی کے درمیان اثر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہوئی تفصیلی بحث کا جائزہ ہے۔ اور اس زمانہ میں دونوں طرف سے لکھی جانے والی کتابوں پر غیر جانب داری سے تبصرہ۔

مولانا ظفرالدین فاضل بہاری نے اپنی کتاب "المجمل المعدد" میں تنبیہ الجہال کو امام احمد رضا کی تصنیف میں شمار کیا ہے۔ المجمل المعدد امام احمد رضا کی فہرست تصانیف ہے (۵) ان کے اس تسامح کو امام احمد رضا کے اکثر سوانح نگاروں نے برقرار رکھا۔ ماہنامہ قاری دہلی کے امام احمد رضا نمبر میں بھی یہی مرقوم ہے۔ (۶)

---

۱) احمد رضا بریلوی، امام : تقدیم تفسیر سورۃ الم نشرح، ص ر، ز

۲) رحمن علی خان، مولوی : تذکرۂ علمائے ہند، ص ۲۴۴، ۲۴۵، نولکشور لکھنؤ، نومبر ۱۹۱۴ء

۳) تنبیہ الجہال، مرکزی دارالافتاء بریلی شریف کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔

۴) احمد رضا بریلوی، امام : تعارف مصنف، تفسیر الم نشرح، ص، ز

(۵) ظفرالدین بہاری، مولانا : المجمل المعدد لتالیفات المجدد، ص ۸

(۶) ماہنامہ قاری دہلی : امام احمد رضا نمبر، ص ۳۰۹، بابت اپریل ۱۹۸۹ء

## جائیداد اور اس کی تقسیم

مولانا نقی علی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی زمین جائیداد موضع کرتولی ضلع بدایوں میں کئی سو کے حساب سے تھی (۱) مولانا کے انتقال کے بعد جائیداد شرعی اعتبار سے سات وارثین میں منقسم ہوئی۔ ایک اہلیہ محترمہ تین صاحبزادگان، اور تین صاحبزادیاں۔ جائیداد کی تقسیم کا عمل ۴، نومبر ۱۸۸۰ء کو ہوا۔ (۲)

## سفر آخرت کا حال

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص پیٹ کے مرض میں مبتلا ہو کر فوت ہوا وہ شہید ہے۔ (۳)

(۱) مولانا نقی علی بریلوی کی زمین ضلع رامپور میں بھی تھی، جنگ آزادی کے بعد ان زمینوں کے کاغذات حکومت نے طلب کئے، مگر وہ سارے کاغذ تلف ہو چکے تھے، اس وجہ سے کوئی دعویٰ نہ کر سکے، اور آخرکار حکومت نے زمین پر اپنا قبضہ جما لیا، اور مولانا کو دستبردار ہونا پڑا۔ (بروایت علامہ تحسین رضا خاں بریلوی محلہ کانکر ٹولہ بریلی) مولانا نقی علی بریلوی کے ضلع بدایوں میں ۲ یا ۳ گاؤں تھے، اور ایک بڑا گاؤں موضع کرتولی اب بھی اہل خاندان کے زیر اثر ہے، خود کاشت کی زمین تقریباً ایک ہزار بیگھ تھی، اور گاؤں کئی کئی میلوں تک پھیلے ہوئے تھے۔ پوری زمین کی دیکھ بھال ملازمین رکھ کر خود کیا کرتے تھے۔ مولانا سال میں دو بار گاؤں تشریف لیجاتے آپ کے انتقال کے بعد امام احمد رضا بریلوی نے صرف ایک سال زمین کی نگرانی کا کام انجام دیا۔ چونکہ امام رضا کا فطری رجحان تصنیف و تالیف، اور فتویٰ نویسی کی طرف تھا، اس لئے گاؤں کی ذمہ داری اپنے منجھلے بھائی مولانا حسن رضا بریلوی کے سپرد کر دی۔ (بروایت مولانا حبیب رضا خاں بن مولانا حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ کانکر ٹولہ بریلی، ۲۳، جنوری ۱۹۹۴ء) مولانا حسن بریلوی نے تا حیات امام رضا کو زمینداری اور گھریلو زندگی سے بے نیاز رکھا اور امام رضا کو صرف خدمت اسلام و مسلمین میں مصروف رکھا۔ مولانا حسن بریلوی کا پورے اہلسنت و جماعت پر احسان عظیم ہے۔

۲) قلمی دستاویزات کچہری شاہجہانپور، مملوکہ مرکزی دار الافتاء، سوداگران بریلی شریف

۳) امجد علی اعظمی، علامہ، بہار شریعت، ج ۴، ص ۱۶۷

اس حدیث شریف کے مطابق مولانا نقی علی بریلوی نے شہادت معنوی کا مقام پایا، کیونکہ خونی اسہال کے عارضے میں ذیقعدہ ۱۲۹۷ھ / ۱۸۸۰ء کو وصال ہوا اور والد ماجد کے پہلو میں محو استراحت ابدی ہوئے۔ (۱)

امام احمد رضا بریلوی آخری لمحات کی چشم دید کیفیت بیان کرتے ہیں جو انہی کی زبانی ملاحظہ ہو:

سلخ ذیقعدہ پنجشنبہ وقت ظہر ۱۲۹۷ ہجریہ قدسیہ کو اکیاون (۵۱) برس پانچ مہینے کی عمر میں بعارضہ اسہال دموی شہادت پاکر شب جمعہ اپنے والد ماجد قدس سرہ العزیز کے کنار میں جگہ پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

روز وصال نماز صبح پڑھ لی تھی، اور ہنوز وقت ظہر باقی تھا کہ انتقال فرمایا۔ نزع میں سب حاضرین نے دیکھا کہ آنکھیں بند کئے متواتر سلام فرماتے تھے۔ جب چند انفاس باقی رہے ہاتھوں کو اعضاء وضو پر یوں پھیرا گویا وضو فرماتے ہیں یہاں تک کہ استنشاق بھی فرمایا۔ سبحان اللہ وہ اپنے طور پر حالت بے ہوشی میں نماز ظہر بھی ادا فرما گئے۔ جس وقت روح پر فتوح نے جدا فرمائی، فقیر سرہانے حاضر تھا۔ واللہ العظیم ایک نور ملیح علانیہ نظر آیا کہ سینہ سے اٹھ کر برق تابندہ کی طرح چہرہ پر چمکا اور جس طرح لمعان خورشید آئینہ میں جنبش کرتا ہے، یہ حالت ہو کر غائب ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی روح بدن میں نہ تھی۔ (۲)

## آخری تحریر

مولانا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے آخری کلمہ لفظ۔ اللہ۔ نکلا۔ اور مولانا کے دست مبارک سے آخری تحریر۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ تھی۔ اس کو مولانا نے انتقال سے دو روز پہلے ایک کاغذ پر لکھا تھا۔ (۳)

(۱) الف، ظفر الدین بہاری، مولانا، حیات اعلیٰ حضرت ج ۱، ص ۹

ب، نقی علی بریلوی، مولانا، جواہر البیان، ص ۲۰۸

(۲) احمد رضا بریلوی، امام، تقدیم تفسیر الم نشرح

(۳) احمد رضا بریلوی، امام، تقدیم تفسیر الم نشرح، ص ۵

مولانا بریلوی کے وصال کے بعد امام احمد رضا نے ایک خواب دیکھا کہ پیر و مرشد سیدنا شاہ آل رسول مارہروی مولانا کے مزار پر تشریف لائے، عرض کیا حضور یہاں کہاں؟ فرمایا، آج سے یہیں رہا کریں گے۔(۱)

## تاریخی مادّے

مولانا بریلوی کے وصال پر امام احمد رضا نے درج ذیل تاریخی مادے استخراج فرمائے

۱. کان نہایۃ جمع العظما (۱۲۹۷ھ)

۲. خاتم اجلۃ الفقہا

۳. امین اللہ فی الارض ابداً

۴. ان فقد فتلک کلمۃ بہا یہتدی

۵. ان موتۃ العالم موتۃ العالم

۶. وفاۃ عالم الاسلام ثلمۃ فی جم الانام

۷. خلل فی باب العباد فی لا ینسد الی یوم القیام

۸. کمل لہ ثوابک یوم النشور

۹. امتحہ جنۃ للمتقین

۱۰. صلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد والہ واھل اجمعین). (۲)

---

(۱) ظفر الدین بہاری، مولانا: حیات اعلیٰ حضرت ج ۱، ص ۹

(۲) نقی علی بریلوی، مولانا: جواہر البیان، ص ۱۰۹ (تقدیم امام احمد رضا)

# مشاہیر تلامذہ

## چند تلامذہ
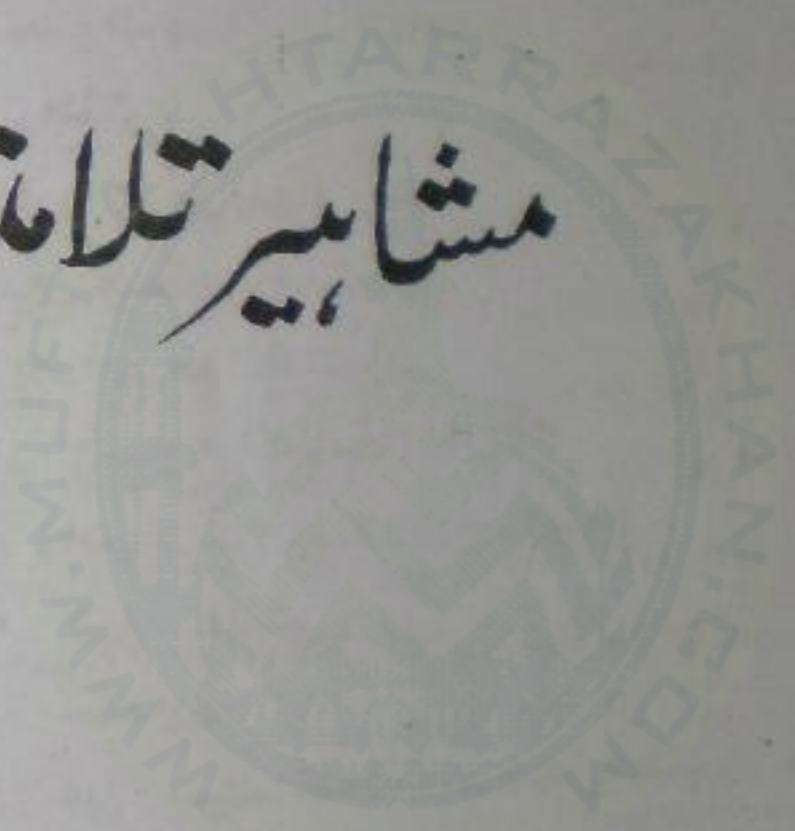
مولانا نقی علی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرہ و احوال میں لکھی جانے والی کتاب جواہر البیان اور سرور القلوب کا صرف مقدمہ ملتا ہے، جو ۳۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ دراصل دونوں کتابوں کے مصنف خود مولانا بریلوی ہیں۔ مگر مقدمہ نگار امام احمد رضا بریلوی نے تلامذہ کا ذکر نہیں کیا ہے۔ بعد میں لکھی گئی کتابوں میں کہیں کہیں مولانا کا ضمناً ذکر ملتا ہے، مگر وہ بھی امام رضا کے محررہ مضمون کا چربہ ہی معلوم ہوتا ہے۔ باقی تمام کتابیں حالات کے باب میں خاموش ہیں۔ تلامذہ کی فہرست بھی نہیں مل سکی۔ تاہم مندرجہ ذیل تلامذہ کئی ہزار پر بھاری ہیں۔ کیونکہ انہوں نے شمع علم دین کو قیامت تک کے لئے فروزاں کیا ہے۔ نام درج ہیں۔

۱۔ اعلیحضرت امام احمد رضا محدث بریلوی۔ (۱)

۲۔ عاشق رسول مولانا حسن رضا خاں حسن بریلوی۔ (۲)

---

(۱) امام احمد رضا بریلوی ۱۰ر شوال، ۱۴ر جون ۱۸۵۶ء/۱۲۷۲ھ کو محلہ ذخیرہ بریلی میں پیدا ہوئے۔ آپ نے زیادہ تر تعلیم اپنے والد ماجد مولانا نقی علی بریلوی سے حاصل کی۔ آپ نے تقریباً ایک ہزار سے زائد علمی ذخیرہ یادگار چھوڑا۔ برصغیر کی منفرد اور واحد شخصیت ہے جس نے قوم کو وافر لٹریچر فراہم کیا۔ انکی ضرورتوں کے مطابق مسائل کا استنباط کیا۔ علمائے حرمین شریفین نے امام المحدثین، مجدد مأۃ حاضرہ کا عظیم خطاب عطا فرمایا۔ فتاویٰ رضویہ ۱۲ جلدوں پر مشتمل ہے۔ قرآن شریف کا بے مثال ترجمہ کنزالایمان کے نام سے کیا۔ امام رضا کے حالات و کوائف اور علمی خدمات پر دو درجن سے زائد کتب شائع ہو چکی ہیں۔ ۲۵ر رمضان المبارک، ۲۸ر مئی ۱۹۲۱ء/۱۳۴۰ھ میں انتقال کیا۔

(۲) مولانا حسن بریلوی ۲۲ر ربیع الاول ۱۲۷۶ھ/۱۹ر اکتوبر ۱۸۵۹ء میں پیدا ہوئے۔ تعلیم و تربیت والد ماجد کے زیر سایہ ہوئی۔ بڑے بھائی امام احمد رضا کے تاحیات قوت بازو بنے رہے۔ شعر و شاعری سے فطری مناسبت تھی۔ ہندوستان میں داغ دہلوی کا طوطی بول رہا تھا۔ آپ رامپور تشریف لے گئے۔ اپنے پھوپھا فضل حسن خاں کے مکان واقع رامپور میں قیام فرمایا۔ داغ دہلوی کے حلقۂ تلامذہ میں داخل ہو کر اکتساب فیض کیا۔ داغ اپنے اس شاگرد پر بہت مہربان تھے "پیارے شاگرد" کہکر مخاطب کرتے تھے۔ ایک ماہنامہ "گلدستۂ بہار بے خزاں" اور ایک ہفتہ وار اخبار "روز افزوں" کے نگراں بھی تھے۔ یہ دونوں اخبار حسن بریلوی کے شاگرد میر محمود علی عاشق بریلوی نکالتے تھے۔ آپ کے دو دیوان "ثمر فصاحت"، "ذوق نعت" کے علاوہ آپ کے نو رسائل و کتب اردو و فارسی میں ملتے ہیں۔ آپکا انتقال ۱۹۰۸ء کو ہوا۔ "گویان بریلی" از ڈاکٹر سید لطیف حسین ادیب بریلوی، ص ۹۴۔

## ۲۔ مولانا محمود رضا خاں بریلوی۔ (۱)

---

(۱) مولانا مفتی محمود رضا خاں بریلوی مولانا نقی علی بریلوی کے سب سے چھوٹے فرزند تھے۔ تعلیم و تربیت اپنے برادر امام احمد رضا اور والد ماجد سے حاصل کی۔ امام احمد رضا کے دارالافتاء میں فتویٰ نویسی کی خدمت انجام دی۔ آپ کا اصل نام محمد عبد الرحمٰن تھا۔ عرف محمود رضا خاں اور گھر میں والدہ اور دیگر اہل خانہ ننھے میاں سے پکارتے تھے۔ الملفوظ میں جگہ جگہ ننھے میاں کے نام سے مخاطب کیا ہے (بروایت جناب سید زاہد حسین زیبا جامعی مرحوم وغیرہ دروانہ برکات احمد بریلی، مورخہ شب ۶ شعبان المعظم ۱۴۱۳ھ / ۲۰ جنوری ۱۹۹۳ء) امام احمد رضا کے فتاوی پر آپ کی تصدیقات ملتی ہیں۔ مثلاً درج ذیل رسائل پر تصدیق ہے۔

۱۔ ازالۃ العار بحجر الکرائم عن کلاب النار، ص ۲۸ (۱۳۱۶ھ) مطبوعہ اہلسنت و جماعت بریلی۔

۲۔ الھادی الحاجب عن جنازۃ الغائب، ص ۲۳ (۱۳۲۶ھ) مطبع اہلسنت و جماعت بریلی، مئی ۱۳۲۶ھ

۳۔ اجتناب العمال عن فتاوی الجہال، ص ۷ (۱۳۱۶ھ) مطبوعہ تحفۂ حنفیہ پٹنہ۔

تصنیف: مولانا حامد رضا خاں بریلوی۔ (مملوکہ جناب مرتضیٰ علی صاحب رضوی بانس منڈی بریلی)

مولانا حسن رضا بریلوی کے ساتھ میں آپ نے بھی زمینداری کا کام انجام دیا۔ بعدہ اپنے حصہ کی زمین کی خود دیکھ بھال کرنے لگے تھے۔ (بروایت مولانا حبیب رضا خاں نوری محلہ سوداگران بریلی ۵ رجنوری ۱۹۹۳ء) جناب سید زیبا صاحب جامعی مولانا محمود رضا خاں کی تاریخ وصال کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "چچا (محمود رضا) اور بھتیجے (حامد رضا) کا انتقال پانچ یا چھ سال آگے پیچھے ہوا ہے"۔ مولانا حامد رضا بریلوی کا وصال ۱۹۴۳ء میں ہوا اور اگر مولانا کے وصال سے قبل پانچ سال قبل کا حساب لگایا جائے تو ۱۹۳۹ء رہتا ہے یعنی محمود رضا کا وصال ۱۹۳۹ء یا ۱۹۳۸ء میں ہوا۔

مولانا محمود رضا بریلوی کے کوئی فرزند نہ تھا صرف ایک صاحبزادی تولد ہوئیں، جن کا نکاح مفتی اعظم مصطفےٰ رضا بریلوی سے ہوا۔ آپ کی صاحبزادی بڑی خوبیوں کی مالک تھیں۔ آج انکو عوام اہلسنت اور چھوٹی بی صاحبہ کے نام سے جانا جاتا ہے علم و فضل کے ساتھ ساتھ مالداری بھی تھی۔ مفتی محمد اعظم نوری لکھتے ہیں "حضرت مولانا محمود رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ علم و دل سے مالامال ہونے کے ساتھ ساتھ فضل رب سے ایک بہت بڑے رئیس بھی تھے۔ آپ نے اپنی ساری جائیداد اپنی اکلوتی صاحبزادی یعنی محترمہ ہماری پیرانی صاحبہ کو عنایت فرما کر الگ بنا دیا تھا۔ (سہ ماہی داعی مصطفےٰ بریلی مفتی اعظم نمبر، ص ۱۳۷، بابت مئی تا اکتوبر ۱۹۹۰ء)

۴ ۔ مولانا برکات احمد بریلوی ۔ (۱)

۵ ۔ مولانا ہدایت رسول نوری لکھنوی ثم رامپوری ۔ (۲)

---

(۱) مصطفےٰ رضا بریلوی، مفتی : الملفوظ ج ۳ ص ۲۹

نوٹ : مولانا برکات احمد بریلوی مولانا کے خاص شاگردوں میں تھے اور امام رضا بریلوی کے جاں نثار تھے یہاں پر ایک غلط فہمی کا ازالہ ضروری سمجھتا ہوں کہ محلہ ذخیرہ بریلی میں پھاٹک برکات احمد کے نام سے ایک گلی مشہور ہے یہ پھاٹک مولانا برکات احمد کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے جبکہ یہ پھاٹک سید باقر حسین جو بارہ گاؤں کے زمیندار تھے انکا قائم کیا ہوا ہے ۔ ان کے زوال کے بعد برکات احمد وکیل مشہور ہوئے جو یتیم خانہ متصل بازار کنڈہ بریلی میں چپراسی تھے ۔ بعد میں کچہری میں کام کرنے لگے اور وکالت کے پیشہ میں کمال حاصل کیا ۔ یعنی وکیل برکات احمد کے نام سے یہ پھاٹک مشہور ہو گیا ۔ وکیل برکات احمد کا انتقال ۱۹۰۰ء میں ہوا ۔ (بروایت جناب سید زاہد حسین زیبا جامعی پھاٹک برکات احمد محلہ ذخیرہ بریلی)

(۲) ابوالوقت مولانا ہدایت رسول کے آباؤ اجداد بخارا سے ترک وطن کر کے ہندوستان تشریف لائے ۔ اور احمد آباد سورت اور رامپور میں آباد ہوئے ۔ لیکن مولانا لکھنوی نے تعلیم سے فراغت کے بعد ایک سیاح کی حیثیت سے اپنی زندگی کا آغاز کیا ۔ اور شہروں میں گھوم کر اشاعت اسلام و تبلیغ سنیت کرتے رہے ۔ مولانا لکھنوی نے جب رامپور میں مستقل سکونت اختیار کی تو علماء بریلی سے اکتساب علم کا اچھا موقع ملا ۔ مولانا لکھنوی اچھے مناظر تھے آپ نے پنجاب اور یوپی میں سیکڑوں مناظرے کئے اور شکست فاش دی ۔ اس کے علاوہ تا حیات عیسائیوں، قادیانیوں اور وہابیوں کی سرکوبی فرماتے رہے ۔ ۱۸۹۶ء کے زمانہ میں شہر لکھنؤ میں طاعون کی وبا پھیلی ہوئی تھی ۔ کثرت سے لوگ جاں بحق ہو رہے تھے ۔ برٹش گورنمنٹ حکومت نے ایک چونے کی بھٹی بنوائی اور حکم دیا کہ طاعون سے مرنے والوں کو اسی بھٹی میں جلا دیا جائے چاہے جس مذہب سے تعلق رکھتے ہوں ۔ چنانچہ اس قانون کے تحت ایک غیر مسلم بڑھیا کو بھٹی میں جلا دیا گیا ۔ لوگوں کو سخت بے چینی ہوئی ۔ مگر حکومت کے خلاف آواز بلند کرنے کی جرأت کسی کے اندر نہ تھی ۔ یہ اطلاع مولانا لکھنوی کو ہوئی تو انھوں نے فوراً اس قانون کے خلاف احتجاجی آواز بلند کی ۔ اور پورے شہر میں اعلان کرا دیا کہ کل شہر کے تمام لوگ اپنا کاروبار بند رکھیں ، دکانیں نہ کھولیں ، مخدوم شاہ مینا کے میدان میں جمع ہو کر اپنے غم و غصہ کا اظہار کریں ۔ دوسری طرف کمشنر کا اعلان ہو رہا تھا کہ کل کوئی شخص اپنا کاروبار بند نہ کرے ورنہ شاہ مینا میدان میں جمع ہو ور نہ سزا کا مستحق ہوگا ۔ اسی ہنگامے میں صبح ہو گئی اور معلوم ہوا کہ لوگ رات ہی سے جا کر میدان میں جمع ہو گئے تھے چاروں طرف زبردست فوجی پہرہ لگا ہوا تھا ۔ حکومت وقت کی ساری کوششیں بیکار ہو گئیں اور ایسی

۹۔ مفتی حافظ بخش آنولوی۔ (۱)

---

پر تمام ہوئی مگر اہل لکھنؤ نے کبھی ایسا منظر نہ دیکھا تھا۔

(فیوض ہدایت ترجمہ ایہا الولد، ص ۱۰، ۱۱، ۱۲۔ تعارف مترجم از: قیصر وارثی، لکھنؤ ۱۹۸۹ء)
مترجم: مولانا ہدایت رسول لکھنوی۔ مصنف امام غزالی علیہ الرحمۃ

مولانا لکھنوی کے بارے میں امام احمد رضا نے فرمایا "اگر مجھ جیسا لکھنے والا اور مولانا ہدایت رسول جیسا بولنے والا خطیب ہندوستان میں اور ہوتا تو مذہبیت کا نام ہندوستان تک زندہ رہتا"۔ آپ نے ۱۹۱۵ء میں انتقال فرمایا۔ مزار پاک شاہ درگاہی رامپوری کے مزار پر انوار کے پائینتی جانب واقع ہے۔ (ماہنامہ استقامت کانپور (اولیاء نمبر) ص ۱۱۰، بابت جنوری ۱۹۷۸ء۔ مضمون: مولانا علی حسین اشرفی

مولانا لکھنوی کے انتقال پر امام احمد رضا اور ان کے بھتیجے مولانا حسنین رضا بریلوی نے مولانا شفاعت رسول رامپوری کے نام ایک تفصیلی تعزیت نامہ تحریر فرمایا جو دبدبۂ سکندری رامپور میں شائع ہوا۔ راقم السطور نے ۱۹۹۰ء میں رضا لائبریری رامپور میں مطالعہ کیا تھا مگر افسوس ہے کہ محفوظ نہ کر سکا۔ حال ہی میں معلوم ہوا ہے کہ مفتی سید شاہد علی رضوی رامپوری مولانا لکھنوی پر ایک تفصیلی سوانح لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ جلد تکمیل کی منزلت تک پہنچائے آمین۔ مولانا لکھنوی کا مولانا نقی علی بریلوی سے شرف تلمذ کا ذکر مولانا حبیب رضا بن مولانا حسنین رضا بریلوی نے کیا۔ تاہم کوئی دستاویزی ثبوت نہیں مل سکا۔

(۹) مفتی حافظ بخش آنولہ ضلع بریلی میں ۱۲۶۵ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے نانا قاری امام بخش سے حفظ قرآن پاک کیا اور ابتدائی درسیات پڑھیں۔ ۱۲۸۳ھ میں مدرسہ قادریہ بدایوں میں داخل ہو کر شاہ فضل رسول بدایونی، شاہ عبد القادر بدایونی اور شاہ نور احمد سے پڑھ کر ۱۲۹۵ھ میں سند فراغ پائی۔ بعدہٗ کچھ دنوں مدرسہ قادریہ بدایوں میں درس دیا۔ پھر محلہ چودھری بگھا سے متعلق ہو گئے۔ پوری زندگی علم دین کی اشاعت اور مذہب اہلسنت کی تبلیغ میں گذری۔ جزئیات فقہ بکثرت یاد۔ مدتوں آنولہ کے مفتی رہے۔ دو مرتبہ حج و زیارت سے مشرف ہوئے۔ ۳ جمادی الاخری ۱۳۴۹ھ بوقت گیارہ بجے دن انتقال ہوا۔ [illegible] (۱۳۰۶ھ) مفتی [illegible] آپ کے نامور فرزند تھے۔ (تذکرہ علمائے اہلسنت، ص ۷۸) مفتی حافظ بخش کا مولانا بریلوی سے شرف تلمذ کا ذکر راقم السطور سے جانشین مفتی اعظم علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری نے کیا۔ تاہم کوئی دستاویزی ثبوت نہیں مل سکا۔ مولانا بریلوی اور مولانا احسن نانوتوی کے مابین ہوئی طویل بحث میں حافظ محمد بخش مولانا بریلوی کے حامی تھے اور انہی کی حمایت میں کتابچے تحریر کیے

۷ ۔ مولانا حشمت اللہ رضوی، مجسٹریٹ آگرہ ۔ (۱)

---

(۱) حسنین رضا خاں بریلوی، مولانا : ماہنامہ الرضا بریلی، ص ۲۸ بابت ربیع الاول ۱۳۳۹ھ

نوٹ : مولانا حشمت اللہ ایک باصلاحیت اور قابل شخص تھے، اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے۔ آپکا انتقال ۱۳ر نومبر ۱۹۲۰ء کو آگرہ میں ہوا۔ آپ کے انتقال پر مولانا حسنین رضا بریلوی تعزیت نامہ میں تحریر فرماتے ہیں
"مرحوم کا شمار ان سربرآوردہ افراد میں ہے جنہیں خداوند عالم نے اپنے فضل و کرم سے دین و دنیا دونوں میں
ہو، مرحوم نے ابتداً الٰہ آباد میں وکالت شروع کی تھی پھر وہاں سے سول سروس میں لے لئے گئے، اور ڈپٹی اور جنٹ اور کلکٹر اور جج رہے۔ فارسی، عربی، انگریزی میں اعلیٰ قابلیت رکھتے تھے۔ درس نظامی کی اکثر کتب میں عالم، فاضل زمن حضرت مولانا مولوی ہدایت اللہ خاں صاحب مرحوم و مغفور سے پڑھیں۔ الٰہ آباد یونیورسٹی سے بی۔ اے پاس کیا۔
خدا ترسی و کینہ پروری آپ کے خاص صفات سے تھیں۔ بسلسلۂ عالیہ قادریہ میں اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس سے بیعت ہوئے۔ اعلیٰحضرت قبلہ کے والد ماجد نقی علی خاں سے بھی تلمذ تھا۔ اس قحط الرجال کے زمانہ میں ایک ایسے شخص کا دنیا سے اٹھ جانا کمی میں بڑا اضافہ ہے۔ خداوند عالم مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے آمین" (ماہنامہ الرضا بریلی ص ۲۸ بابت ربیع الاول ۱۳۳۹ھ ج ۱، ش ۳۔)

# چند واقعات
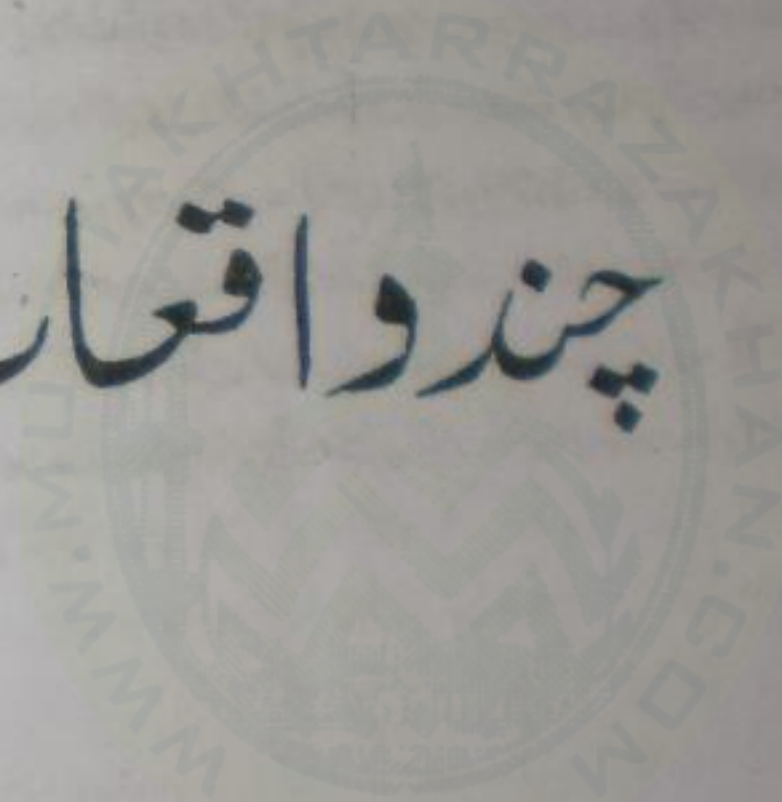
## "جو کچھ لکھتا دکھا لیتا"

اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ مولانا نقی علی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے لائق و فائق فرزند تھے۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا کہ جو استفتاء مولانا بریلوی کی خدمت میں آتا اسے اپنے بیٹے کی طرف بھیج دیتے جس کو وہ لکھ کر اصلاح کراتے تھے۔ جب والد ماجد کی طرف سے نظرثانی ہو جاتی تو فتوی جاری کرتے تھے۔ بقول امام احمد رضا؛

جب تک حضرت والد ماجد صاحب قدس سرہٗ عالم حیات میں تھے، جو کچھ میں لکھتا والد ماجد صاحب کو دکھا دیا کرتا تھا۔ کبھی کبھی ضرورت دیکھتے اصلاح فرما دیتے، علمی مضامین اور تحقیقات مسائل کو ملاحظہ فرما کر مسرور ہوتے، اور جلیل دعاؤں سے سرفراز فرماتے۔ انہی مستجاب دعاؤں کا اثر ہے کہ اس وقت سے آج تک دینی خدمات کی ادا میں ........ مشغول ہوں ........ اس دینی خدمت پر مولی تعالیٰ کا شکر بجا لاتا ہوں۔ (۱)

## ایک جملہ کا اثر

مولانا نقی علی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے تبحر علم اور فقہ پر کامل عبور کا اندازہ صرف اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے "ایک بار امام احمد رضا نے نہایت پیچیدہ مسئلہ کا حکم بڑی کوشش و جانفشانی سے لکھا اور اس کی تائیدات مع تنقیح ۸۰ ورق میں جمع کیں۔ مگر جب امام احمد رضا قدس سرہٗ نے اپنا لکھا ہوا فتوی مولانا کے حضور پیش کیا، تو انھوں نے کوئی ایسا جملہ ارشاد فرمایا کہ اس سے یہ سب ورق رد ہو گئے۔ اس جملہ کے اثر کا اندازہ خود امام احمد رضا کے الفاظ میں؛

وہی جملے اب تک دل میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور قلب میں اب تک انکا اثر باقی ہے۔ (۲)

---

(۱) ظفر الدین بہاری، مولانا؛ حیات اعلیٰ حضرت، ص ۳۳

(۲) مصطفیٰ رضا بریلوی، مفتی؛ الملفوظ، حصہ ۱، ص ۸۵، مطبوعہ مکتبہ رضا بریلی

امام احمد رضا اپنے شاگرد مولانا احمد اشرف کچھوچھوی کو ہدایت فرماتے ہوئے مولانا نقی علی کی تربیت کا حال بیان کرتے ہیں:

> ردِ وہابیہ، افتاء، یہ دونوں ایسے فن ہیں کہ طب کی طرح یہ بھی صرف پڑھنے سے نہیں آتے، ان میں بھی طبیب حاذق کے مطب میں بیٹھنے کی ضرورت ہے۔ میں بھی ایک حاذق طبیب (نقی علی) کے مطب میں سات برس بیٹھا ہوں۔ (۱)

## پیر و مرشد سے عقیدت

مولانا نقی علی بریلوی اپنی حیات ظاہری میں پیر و مرشد شاہ سید آلِ رسول مارہروی کا عرس نہایت اہتمام و انتظام اور اعلیٰ پیمانہ پر کیا کرتے تھے۔ (۲) مولانا کے بعد وصال امام احمد رضا بھی اسی شان و شوکت کے ساتھ عرس کا اہتمام فرماتے تھے۔ اب یہ روایت ختم ہو گئی۔

امام احمد رضا بریلوی نے ایک بار شاہ سید اسماعیل حسن مارہروی کے حکم پر مولانا نقی علی بریلوی کی تصنیف "سرور القلوب" حضرت شاہ برکت اللہ مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر پڑھی تھی۔ (۳)

## قحط سالی دور ہو گئی

ایک بار بریلی میں بارش نہیں ہوئی، مخلوق خدا بہت پریشان تھی، فصلیں تباہ و برباد ہونے لگیں، جانوروں کے لئے چارہ میسر نہیں ہو رہا تھا اور خشک سالی کے باعث گرانی بہت بڑھ گئی تھی مولانا نقی علی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ مرجعِ خلائق تھے۔ ایک دن اہل شہر کثیر تعداد میں مولانا کے دولت خانہ پر حاضر ہوئے۔ قحط کے باعث ہونے والی پریشانیوں کا تذکرہ کر کے ملتجی ہوئے کہ "حضور دعا فرما دیں کہ بارش ہو جائے تاکہ قحط کی تباہی سے بچ سکیں" مولانا بریلوی نے فرمایا، "تم سب میرے ساتھ چلو" لہٰذا تمام لوگ مولانا کے ہمراہ چل دیئے۔ اہل شہر نے مولانا کو سڑک پر پیدل چلتے نہ دیکھا تھا۔ یہ دیکھ

---

(۱) مصطفیٰ رضا بریلوی، مفتی ، الملفوظ حصہ اول، ص ۸۳

(۲،۳) ظفر الدین بہاری، مولانا ، حیات اعلیٰ حضرت ص ۴۰۔۴۱

کر لوگ تعجب سے نظریں جمائے دیکھتے گئے۔ ہجوم مولانا کے ساتھ تھا۔ لوگ سائل بنے پوچھتے تھے کہ ماجرا کیا ہے؟ جواب ہوتا کہ حضرت بارش ہونے کے لئے دعا کرنے جا رہے ہیں۔ جدھر سے مولانا کا گزر ہوتا بس لوگ شامل ہجوم ہو جاتے۔

نماز استسقاء کی ادائیگی کے لئے یہ ہجوم عیدگاہ کی طرف رواں دواں تھا۔ مولانا امیر کارواں تھے۔ ایک مقام پر کسی غیر مسلم نے سنا کہ مولانا بارش کے لئے دعا کرنے جا رہے ہیں، اس نے پھبتی کسی کہ "میاں جب تک بارش نہ ہو واپس نہ لوٹنا" مولانا راستہ طے کرتے ہوئے عیدگاہ بریلی پہنچے عیدگاہ میں پہلے ہی سے مخلوق خدا کا اژدحام میدان میں تھا۔ شہر کے غیر مسلم بھی عیدگاہ کے باہر اس نظارہ کو حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ مولانا نے نماز استسقاء ادا فرمائی، بعد ادائیگی نماز جب دعا کے لئے ہاتھ اٹھایا یکایک آسمان پر بادل چھا گئے۔ ابھی دعا سے فارغ بھی نہ ہوئے تھے کہ بارش شروع ہو گئی۔ اتنی زبردست بارش ہوئی کہ لوگوں کا گھروں تک جانا مشکل ہو گیا۔

مولانا بریلوی اپنے دولت کدے پر تشریف لائے تو وہی غیر مسلم جس نے طنز کیا تھا گھبرایا ہوا آیا اور معافی کی درخواست کی۔ مولانا نے خدام سے فرمایا "کہہ دو تمہارے کہے کا ہم نے برا نہیں مانا تھا، تم معافی کے خواستگار ہو تو کہہ دیتے ہیں معاف کیا۔"

اس روز کے بعد سے لگاتار بارش ہوتی رہی، اور شہر و مضافات کا قحط دور ہوا۔ مولینا بریلوی کی دعائیں بارگاہ رب العزت میں مقبول ہوتی تھیں۔(۱)

## قبر کی اونچائی

امام احمد رضا قدس سرہ سے کسی نے سوال کیا: قبر کا اونچا بنانا کیسا ہے؟ اس پر ارشاد فرمایا: خلاف سنت ہے۔ میرے والد ماجد، میری والدہ ماجدہ، میرے بھائی کی قبریں دیکھئے ایک بالشت سے اونچی نہ ہوں گی۔(۲) مولانا نقی علی بریلوی کے خاندان میں یہ خاص امتیازی نشان

---

(۱) عبدالوحید بیگ، مرزا: حیات مفتی اعظم، ج ۱، ص ۴۱-۴۲

(۲) مصطفٰے رضا بریلوی، مفتی: الملفوظ، حصہ ۳، ص ۷۹

ماضی کے ادوار میں رہی ہے کہ شریعت کے خلاف تو کجا، سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف بھی کوئی کام نہیں ہوتا تھا۔

## روزہ نہ چھوڑنا

مولانا نقی علی بریلوی کے بڑے صاحبزادے امام احمد رضا نے مولانا کو خواب میں دیکھا، وہ فرماتے ہیں۔ "احمد رضا اب کی رمضان میں تمہیں بیماری ہوگی" اور زیادہ ہوگی، روزہ نہ چھوڑنا۔۔ جب رمضان المبارک آیا تو امام رضا بیمار ہوگئے مگر آپ نے روزے نہیں چھوڑے۔ اور والد ماجد کے حکم کے پابند رہے۔(۱)

## زمین کی فروخت

مولانا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی زمین کے قریب ہی ایک صاحب کی زمین تھی، مگر وہ صاحب مولانا سے کچھ ناراض رہا کرتے تھے۔ انھوں نے زمین فروخت کرنے کا پروگرام بنایا، اور خرید و فروخت کا مسئلہ ایک سود خور کے ہاتھوں طے پایا، امام احمد رضا یہ نہیں چاہتے تھے کہ سود خور کی زمین میری زمین کے قریب ہو، امام نے زمین خود خریدنے کا اظہار کیا انھوں نے انکار کیا۔ ایک دن مولانا نقی علی بریلوی خواب میں تشریف لائے "اور کہنے لگے کہ "مجھے نہیں دیتے۔ سود خور کو دیتے ہیں، "اور ملے گی تمھی کو" پھر ایسا ہی ہوا۔(۲)

## تکلیف ہوئی

ایک مرتبہ امام احمد رضا قدس سرہ نے کھانا تناول نہ فرمایا۔ کئی دن سے والدہ ماجدہ اور مولانا نقی علی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں امام رضا نے دیکھا، والدہ نے تو کچھ نہ فرمایا مگر مولانا نے کہا کہ "تمہارے نہ کھانے سے ہم کو تکلیف ہوتی ہے"۔ پھر امام رضا نے کھانا شروع کر دیا۔ (۳)

---

(۱،۲) مصطفیٰ رضا بریلوی، مفتی : الملفوظ حصہ ۳، ص ۹،

(۳) مصطفیٰ رضا بریلوی، مفتی : الملفوظ حصہ ۳، ص ۷۰،

## گیارہ درجے

امام احمد رضا نے خواب دیکھا کہ مولانا نقی علی کے ساتھ ایک بہت نفیس سواری ہے، جو اونچی بھی تھی۔ مولانا نے کمر پکڑ کر امام رضا کو سوار کر دیا، اور فرمایا، "گیارہ درجے تک تو ہم نے پہنچا دیا ہے، اللہ تعالیٰ مالک ہے"۔ اس فرمان سے امام رضا نے یہ تعبیر نکالا کہ اس سے مراد سرکار حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غلامی ہے۔ (۱)

## گاؤں کا کام

ایک صاحب جو امام احمد رضا قدس سرہٗ کے رشتہ میں چچا ہوتے تھے، گاؤں کے سارے کام کی ذمہ داری انہیں کے سپرد تھی۔ مگر کسی موقع پر مولانا نقی علی بریلوی ان سے ناراض ہو گئے، اور فرمایا، "اب سے یہ گاؤں کا کام نہ کریں"۔ مگر امام رضا کو دینی اور تصنیفی مصروفیت نے گھیر رکھا تھا، ان کے یہاں فرصت عنقا تھا، تاہم گاؤں کے کام کیلئے کسی خاص معتمد کی ضرورت تھی۔ مگر ان صاحب سے زیادہ معتبر و مستند کوئی نہیں ملا۔ امام رضا کافی پریشان تھے۔ چونکہ مولانا ممانعت کر چکے تھے۔ ایک روز خواب میں مولانا تشریف لائے، ان صاحب کا ہاتھ پکڑ کر امام رضا کے ہاتھ میں دے دیا، مطلب یہ تھا کہ ان کو گاؤں بھیج دیا جائے۔ چنانچہ صبح ہی کو گاؤں کے کام پر روانہ کر دیا گیا۔ (۲)

---

(۱) مصطفےٰ رضا بریلوی، مفتی، الملفوظ حصہ ۳، ص ۷۰

(۲) مصطفےٰ رضا بریلوی، مفتی، الملفوظ حصہ ۳، ص ۷۰

# اثر ابن عباس اور مولانا بریلوی

مولانا نقی علی خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات اور علمی خدمات کا جائزہ لیتے وقت اس بحث کا مطالعہ ناگزیر معلوم ہوا جس کا تعلق اثر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تھا۔ کیونکہ بدایوں میں مولانا عبد القادر بدایونی اور بریلی میں مولانا نقی علی خاں نے اس بحث کی قیادت کی، اور انیسویں صدی عیسوی کے آخری دہوں میں اس کی گونج پورے شمالی ہندوستان میں سنی گئی تھی۔ مولانا نقی علی خاں بریلوی کے تعلق سے اس تاریخی بحث کا مطالعہ اس وجہ سے بھی ضروری معلوم ہوتا ہے، کیونکہ پروفیسر محمد ایوب قادری نے مولانا احسن نانوتوی کی سوانح حیات میں یہ تاثر دیا ہے کہ مولانا نقی علی خاں بریلوی نے جس طور پر، اور جس شد و مد سے بحث میں حصہ لیا اس سے دو دھڑے پیدا ہو گئے، جنہوں نے بعد کو ایک وسیع خلیج کی شکل اختیار کر لی ـــــــ ان کے بقول :

> یہاں اس امر کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے کہ اثر ابن عباس کے مسئلے میں علماء بریلی اور بدایوں نے مولانا محمد احسن کی بڑی شدت سے مخالفت کی، بریلی میں اس محاذ کی قیادت مولوی نقی علی خان کر رہے تھے، اور بدایوں میں مولوی عبد القادر بن مولانا فضل رسول بدایونی سرخیل جماعت تھے۔ یہی بریلی اور دیوبند کی مخالفت کا نقطۂ آغاز تھا، جو بعد کو ایک بڑی وسیع خلیج کی شکل اختیار کر گیا۔ (۱)

اس مضمون میں ہمارا منشاء اس تاریخی بحث کا احیاء نہیں ہے، ہمارا مقصد اس بحث کو تاریخی تناظر میں مولانا نقی علی خاں بریلوی کے تعلق سے پیش کرنا ہے۔ کیونکہ ہمارا موضوعِ تالیف مولانا نقی علی بریلوی ہیں نہ کہ اثر ابن عباس رضی اللہ عنہ۔

## بحث کا آغاز

مولانا محمد احسن نانوتوی (م: ۱۳۱۲ھ / ۱۸۹۵ء) بہ زمانۂ قیام بریلی ۱۲۹۶ھ / ۱۸۷۹ء

---

(۱) محمد ایوب قادری، پروفیسر: مولانا محمد احسن نانوتوی ص ۹۳

بریلی کالج بریلی میں شعبۂ فارسی و عربی کے صدر تھے انہوں نے بریلی میں تحریک فکر ولی اللّٰہی کی ترویج و اشاعت کا کام کیا اور اپنے مطبع صدیقی بریلی سے حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی تصانیف کی اشاعت و طباعت کی۔ ان کے ہی صحبت یافتہ مشہور عالم دین مولانا امیر احمد سہسوانی تھے۔ (۱) ۱۲۸۸ھ / ۱۸۷۱ء میں قصبہ شیخوپور ضلع بدایوں میں مسئلہ امکان و امتناع نظیر پر مولانا عبد القادر بدایونی (م ۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱ء) اور مولانا امیر احمد سہسوانی کے درمیان ایک مناظرہ منعقد ہوا۔ مولانا نذیر احمد سہسوانی (م ۱۲۹۹ھ / ۱۸۸۱ء) (۲) نے ہر دو فریق کے مفصل حالات و تحریرات پر مشتمل ایک کتاب مناظرۂ احمدیہ کے نام سے طبع کروا دی۔ جس میں اثر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی زیر بحث آیا۔ (۳)

## اثرِ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جس حدیث پر تنازع ہوا اور جس پر مختلف اصحابِ علم و فضل نے اظہار خیال کیا ——————— وہ اثر ———————

---

(۱) امیر احمد بن مولوی امیر حسن (۱۳۰۶ھ / ۱۸۸۷ء) سہسوان ضلع بدایوں میں ۱۲۶۲ھ / ۱۸۴۵ء میں پیدا ہوئے، اپنے والد سے تحصیل علم کی مولانا امیر احمد نے دہلی، آگرہ، لکھنؤ، آنولہ، بریلی بدایوں، مختلف اوقات میں قیام کیا۔ اور ہر جگہ طلبۂ علم درس و تدریس سے مستفید ہوئے۔ آگرہ میں بغرض تعلیم ملازم رہے، جامعیت منقول و معقول میں کامل تھے۔ گورنمنٹ نے شمس العلماء کا خطاب دیا۔ ۱۳۰۶ھ / ۱۸۸۹ء میں بدایوں میں انتقال ہوا (حیات العلماء ص ۷۵، ۸۰ از عبد الباقی سہسوانی مطبوعہ لکھنؤ ۱۹۲۳ء) مگر مولانا نقی علی خاں بریلوی کے صاحبزادے امام احمد رضا کو انگریز اور انگریزی حکومت سے نفرت تھی۔ شمس العلماء قسم کے کسی خطاب کو حاصل کرنے کا ان کو کبھی شوق نہ تھا (تحقیقات و نگارشات ص ۲۰۸ از سید الطاف علی بریلوی، کراچی ۱۹۸۵ء)

(۲) مولانا نذیر احمد سہسوانی، مولانا احسن نانوتوی کے خاص اصحاب میں تھے۔ شش شل کی اتنی لبی بحث میں ان کا اچھا خاصا ہاتھ رہا اور انہوں نے مناظرۂ احمدیہ لکھ کر بحث کا آغاز کر دیا۔

(۳) محمد ایوب قادری، پروفیسر: مولانا احسن نانوتوی، ص ۸۵ (مطبوعہ ۱۲ از موتی)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ مندرجہ ذیل ہے،

اِنَّ اللہ خلق سبع ارضین فی کل ارض آدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراھیم کابراھیم، وعیسیٰ کعیساکم (۱) وموسیٰ کموسکم، ونبی کنبیکم (۲)

بے شک اللہ نے سات زمینیں پیدا کیں، ہر زمین میں آدم ہے تمہارے آدم کی طرح، اور نوح ہے تمہارے نوح کی طرح، اور ابراہیم ہے تمہارے ابراہیم کی طرح، اور عیسیٰ ہے تمہارے عیسیٰ کی طرح، اور موسیٰ ہے تمہارے موسیٰ کی طرح، اور نبی ہے (حضور اکرم) تمہارے نبی کی طرح۔

## اثر ابن عباس پر بحث کا سبب

"مناظرہ احمدیہ" میں جہاں اس حدیث شریف پر بحث ہوئی، وہیں پر مولانا نذیر احمد سہسوانی نے آخر کتاب میں ایک جملہ یہ بھی لکھ دیا کہ:

معتقد ظاہر حدیث مسلم صحیح الاعتقاد ہے، اور منکر اس کا کافر بے ایمان ـــ مولوی محمد احسن نانوتوی بھی اسی (صحت اثر ابن عباس) کے معتقد ہیں اور اس مضمون پر ان کی مہر ثبت ہے، اور اس کے علاوہ علماء دین قائل اور معتقد ہیں۔ (۳)

اس طور پر اس مناظرہ میں مولانا احسن نانوتوی کی بلا واسطہ شرکت کی وجہ سے بریلی میں مخالفت کا ماحول پیدا ہو گیا، جس کی قیادت مولانا بریلوی نے کی

## مولوی احسن نانوتوی کا عندیہ

مولانا محمد احسن نانوتوی اثر ابن عباس کو مرفوع اور صحیح مانتے تھے، اور ان کا اسی پر عقیدہ تھا، وہ ساتھ ہی ساتھ ہر طبقہ زمین میں خاتم النبین بھی مانتے تھے، مولانا

---

(۱) محمد قاسم نانوتوی، مولانا: تحذیر الناس، ص ۳

(۲) محمد نذیر سہسوانی، مولانا: مناظرہ احمدیہ، ص ۴۷

(۳) محمد نذیر سہسوانی، مولانا: مناظرہ احمدیہ، ص ۴۷

نانوتوی اپنا عقیدہ بیان کرتے ہیں۔

میرا عقیدہ یہ ہے کہ حدیث مذکور صحیح اور معتبر ہے، اور زمین کے، طبقات جدا جدا ہیں۔ اور ہر طبقہ میں نبی ہے، اور حدیث مذکورہ سے، ہر طبقہ میں انبیاء کا ہونا معلوم ہوتا ہے، لیکن اگرچہ ایک ایک خاتم کا ہونا طبقات باقیہ میں ثابت ہے (۱)

## مولانا نقی علی بریلوی کا عندیہ

مولانا نقی علی بریلوی قدس سرہٗ کا موقف یہ تھا کہ "قرآن عظیم میں صاف فرمایا گیا ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کہ نص قطعی کے پائے جانے کے بعد حدیث پر عمل نہیں کیا جائے گا" اس لئے مولانا نقی علی بریلوی حدیث مذکور پر عقیدہ رکھنے والے کو مخالف عقیدہ اہل سنت قرار دیتے تھے۔ لیکن انہوں نے اپنی کسی بھی تقریر یا تحریر میں اس عقیدہ کے ماننے والے کو کافر نہیں فرمایا۔ مفتی حافظ بخش لکھتے ہیں؛

نانوتوی صاحب قبل تفہیم کے اشاعت تکفیر کا الزام فاضل بریلوی (نقی علی خاں) پر قائم کرتے ہیں۔ حالانکہ فاضل بریلوی نے آج تک اس باب میں کوئی فتویٰ لکھا اور نہ تکفیر کا حکم شائع فرمایا۔(۲)

## اثر ابن عباس محدثین وفقہا کی نظر میں

اس بحث کی تفصیل میں جانے سے قبل حدیث مذکور کے بارے میں محدثین وفقہاء کی رائے بھی جاننا ضروری ہے، تاکہ تفہیم آسان ہو سکے، اور مولانا نقی علی بریلوی مولانا احسن نانوتوی کے موقف کو بخوبی سمجھا جا سکے۔

حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند صحیح ہونے پر مولانا نانوتوی

---

(۱) حافظ بخش آنولوی، مفتی؛ تنبیہ الجہال بالہام الباسط المتعال، ص ۶

(۲) حافظ بخش آنولوی، مفتی؛ تنبیہ الجہال بالہام الباسط المتعال، ص ۱۵

کی حمایت میں لکھی گئی کتاب تحذیر الناس میں مولوی قاسم نانوتوی لکھتے ہیں:

تو اس وجہ بامعنی مرفوع ہے، اور باعتبار سند صحیح۔ بے شک تسلیم ہی کرنا پڑے گا۔ (۱)

لیکن ان کے مکتب فکر کے ہی مولانا انور شاہ کشمیری اثر ابن عباس کو شاذ مانتے تھے۔ وہ صاف طور پر لکھتے ہیں:

والظاھر انہ لیس بمرفوع واذا ظھر عندنا منشاہ فلا ینبغی للانسان ان یعجز نفسہ فی شرحہ مع کونہ شاذا بالمرۃ۔ (۲)

اور ظاہر ہے کہ یہ اثر مرفوع نہیں ہے، اور جب ان کا منشاء ہم پر ظاہر ہو گیا (کہ یہ محض عبداللہ بن عباس کی طرف منسوب کیا ہوا قول) تو اب انسان کے لئے یہ بات لائق نہیں کہ اس کی شرح میں اپنے آپ کو عاجز کرے، باوجودیکہ وہ مرہ (راوی) کی وجہ سے شاذ ہے۔

اور جن دیگر محدثین و فقہا نے اثر ابن رضی اللہ عنہ کو شاذ، مجہول اور نص قرآنی کے خلاف بتایا۔ ذیل میں ان کے الگ الگ اقوال نقل کئے جاتے ہیں:

۱ — علامہ اسماعیل حقی آفندی لکھتے ہیں: محققین نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر زمین میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے، اور اس کے سردار ہیں جو ان پر ہمارے آدم و نوح ابراہیم و عیسیٰ علیہم السلام کے قائم مقام ہو کر ان کی قیادت و سیادت کے فرائض انجام دیتے ہیں۔

۲ — علامہ سخاوی نے مقاصد حسنہ میں اس حدیث کو مجہول کہا، مجہول ہونا اس بات پر مبنی ہے کہ انھوں نے اسے اسرائیلیات یعنی بنی اسرائیل کے ان اقاویل سے لیا ہے، جو توریت میں مذکور ہیں:

۳ — بیہقی نے کہا کہ اسناد صحیح ہے، لیکن وہ مرّہ (راوی) کے ساتھ شاذ ہے یعنی اس لئے کہ صحت اسناد سے صحت متن لازم نہیں آتا۔

---

(۱) قاسم نانوتوی، مولوی: تحذیر الناس، ص ۳۳

(۲) انور شاہ کشمیری، مولوی: فیض الباری شرح بخاری، ج ۳، ص ۳۳۲

امام جلال الدین سیوطی نے کہا کہ اس روایت کی تاویل ہو سکتی ہے کہ آدم، نوح، ابراہیم، اور عیسیٰ علیہم السلام کے پیغامبر مراد ہیں جو انبیاء بشر کی طرف سے جنات کو پیغام پہنچایا کرتے تھے۔ (۱)

ذہبی نے کہا کہ اس کی اسناد صحیح ہے، لیکن یہ شاذ بمرہ ہے۔ (۲)

علامہ سید محمود آلوسی نے بھی صحت حدیث کا مدار صرف اس امر پر رکھا کہ اس حدیث میں ہر زمین میں جن حضرات کا ذکر ہے وانبیاء اللہ نہیں بلکہ امتیازی شان میں ان کا مشابہ ہیں، یعنی چھ زمینوں میں انبیاء اللہ نہیں پائے جاتے، بلکہ سیادت وقیادت، عظمت وامتیازی حیثیت میں انبیاء علیہم السلام مشابہت رکھتے ہیں۔ اور ان کی قائم مقامی کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ (۳)

مذکورہ محدثین وفقہا اور اصحاب فکر ونظر کی توجیہ مولانا احسن نانوتوی کے خلاف ناقابل رد شہادت ہے۔

## "رسول اللہ کا خاتم ہونا عوام کا خیال ہے"

---

(۱) الف : اسماعیل حقی ابرسوی، امام : روح البیان، ج ۱۰، ص ۴۴، ۵، م پ ۲۸، بیروت

(ب) : احمد سعید کاظمی، سید، علامہ : التبشیر برد التحذیر، ص ۶۳، ۶۴

(۲) محمود آلوسی بغدادی، علامہ : روح المعانی، ص ۱۴۳، پ ۲۸

(۳) احمد سعید کاظمی، سید، علامہ : التبشیر برد التحذیر، ص ۶۵، ۶۷

(۴) قاسم نانوتوی، مولوی : تحذیر الناس ص ۳

(نوٹ) مولوی منظور نعمانی نے مولانا نانوتوی کی تاویل ایک عرصہ کے بعد یہ کی "اس وقت ختم زمانی کا احتمال بھی نہیں ہو سکتا، ہاں اگر یہ معنی لے جائیں کہ آپ اس وقت وصف نبی کے ساتھ بالذات موصوف یعنی خاتم ذاتی تھے تو بغیر کسی دشواری کے معنی صحیح ہو جاتے ہیں" (ماہنامہ الفرقان ص ۱۳۵، ۱۳۶ ، رجب ۱۹۵۶ء) حالانکہ مولوی نعمانی کے ہم خیال مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا کہ حدیث مذکور میں صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا مرتبہ نبوت میں مراد ہے، مرتبہ ظہور میں نہیں" (نشر الطیب، ص ۷) اور ظاہر ہے کہ ختم زمانی کا تحقق مرتبہ ظہوری ہی میں ہو سکتا لہٰذا مولوی نعمانی کا استدلال ساقط ہو گیا۔

اثر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ظاہر ہے کہ ساتوں زمینوں میں ایک ایک نبی، اور خاتم النبین پائے جاتے ہیں۔ لہٰذا ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبین کے علاوہ چھ چھ خاتم بقیہ زمینوں میں مزید ثابت ہوئے ـــــ اثر ابن عباس کے اس قول صحت میں علماء کا اختلاف ہے، مگر اکثر نے مجہول اور شاذ مانا ہے جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔ مگر مولانا قاسم نانوتوی یہاں تک بڑھ گئے اور یہ لکھ دیا کہ:

"رسول اللہ کا خاتم ہونا عوام کا خیال ہے، بایں معنی کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں"۔

## جانبین کی حمایت اور تائید میں تحریری کاوشیں

مولانا احسن نانوتوی نے اپنی تائیدات حاصل کرنے کے لیے ایک سوالی اشتہار چھپوا کر دیگر اضلاع کے علماء کرام کو بھیجا جسکے صرف دو جواب موصول ہوئے۔ پہلا جواب مولانا نانوتوی کے رشتہ دار مولوی قاسم نانوتوی نے باقاعدہ حمایت میں اس اشتہاری سوال کے جواب میں ایک کتاب بنام "تحذیرالناس" تصنیف کی۔ دوسرا جواب: مولانا عبدالحیٔ فرنگی نے بھی رسالہ تصنیف فرمایا جو خاتمیت محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور تمثیل، کی تحقیق پر مشتمل ہے (۲) اور بقول حافظ بخش آنولوی: ایک تحریر حاجی قاسم کی طرف سے جعلی شائع کی گئی، حالانکہ حاجی قاسم کم پڑھے لکھے آدمی تھے، اور فنِ مناظرہ و فتوی سے نابلد تھے"۔ (۳) مولانا نقی علی خاں بریلوی کے ہم خیال اور جہت یافتہ محمد رحمت حسین بریلوی نے مولانا نانوتوی کو خط لکھا جس کا متن یہ ہے۔

جناب مولوی صاحب مخدوم مکرم بندہ مولوی حاجی محمد احسن صاحب۔ بعد سلام مسنون وشوق ملاقات مدعا یہ ہے درباره تحریر مناظره احمدیہ جو ص ۱۴ مندرج ہے۔ آپ سے مولوی نقی علی خاں صاحب نے تصحیح چاہی تھی اور آپ

---

(۱) قاسم نانوتوی، مولوی: تحذیرالناس ص ۳

(۲) حافظ بخش آنولوی، مفتی: تنبیہ الجہال ص ۸

(۳) حافظ بخش آنولوی، مفتی: تنبیہ الجہال ص ۹

نے ان کے سوال کے جواب میں جو کچھ تحریر فرمایا اس جواب کو مولوی صاحب ممدوح نے میرے پاس بھیجا ہے مجھ کو یقین نہیں آتا کہ آپ نے ایسا کچھ تحریر فرمایا ہو؛ چنانچہ بجنسہ وہ خط آپ کی خدمت میں ترسیل ہے اس سے اطلاع فرمائیے۔ آیا یہ آپ نے جواب ان کے سوال کا تحریر فرمایا یا نہیں؟

والسلام۔ بندہ محمد رحمت حسین عفا اللہ عنہ (۱)

مذکورہ خط کے جواب میں مولانا احسن نانوتوی نے یہ تحریر بھیجی!

جناب مخدوم مکرم دام مجدہم ———— بعد السلام مسنون

التماس یہ ہے کہ واقعی میں جواب مرسلہ مولوی نقی علی خاں صاحب میری تحریر کے مطابق ہے۔ میں نے یہ جواب لکھا تھا۔ اس جواب کا خلاصہ جو مولوی عبدالحی لکھنوی نے لکھا تھا اور اس پر تصدیق مفتی سعداللہ صاحب کی بھی ہے۔ اور زبانی سامنے شاہ نظام حسین صاحب کے میں نے یہ اقرار کیا کہ مجھ کو اس تحریر پر اصرار نہیں، جس وقت علماء کے اقوال یا کتب مستندہ سے اس کی غلطی ثابت ہو گئی، میں فوراً اس کو مان لونگا۔ مگر مولوی صاحب (نقی علی بریلوی) نے براہ مسافر نوازی کے کوئی غلطی ثابت نہ کی، اور نہ مجھ کو اس کی اطلاع دی، بلکہ اوّل ہی کفر کا حکم فرمایا۔ اور تمام بریلی میں اسی طرح لوگ کہتے پھرے۔ خیر خدا کے حوالہ کیا اگر اس تحریر سے میں عنداللہ کافر ہوں، تو توبہ کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ قبول فرمائے

بندہ عاصی، محمد احسن عفی عنہ (۲)

مولانا نقی علی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ نظام الدین سے فہمائش کی تھی مسافر نوازی کا الزام غلط ہے۔ (۳) اثر ابن عباس کا تنازع مولانا احسن نانوتوی کی متضاد

---

(۱) مکتوب سید رحمت حسین بریلوی بنام مولانا نانوتوی، محررہ ۲۰ شوال المکرم ۱۲۹۰ھ۔

(۲) مکتوب مولانا احسن نانوتوی بنام رحمت حسین بریلوی — تنبیہ الجہال ص ۱۵

(۳) حافظ بخش آنولوی، مفتی، تنبیہ الجہال ص ۱۹

تحریروں سے الجھتا گیا۔ جب کہ ان کے ہم عصر مولانا نقی علی بریلوی نے تحریری معاملے میں بالکل خاموشی کی پالیسی اختیار کی۔ مولانا نانوتوی نے اپنی دوسری تحریر میں خاتم النبیین کی تاویل سے کام لیا۔ جس سے مزید الجھنیں پیدا ہو گئیں۔ مولانا نانوتوی کے تاویلی الفاظ یہ ہیں:

"چونکہ نبی بغیر انسان کے اور کوئی نہیں ہو سکتا، اور باقی طبقات کی مخلوق جنس بشر نہیں تو ان میں انبیاء کے ہونے سے ہادین کا ہونا مراد ہے، اور خاتم سے غرض خاتم الہادین"(۱)

جناب محمد رحمت حسین بریلوی نے مولانا احسن نانوتوی سے بایں مضمون استفتا کیا:

سوال: آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طبقہ اول کے، اور چھ خاتم اور طبقات کے جب صحیح قرار پایا ماورا آنحضرت کو قرآن شریف بزبان عربی نازل ہوا، اور حضرت جبرائیل لائے، ان چھ نبی طبقات کے واسطے کون کون سی ___ کس کس زبان میں علیحدہ علیحدہ نازل ہوئی؟ ___ کون فرشتہ لایا؟ ___ نام کتبہائے سماوی ہر نبی پر جو نازل ہو؛ ___ اور نام فرشتہ لانے کا ارقام فرمایئے؟ جو کہ مضمون سوال ہذا جو نزدی نقی علی خان صاحب نے بھیجا تھا اس میں مندرج نہیں ہے، اور کچھ کچھ عبارت بھی کتب سماوی لکھیے؟___ اور ہم لوگ بے علم ہیں اس واسطے اس کی تصحیح چاہتے ہیں تاکہ اطمینان حاصل ہو۔ اور نیز یہ بھی ارقام فرمائیں کہ وہ چھ خاتم کس کس جنس سے تھے؟ بینوا توجروا۔

محمد رحمت حسین ۴ شوال ۱۲۹۰ھ

جواب: جناب عالی! ان سوالوں کا جواب مفصل مجھ کو معلوم نہیں، مگر انبیاء کا وجود طبقات زیریں میں کتب تفسیر سے معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ تفسیر جلالین میں ہے اللہ الذی خلق سبع سمٰوٰت ومن الارض مثلھن

---

(۱) حافظ بخش آنولوی، مفتی: تنبیہ الجہال ص ۱۳

(۲) حافظ بخش آنولوی، مفتی: تنبیہ الجہال ص ۱۱، ۱۲

یعنی ستا ارضین یتنزل الامر الوحی بکنھن بینھن والارض یتنزل من السماء السابعۃ الی الارض السابعۃ یعنی اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان پیدا کیے، اور زمین مثل ان کے یعنی سات زمین اوترتا ہے حکم یعنی وحی ان آسمانوں اور زمینوں میں لاتا ہے، اس وحی کو جبرائیل ساتویں آسمان سے ساتویں زمین تک۔ انتہی تو جب جبرائیل وحی ساتویں زمین تک لاتے تھے تو کسی نبی ہی کی طرف لاتے ہونگے، اور باقی کتابوں کے نام اور زبان کا ذکر کسی جگہ میں نہیں دیکھا بلکہ سوائے قرآن مجید کے اور کتابوں کے ایک روایت بھی نہیں لکھ سکتا۔ فقط، محمد احسن عفی عنہ (۱)

مولانا احسن نانوتوی کا مذکورہ فتوی اپنے مخالف خیمہ کو مطمئن نہ کرسکا:

## بحث میں علماء رام پور کی شمولیت

مسئلہ اثر ابن عباس اور خاتم النبین "عوامی سطح سے ہٹ کر علماء کی عدالت میں پہنچ گیا۔ مولانا احسن نانوتوی اپنی حمایت میں مولوی قاسم نانوتوی سے فتوی لکھوا چکے تھے، تو دوسری طرف مولانا نقی علی خاں بریلوی کی جانب سے ایک استفتاء علماء رام پور کو بھیجدیا گیا، اس ضمن میں علماء کی ایک اچھی خاصی تعداد مولانا بریلوی کی حمایت میں میدان میں آگئی۔ مولانا بریلوی کی طرف سے بھیجے گئے استفتا کا جواب مولانا مفتی محمد نور النبی رام پوری نے بایں الفاظ دیا۔

یہ عقیدہ زید کا فاسد ہے واسطے کہ بخلاف نص قرآن کے قائل سوا سات خاتم النبین کا اور قرآن سے ایک ثابت ہے، اور وہ ایک منحصر ذات بابرکات محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں۔ اور نص یہ ہے ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ خاتم النبین

---

(۱) حافظ بخش آنولوی، مفتی، تنبیہ الجہال ص، ۱۸

اور نیز قول زید کا مخالف اجماع کے ہے، اس لئے کہ از صحابہ تا ایندم
کوئی مفسر اور محدث وجود تعدد خاتم النبین کا مقر نہیں شاید کہ حدیث
شاذ کہ قسطلانی وغیرہ میں مرقوم ہے، اور اس سے قائل نے اجتہاد
کرکے باعانت وسوسہ شیطان کے قائل اس تعدد کا ہوا ہو، اور یہ
اجتہاد اس کا بچند وجوہ باطل ہے پس اس صورت
از مذہب اہل سنت وجماعت ہے، جمیع فرق اہل اسلام سے خارج
کس واسطے کہ کوئی فرقہ قائل اس کا نہیں کہ سات خاتم النبین ہیں (۱)

مندرجہ بالا فتوی پر درج ذیل علماء کرام کی تصدیقات ہیں:

مولانا محمد سدید الدین خاں خلف مولانا رشید الدین رام پوری
مولانا مفتی ولی النبی رام پوری
مولانا سید حسین شاہ محدث رام پوری
مولانا محمد حیدر علی رام پوری
مولانا شیخ محمد علی درویش، مکی مطوف رام پور
مولانا عبد الحق خیر آبادی بن علامہ فضل حق خیر آبادی
علامہ عبد العلی رام پوری ـــــ (۲)
مولانا محمد یعقوب علی خاں رام پوری
مولانا اظہر الدین احمد رام پوری (۳)

مولانا نقی علی خاں بریلوی علیہ الرحمہ کی حمایت میں علماء کی ایک کھیپ میدان میں قواتر ہی چکی تھی۔ مگر اس میں کسی معروف شخصیت کا عمل دخل نہ تھا، پھر مولانا بریلوی کی طرف سے رام پور کی ایک عظیم شخصیت مولانا بریلوی اور مولانا نانوتوی کے مسلم الثبوت عالم، مفتی ارشاد حسین مجددی فاروقی کی خدمت میں استفتا بھیجا

---

(۱) استفتا کا مضمون اثر ابن عباس اور مماثل تعدد خاتم النبین ہے۔ طوالت کے خوف سے جواب ہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ رضوی غفرلہ

(۲) مولانا عبد العلی رام پوری علم ریاضی میں مہارت رکھتے تھے، امام احمد رضا بریلوی نے مولانا سے ریاضی کے چند اسباق پڑھے تھے۔ (سوانح اعلیحضرت از: مولانا بدر الدین احمد رضوی ـــ ص ۹۱)

(۳) ملتقطاً نانوتوی، مفتی: تنبیہ الجہال، ص ۱۰۹

گئی۔ انھوں نے قرآن و حدیث، محدثین اور فقہا کی کتب سے ثابت کیا کہ :

اس پر عقیدہ رکھنا اہل سنت و جماعت کے خلاف ہے —— خاتم النبین حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، حدیث شاذ ہے۔(۱)

مفتی ارشاد حسین مجددی کے فتوی پر تقریباً ۹ علماء و مفتیانِ کرام کی تصدیقات ثبت ہیں۔

## مولانا نانوتوی کا اشتہار اور اپنے عقیدہ کی وضاحت

اس بحث میں فتوی کے وسائل سے ہٹ کر اشتہارات کا بھی سہارا لیا گیا، مولانا احسن نانوتوی نے ایک اشتہار شائع کیا اور اپنے عقیدہ کی مزید وضاحت کی جو بقول مفتی حافظ بخش کے "یہ چالاکی پر مبنی تھا"۔ اس اشتہار کی تشہیر بریلی میں اس معنی میں کی گئی کہ مولانا نانوتوی نے توبہ کر لی ہے —— اشتہار ملاحظہ ہو :

عید الفطر کے روز سے چرچا ہو رہا تھا کہ مولوی نقی علی خاں صاحب نے ایک استفتاء رام پور سے منگوایا ہے جس کی رو سے میری تکفیر مشتہر کی۔ وہ استفتاء میری نظر سے بالتفصیل نہیں گزرا۔ بعد تشریف آوری مولوی محمد یعقوب علی خاں صاحب کے اس کی نقل میں نے مفصل دیکھا، اور اس عقیدہ والے کی تکفیر پر میں بھی علماء کے ساتھ متفق ہوں یعنی جو شخص خاتم النبین سوائے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی دوسرے کو جانے اور آپ کی نبوت کو مخصوص کسی طبقہ ساتھ مانے وہ شخص میرے نزدیک بھی خارج از دائرہ اسلام اور کافر ہے۔

لہذا بر نظر دور کرنے غلطی عوام کے یہ اشتہار دیتا ہوں کہ میرا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبین ہوا اور نہ ہوگا پس خلاف اس عقیدہ کے غیر صحیح اور غلط تصور کیا جائے —— (۲) المشتہر: محمد احسن صدیقی ؛

---

(۱) حافظ بخش آنولوی، مفتی : تنبیہ الجہال، ص ۲۶

نوٹ : مفتی ارشاد حسین مجددی کا تفصیلی فتوی ۸ صفحات پر مشتمل ہے دیکھئے تنبیہ الجہال ص ۲۲ تا ۲۹

(۲) حافظ بخش آنولوی، مفتی : تنبیہ الجہال، ص ۲۲، ۲۳

# نتیجہ خیز بات کے لئے مناظرہ کی تجویز

مولانا احسن نانوتوی کے پاس جب آخری سوال بھیجا گیا تو انھوں نے جواب دینے سے انکار کر دیا، پھر اس تنازع کو نتیجہ پر پہنچانے کے لئے ایک مناظرہ کی تجویز رکھی گئی تاکہ جانبین کے دلائل کے بعد بحث کا خاتمہ کر دیا جائے۔ حکیم وزیر علی بریلوی نے مولانا نانوتوی کے پاس یہ کہلا کر بھیج دیا کہ:

آپ دس آدمی جو ہر طرح آپ کو مباحثہ میں مدد دیں ساتھ لے کر باتفاق ان کے فاضل بریلوی (نقی علی خاں) سے تقریر خواہ تحریر کر لیجئے عوام بیچارے جھگڑے میں پڑے ہیں ــــــ ان پر رحم کیجئے۔ (۱)

صاف انکار ہوا۔ پھر مولوی ہدایت علی نے اس عقیدہ رد لکھا۔ (۱۰-۱) مولانا احسن نانوتوی مناظرہ کے لئے تیار نہ ہوئے، اور نہ ہی اپنا معاملہ صاف کرنے مولانا نقی علی بریلوی کے پاس آئے۔ حالانکہ مولانا نانوتوی کے بمعروف میں مولانا بریلوی کا قد بھاری تھا ــــــ مفتی حافظ بخش آنولوی کے الفاظ میں:

نہ آپ (نانوتوی) نے اس کا کوئی جواب دیا۔ خدا جانے سمجھانے کا اور کیا طریق تھا۔ البتہ فاضل بریلوی کا یہ قرینہ نہیں کہ کتاب بغل میں لئے گھر گھر کہتے پھریں صاحبو! مجھ سے عقیدہ صاف کرو، اگر فی الواقع سوال ثانی سے تنبہ ہوئے تھے اور تحقیق حق مقصود تھی فاضل بریلوی کے پاس آکر اپنے شکوک بیان کرتے۔ اس وقت جناب ممدوح نہ سمجھاتے تو شکایت ان لوگوں سے بجا تھی۔ مثل مشہور ہے: پیاسا کنوئیں کے پاس جاتا ہے کنواں پیاسے کے پاس کب آئیگا۔ (۲)

---

(۱) حافظ بخش آنولوی، مفتی: تنبیہ الجہال، ص ۲۰

نوٹ: مولانا نقی علی بریلوی اور احسن نانوتوی کے حامیوں نے موضوع بحث کے متعلق ایک درجن رسائل شائع کئے۔

(۲) حافظ بخش آنولوی، مفتی: تنبیہ الجہال، ص ۲۰

## پوری بحث کا خلاصہ

سطور بالا سے یہ حقائق سامنے آتے ہیں

○ ــــ اثر ابن عباس پر بحث کا سبب مولانا عبدالقادر بدایونی اور مولانا امیر احمد سہسوانی کے درمیان مناظرہ تھا۔

○ ــــ مولانا نذیر سہسوانی نے مناظرے کی روداد پر مشتمل مناظرہ احمدیہ شائع کرائی اور ہر چند کہ مولانا احسن نانوتوی مناظرہ میں شریک نہیں تھے، ان کو بایں طور کتاب میں شامل کیا گیا کہ وہ بھی اثر ابن عباس کے معتقد تھے۔

○ ــــ مولانا احسن نانوتوی بریلی کالج میں شعبہ عربی و فارسی کے سربراہ تھے مطبع صدیقی بریلی کے مالک تھے۔ عیدگاہ باقر گنج بریلی میں عیدین کی نماز کی امامت کرتے تھے، لہذا یہ قدرتی بات تھی کہ ان کے خلاف بریلی میں آواز بلند ہوئی۔

○ ــــ مولانا احسن نانوتوی نے اس تحریر کا واضح طور پر رد نہیں کیا جو ان کے متعلق مناظرہ احمدیہ میں شائع ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ اثر ابن عباس کی تائید میں جو تحریرات شائع ہوئیں ان سے بھی مناظرہ احمدیہ کی اس تحریر کا رد نہیں ہوا، جو مولانا احسن نانوتوی کے متعلق تھی۔

○ ــــ اس تنازع میں مولانا عبدالقادر بدایونی اور مولانا نقی علی خاں بریلوی کا مولانا احسن نانوتوی کے مدمقابل ہوجانا بہ تقاضائے حالات تھا۔

○ ــــ مولانا نقی علی خاں بریلوی نے مولانا احسن نانوتوی کی تکفیر نہیں کی، ان کے عقیدے کو خلاف عقیدہ اہل سنت بتایا تھا

○ ــــ اثر ابن عباس اور مولانا احسن نانوتوی کی تائید و مخالفت میں جو دھڑے بندی ہوئی، ان میں سے ایک کا تعلق دیوبند سے تھا، اور دوسرے کا بریلی سے۔ یہ مقامات کے نام ہیں جو اثر ابن عباس کی بحث کے بعد دیگر متنازع مسائل کی وجہ آپسی تکفیر و تکفیر کی وجہ سے دو مکاتب فکر کا نام بن گئے۔

# مدارس اسلامیہ
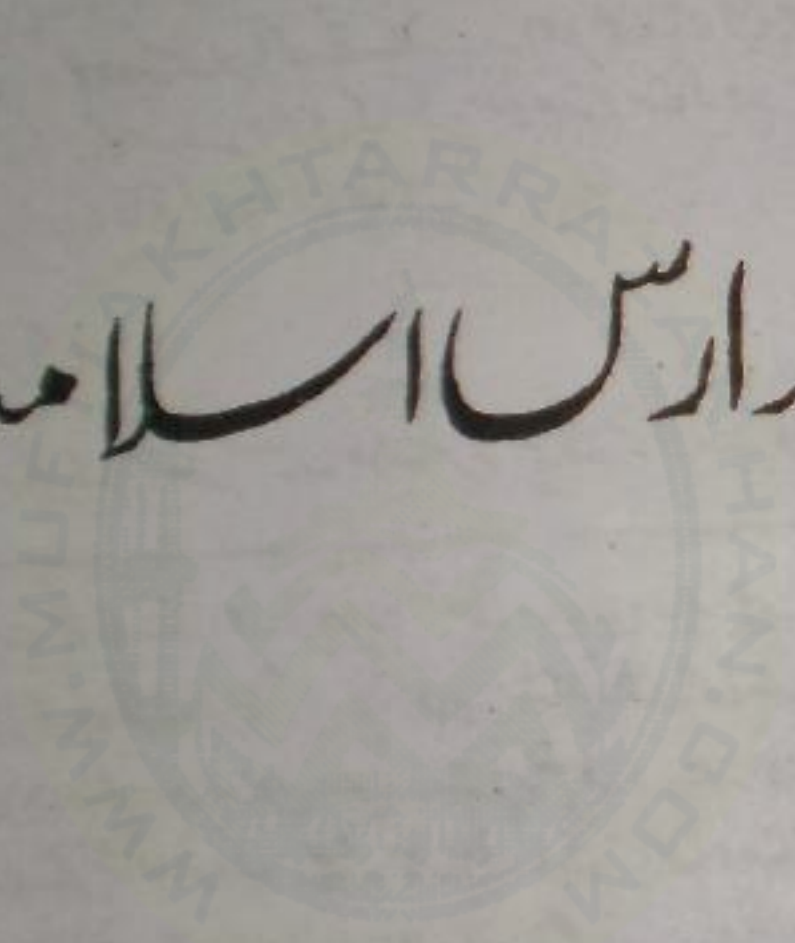
## مدرسہ شریعت

بریلی میں مختلف علماء کرام انفرادی طور سے مذہبی تعلیم دیتے تھے۔ جن میں مولانا ہدایت علی فاروقی، مولانا لائق علی، مولانا یعقوب علی، مولانا احسن نانوتوی اور مولانا نقی علی خاں بریلوی کے نام قابل ذکر ہیں۔

مولانا ہدایت علی فاروقی۔ (۱) نے بریلی میں مدرسہ شریعت کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا جس میں وہ خود درس دیا کرتے تھے (۲) مولانا لائق علی بریلوی۔ (۳) نے درس و تدریس کا سلسلہ جاری کیا مگر یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کس مدرسہ میں تعلیم دیتے تھے اور ان کا قائم کردہ کون تھا؟

## مدرسہ اکبری

مدرسہ اکبری اکبر حسین خاں مرحوم کی بیوی نے قائم کیا اور وہ تنہا:

---

(۱) مولانا ہدایت علی فاروقی، محلہ قرولان متصل بہاری پور بریلی کے ساکن تھے۔ علامہ فضل حق خیرآبادی کے قابل فخر شاگرد تھے، نواب مشتاق علی کے زمانے میں ۱۳۰۰ھ/۱۸۸۲ء تا ۱۳۰۶ھ/۱۸۸۹ء میں مدرسہ عالیہ رام پور میں پرنسپل رہے۔ مولانا فضل حق رام پوری (م ۱۹۲۰ء) ان کے شاگرد رشید تھے۔ مولانا فاروقی منطق و مناظرہ کا درس خوب دیتے تھے۔ مولانا یونس علی بدایونی (م ۱۹۴۰ء) نے بھی آپ سے تعلیم حاصل کی مولانا فاروقی کا انتقال ۱۳۲۲ھ ۱۹۰۳ء میں ہوا۔ (تذکرہ ملان رام پور، ص ۱۳۷)

(۲) احمد علی خاں شوق، حافظ: تذکرہ کاملان رام پور، ص ۱۳۷

(۳) مولانا لائق علی، مولانا قائم علی بریلوی کے فرزند تھے۔ اپنے والد ماجد اور برادر اکبر مولوی قاسم علی بریلوی سے تحصیل علم کیا۔ کچھ دنوں دہلی میں بھی تعلیم حاصل کی بلکہ اور طلبہ کے مصارف خود کفیل ہوتے تھے، مولانا لائق علی کا انتقال ۱۳۱۲ھ میں ہوا۔

الف: ایوب قادری: مولانا احسن نانوتوی، ص ۸۲

ب: محمد حسین: منظر العلماء فی تراجم العلماء والکملاء ص ۴۲

مدرسہ اکبری کی کفیل تھیں۔ زوجہ اکبر حسین خاں (۱) کی دینداری کے متعلق، مفتی حافظ بخش آنولوی لکھتے ہیں۔

"مدرسہ اکبری جو اہل خانہ اکبر حسین خاں صاحب مرحوم نے خاص اپنے صرف سے جاری کیا ہے۔ اس مدرسہ سے مقدم ہے۔ اگر اور ان کے حوصلۂ عالی کو باوجودیکہ تھوڑی ریاست کے تنہا کفیل اس کار خیر کے ہوئیں۔ اور دینداری، اور بلند ہمتی میں بڑے بڑے رئیسوں، اور مردوں سے فائق ہوگئیں۔ اور ان کے شوق اور رغبت کا باعث کہا جائے نہایت بجا ہے"۔ (۲)

مدرسہ اکبری میں مولانا یعقوب علی بریلوی نے بھی درس و تدریس کا کام انجام دیا ہے۔ (۳)

## مدرسہ مصباح التہذیب

بریلی میں اس وقت کئی مدارس اشاعت علوم میں اپنے اپنے فرائض انجام

---

(۱) اکبر حسین خاں مالدار، صاحب حیثیت اور ایک چھوٹی ریاست کے نواب تھے۔ ان کی کئی علمی اور ثواب جاری کی یادگاریں باقی ہیں۔ پرانا شہر بریلی میں مسجد تعمیر کرائی جس کا نام آج بھی اکبری مسجد ہے۔ مدرسہ اکبری کا ثواب جاری آپ کی اہلیہ کی سعی سے ہوا۔ ان کی اہلیہ محترمہ خود بھی دیندار تھیں، اور مسلم بچوں کو دینی تعلیم سے آراستہ دیکھنا چاہتی تھیں، بھلائی کے کاموں میں حصہ لیتی تھیں۔ بریلی شہر کے باشندے اب مسجد اکبری کو مرزائی مسجد کے نام سے جانتے ہیں۔

(۲) حافظ بخش آنولوی، مفتی: تنبیہ الجہال بالہام الباسط المتعال، ص ۳۸

(۳) مولانا یعقوب علی، پرانا شہر بریلی کے رئیس تھے۔ مولانا نقی علی کے خاص ہم عصر تھے عالم، فاضل، اور فقیہ تھے۔ حنفی المذہب، اور فتویٰ نویسی میں کامل مہارت رکھتے تھے (مولانا احسن نانوتوی، ص ۲) مولانا یعقوب علی بریلوی اپنے عہد کی مشہور شخصیت تھی۔ مولانا نقی علی بریلوی، مولانا احسن نانوتوی کے مابین ہوئی متنازع عبارت پر بحث میں غیر جانب داری کا ثبوت دیا، مگر جھکاؤ مولانا بریلوی کی طرف تھا۔ امام احمد رضا کے ایک فتویٰ پر آپ کی تصدیق بھی ملتی ہے۔ رضوی غفرلہ

دے رہے تھے۔ مگر مدارس کی حیثیت صرف مکتب کی تھی۔ ان مکاتیب سے مسلمانوں کی ضرورت پوری ہوتی نظر نہیں آرہی تھی۔ مسلمانوں کی کوئی مرکزی درس گاہ بھی درس نظامیہ کے معقول درس کی جگہ نہ تھی اس لیے مولانا نقی علی بریلوی قدس سرہٗ نے ایک مدرسہ ۱۲۸۰ھ / ۱۸۶۲ء میں بنام مصباح التہذیب قائم کیا۔ باشندگان پرانا شہر بریلی نے مدرسہ مصباح التہذیب کے قیام میں حصہ لیا۔ (۱)

مدرسہ مصباح التہذیب بریلی کے سب سے پہلے مہتمم مولوی مرزا غلام قادر بیگ تھے (۲) جو مولانا نقی علی بریلوی کے رفیق خاص اور امام رضا بریلوی کے ابتدائی کتب کے استاد تھے۔

---

(۱) الف: ظفر الدین بہاری، مولانا: حیات اعلیٰ حضرت، ج ۱، ص ۳۴،

ب: احسان الٰہی ظہیر: بریلویت تاریخ و عقائد، ص ۳۳، ۳۴،

(نوٹ) پروفیسر ایوب قادری کی تحقیق کے مطابق مدرسہ مصباح التہذیب مولانا احسن نانوتوی نے قائم کیا ہے، وہ مولانا ظفر الدین رضوی بہاری کی تحریر کو غلط بتاتے ہیں۔ جب راقم السطور نے اہل خاندان نقی کی بزرگ اور مستند شخصیتوں سے رجوع کیا، تو انھوں نے یہی فرمایا کہ "مدرسہ مصباح التہذیب حضرت مولانا نقی علی خاں بریلوی رحمۃ اللہ کا قائم کردہ ہے۔ اور وہ اس میں خود بھی درس دیا کرتے تھے"۔

۱۔ بروایت علامہ تحسین رضا خاں قادری محدث جامعہ نوریہ باقر گنج بریلی

۲۔ بروایت مولانا مفتی حبیب رضا خاں نوری محلہ کانکر ٹولہ پرانا شہر بریلی

(۲) ایوب قادری، پروفیسر: مولانا محمد احسن نانوتوی، ص ۸۳

نوٹ: مولانا مرزا غلام قادر بیگ بریلوی، امام احمد رضا کو ابتدائی درسیات کی کتابوں کی تعلیم دینے کے لیے روزانہ دولت کدہ مولانا نقی پر تشریف لاتے تھے۔ یہاں پر اس شبہہ کا ازالہ ضروری ہے کہ احسان الٰہی ظہیر نے اپنی رسوائے زمانہ کتاب "البریلویت" میں مرزا بیگ پر یہ الزام لگایا ہے کہ "احمد رضا صاحب کا استاد مرزا غلام بیگ قادر، مرزا غلام احمد قادیانی کا بھائی تھا"۔ (البریلویت، ص ۱۰، مقدمہ نگار، عطیہ محمد سالم) امام احمد رضا کے وارث و جانشین علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری کلنے اس الزام کی تردید کی ہے، لکھتے ہیں: "یہ بات بالکل جھوٹی ہے کہ

مدرسہ مصباح التہذیب میں پانچ مدرس درس دیتے تھے، جس سے طلبہ کی تعداد اور مدرسہ کی کامیابی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ مدرسہ نے یہاں تک ترقی کی کہ اس کی دو شاخیں پرانا شہر بریلی میں قائم ہوئیں، باشندگان پرانا شہر بریلی اس تعلیمی ترقی میں خاص طور سے دلچسپی لیتے تھے۔ مصباح التہذیب میں مندرجہ ذیل افراد درس دیتے تھے

۱۔ مولانا محمد احسن صدیقی نانوتوی

۲۔ مولوی سخاوت حسین

۳۔ مولوی سید کلب علی شاہ

۴۔ مولوی شجاعت علی

۵۔ حافظ احمد حسین

۶۔ مولوی حافظ حبیب الحسن۔ (۱)

مدرسہ مصباح التہذیب بریلی کے قیام کا اصل مقصد کتب درسیہ کی تعلیم دینا تھا مدرسہ کا سارا انتظام مولوی احسن نانوتوی کے ذمہ تھا، چونکہ مدرسہ میں وہی سب سے سینیر تھے۔ جب مدرس اول کی جگہ خالی ہوئی تو انھوں نے کئی ماہ تک کسی مدرس کا تقرر نہیں کیا، جس کی وجہ سے اراکین میں اختلافات رونما ہوئے۔ جب مصباح التہذیب کے مہتمم مولانا مرزا غلام قادر بیگ نے مدرسہ کے سارے کاغذات سے حساب وکتاب کیا تو مدرسہ کی آمدنی، مصارف سے زیادہ ثابت ہوئی، پھر وہ سبکدوش ہو گئے۔ (۲)

---

مرزا غلام قادر بیگ بریلوی، مرزا غلام احمد قادیانی کے بھائی تھے۔ بھائی تو درکنار اس سے ان کا کوئی تعلق نہ تھا۔ مرآۃ التجدیہ، ص ۲۵، مطبوعہ حیدرآباد، ۱۹۸۸ء) مرزا بیگ بریلوی کے پوتے مرزا عبدالوحید بیگ بریلوی بھی اس الزام کو کذب و اختراع قرار دیتے ہیں۔ (یہ بات راقم سے ایک ملاقات میں فرمائی، ۷ر فروری ۱۹۹۳) مرزا غلام قادر بیگ لکھنؤ میں پیدا ہوئے حیات ان کا پیشہ تھا کچھ دنوں تک کلکتہ قیام کیا۔ وہیں سے ایک استفتاء امام احمد رضا سے کیا کہ فرشتے کیسے پیدا ہوتے ہیں؟ اور موت ان کو مثل انسان آتی ہے؟ محررہ ۵ ۱ر رجب ۱۳۱۱ھ امام احمد رضا نے باقاعدہ پورا رسالہ تصنیف فرمادیا۔ (الھدایۃ المبارکہ فی خلق الملائکہ از رضا، ص ۱۲ حسنی پریس بریلی)

(۱) ایوب قادری، پروفیسر: مولانا محمد احسن نانوتوی، ص ۸۳

(۲) حافظ بخش آنولوی، مفتی: تنبیہ الجہال ص، ۳۷، ۳۸

# اسلوبِ نثر کا جائزہ

# مولانا نقی علی خاں کے اسلوب نثر کا اجمالی جائزہ

اردو زبان کے سب سے پہلے شاعر اور مصنف حضرت امیر خسرو (۱۲۵۵ء تا ۱۳۲۵ء) ہیں ـــــــ اردو نثر کے ادیب اوّل حضرت خواجہ سید اشرف جہانگیر سمنانی ہیں۔ اردو کے متقدمین اردو نثر و نظم نگاروں میں شیخ عین الدین گنج العلم (۱۳۹۳ء) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز (۱۴۲۲ء) شاہ میراں جی (۱۴۹۶ء) شاہ برہان الدین (۱۵۸۲ء) وجہی (۱۶۳۴ء) عبداللہ (۱۶۶۲ء) ولی اللہ قادری (۱۶۸۸ء) محمد حسین کلیم، مرزا سودا، میر عطا حسین تحسین اٹاوی، شاہ رفیع الدین دہلوی، شاہ عبد القادر دہلوی وغیرہ کا نام فہرست ہے۔

دور متوسطین میں مرزا لطف علی، سید حیدر بخش حیدری (۱۸۲۳ء) میر امن دہلوی (۱۸۰۶ء) بہادر علی حسینی، میر شیر علی افسوس دہلوی، حفیظ الدین احمد دہلوی، نہال چند لاہوری کاظم علی جوان، مظہر علی ولا، اکرام علی، امانت اللہ شیدا، بینی نرائن، خلیل اللہ خاں اشک فیض الباری، انشاء اللہ خاں انشاء، رجب علی سرور، مرزا اسد اللہ خاں غالب وغیرہ کا نام قابل ذکر ہے ـــــــ متاخرین میں سر سید احمد خاں، منشی غلام غوث بے خبر، (۱۸۲۴ء تا ۱۹۰۵ء) منشی امیر احمد امیر مینائی (۱۸۲۸ء تا ۱۹۰۰ء) مولوی چراغ علی (۱۸۴۴ء تا ۱۸۹۵ء) مولوی ذکاء اللہ (۱۸۳۲ء تا ۱۹۱۰ء) نواب مشتاق حسین وقار الملک (۱۸۳۵ء تا ۱۹۱۷ء) نواب سید مہدی لسان الملک (۱۸۳۷ء تا ۱۹۰۷ء) خواجہ الطاف حسین حالی (۱۸۳۷ء تا ۱۹۱۴ء) مولانا شبلی نعمانی (۱۸۵۷ء تا ۱۹۱۴ء) محمد حسین آزاد (۱۹۱۰ء) وغیرہ نمایاں طور پر نظر آتے ہیں (۱) اردو ادب کے ارتقائے نثر کے مذکورہ بالا پس منظر میں مولانا نقی علی خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا عہد انیسویں صدی عیسوی کے نصف آخر کو محیط ہے۔

---

(۱) محمد طاہر فاروقی پروفیسر: اردو نثر کے نمونے ص ۶ تا ۱۹، م: شمس پریس آگرہ

وہ انشاء پرداز، صحافی، داستان گو، ناول نگار وغیرہ تو نہیں تھے لیکن انہوں نے علمائے عصر کی طرح دینِ اسلام کے مختلف موضوعات پر کتابیں تحریر کی تھیں، جو اپنے اسلوب نگارش میں اپنے ہمعصر علماء سے اس وجہ سے ممتاز تھیں کہ ان کی تحریریں شگفتگی اور دلکشی تھی۔ انہوں نے مشکل اور ادق الفاظ کم استعمال کئے اور اپنی نثر کو عام فہم اسلوب میں پیش کی تاکہ خواص کے علاوہ عوام بھی اس سے استفادہ کریں۔

مولانا نقی علی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا اسلوب نگارش سادہ اور سلیس ہے۔ وہ چھوٹے چھوٹے جملے خوبصورت انداز میں تحریر فرماتے ہیں۔ نمونہ کے طور پر ذیل کا اقتباس ملاحظہ کریں، جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت سے متعلق ہے۔

خوشا نصیب اس امت کا، جسے محمد سا پیغمبر ملے ـــــ اس رات زمین و آسمان میں ندا پیدا ہوئی کہ نبی آخر الزماں کے ظہور کا وقت ہزاروں برکات و سعادت کے ساتھ نزدیک آیا ـــــ اور جنگل کے جانور، اور قریش کے چارپائے باہم مبارک باد دیتے، اور کہتے قسم خدا کی بی آمنہ کے حمل میں خدا کا رسول ہے ـــــ یہ شخص امانِ دنیا، و سراجِ اہل زمان ہے ـــــ اور بہترین امت پر مبعوث ہوگا ـــــ بی آمنہ کہتی ہیں کہ جب میں حاملہ تھی، کسی نے مجھ سے خواب میں کہا تمہارے پیٹ میں اس امت کا سردار ہے ـــــ جب چھ مہینے گذرے کسی نے خواب میں کہا تیرے حمل میں بہتر عالم کا ہے ـــــ پیدا ہو تو اس کا نام محمد رکھنا ـــــ جب ربیع الاول کا مہینہ شروع ہوا، عالم انوار آسمانی سے منور ہوگیا۔ اور بی آمنہ کے دل میں عجب طرح کی خوشی پیدا ہوئی ـــــ کبھی عالم رویا میں بشارت دی جاتی ـــــ کبھی بیداری میں فرشتوں کی تسبیح و تہلیل کی آواز آتی ـــــ (۱)

---

(۱) نقی علی بریلوی، مولانا: سرور القلوب بذکر المحبوب، ص ۱۱

مذکورہ بالا اقتباس نہایت ہی سلیس اور سنجیدہ ہے اس کا اسلوب نگارش قاری کے ذہن پر بار نہیں گزرتا بلکہ اس کو بآسانی قبول کر لیتا ہے بعض اوقات عبارت میں عربی و فارسی الفاظ کا بھی استعمال ہوا لیکن یہ ان کی ہی نہیں ہر عالم دین کی ایک مجبوری ہے۔ کیونکہ اصطلاحاتِ دین سے گریز کرنا ممکن نہیں ہے ـــــ مولانا نقی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ عربی و فارسی کے زبردست عالم و فاضل تھے۔ وہ دونوں زبانوں پر مہارت تامہ رکھتے تھے۔ ان کی تصانیف میں فارسی اشعار کثرت سے پائے جاتے ہیں اور ان اشعار کا استعمال برمحل اور نہایت ہی دلکش ہے۔ اس لئے بے ساختہ تحریر میں عربی و فارسی کے الفاظ کا آجانا معمولی سی بات ہے۔

مولانا نقی علی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ایک بلند پایہ سیرت نگار تھے، ان کی متعدد کتابیں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شمیم اور حالات مبارک پر مشتمل ہیں ـــــ نمونہ کے طور پر مندرجہ ذیل اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔

> اے عزیز! جو نفس کی پیروی کرتا ہے ہزار طرح کی ذلت و خواری میں مبتلا ہوتا ہے۔ اور جو اس پر لات مارتا ہے، عزت و حرمت، دنیا و آخرت میں حاصل کرتا ہے، زلیخا کو خواہش نفس نے محتاج، اور یوسف علیہ السلام کو ترک ہوا نے صاحبِ تاج کیا۔ ابتدا ہر مصیبت کی اور اصل ہر آفت کی یہی سرکشی ہے۔ والبادی اظلم شیطان بے اس کی مدد کے دخل نہیں کر سکتا۔ اور کوئی شخص بے اس کا سر کاٹے، بے اس کے قتل کئے راہ مولیٰ میں قدم نہیں دھر سکتا ـــــ (۱)

مولانا نقی علی خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔ اس کی مثال جا بجا تفسیر الم نشرح میں دیکھی جا سکتی ہے۔ انہوں نے اس کتاب میں توریت، انجیل اور زبور کے حوالہ جات بھی دیئے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو اردو، عربی اور فارسی پر زبردست قدرت حاصل تھی، اس کے باوصف مولانا کی زبان میں بہت روانی اور سلاست ہے

---

(۱) نقی علی بریلوی، مولانا؛ تفسیر الم نشرح، ص ۲۹۵

مولانا کے فقروں اور جملوں کی بندشیں بڑی چست ہیں، کبھی کبھی مولانا نقی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عہد کے اسالیب نگارش کا تتبع فرماتے ہوئے مسجع و مقفیٰ اسلوب نگارش کو بھی اپنایا ہے۔ مثلاً تفسیر الم نشرح کے بیان میں تمہید اور شدت ہے، وہ اس کے برعکس سرور القلوب میں موعظت و تفہیم کا طور زیادہ اجاگر ہے۔ موخر الذکر کتاب موعظت کے اعتبار سے دل نشینی اور تاثر میں بے مثال ہے۔ مولانا قدس سرہٗ جو بات فرماتے ہیں بڑے ہی دل نشیں انداز میں فرماتے ہیں۔ مولانا کی تحریر سے عشق رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پھوٹا پڑتا ہے۔ اور چونکہ "ہرچہ از دل برخیزد بر دل می ریزد" والی بات ہے معانی و بیان دونوں صداقت سے بھرپور ہیں۔ اس لئے ہر بات دل میں اترتی چلی جاتی ہے۔

مولانا نقی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں جو مباحث زیر بحث آئے، ان میں سے بعض کی نشاندہی کی جاتی ہے ــــــ توحید، رسالت، توبہ، تجدید توبہ، ولایت و کرامت، کشف، تصوف، طلب طریقت، ارکان طریقت، شریعت و طریقت، اتباع رسول، شغولی نماز، طہارت، عبادت، ارکان اسلام، بندگی، تقویٰ، صدق، سعادت، قضا و قدر، خوف و رجا، روح و نفس، بہشت اور دوزخ، رد بد مذہباں، رد بدعات، جیسے بلند و اعلیٰ مضامین کی توضیح و تفسیر پر مشتمل ہیں۔ اور ان موضوعات کے ضمن میں دیگر بہت سے موضوعات زیر بحث آگئے ہیں۔ مولانا نقی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ نے حسب موضوع اسلوب نگارش اختیار کیا ہے۔

علماء دین کے اسلوب نثر کا مطالعہ کرتے وقت مولانا نقی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ کی نثر میں اپنی دلکشی کی وجہ سے ایک انفرادیت نظر آئے گی۔

# تعارف تصانیف

نام کتاب :______ الکلام الاوضح فی تفسیر الم نشرح
اشاعت اول :______ مکتبہ رضا ایوان عرفان بیسلپور ضلع پیلی بھیت
اشاعت ثانی :______ مکتبہ رضا بیسلپور ضلع پیلی بھیت
صفحات :______ ۴۳۸ صفحات بڑی تقطیع میں اشاعت ثانی

مولانا مفتی نقی علی خاں بریلوی قدس سرہٗ کی یہ کتاب سورہ الم نشرح کی تفسیر میں بے مثال اور بے نظیر ہے۔ بقول امام احمد رضا بریلوی :

"الکلام الاوضح فی تفسیر سورہ الم نشرح کہ مجلد کبیر ہے، علو کثیرہ پر مشتمل۔" (۱)

امام احمد رضا نے مولانا بریلوی کی فہرست تصانیف میں تفسیر الم نشرح میں ایک اور کتاب کا نام بھی تحریر فرمایا ہے۔ ترویج الارواح فی تفسیر الانشراح (۲) (۳) آخر الذکر تصنیف نظر سے نہیں گزری۔

سورہ الم نشرح کی تفسیر میں اتنی ضخیم تصنیف اور معرکۃ الآرا کتاب دیکھنے کو نہیں ملی۔ اس میں قرآن کے رموز و نکات، احادیث کی تشریح، فقہی جزئیات اقوال ائمہ و محدثین اور دیگر مذاہب کی کتب سے سیرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات اور اسلام کی حقانیت کو ثابت کیا گیا ہے۔ مولانا نقی علی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ابتدائیہ میں ۸۷ حوالہ جاتی کتب کے نام بھی لکھے ہیں مثلاً بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ، داؤد، شفا، مدارک، معالم التنزیل تفسیر رازی، تفسیر کبیر، غنیہ، فتح القدیر وغیرہ جن کی مدد سے یہ تفسیر لکھی گئی اس میں توریت، انجیل، زبور سے بھی حوالہ جات ہیں۔ اس سے یہ بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مذکورہ کتب سماویہ کے بھی عالم تھے۔ اور ان پر وہ زبردست قدرت رکھتے تھے زیر تبصرہ کتاب کی اتنی وقعت و اہمیت

---

(۱) احمد رضا بریلوی، امام : تقدیم الکلام الاوضح، ص ز
(۲) احمد رضا بریلوی، امام : تقدیم الکلام الاوضح ص ز

کے باوجود مولانا بریلوی کی منکسر المزاجی دیکھئے، لکھتے ہیں:

فقیر حقیر سراپا تقصیر قلیل البضاعت کثیر الصعیت جفا کار ذلیل و خوار وسیاہ آلودہ گناہ۔ احوج الخلق الی اللہ الغنی محمد نقی علی بریلوی چند اوراق سورۂ الم نشرح کی تفسیر میں لکھتا ہے ـــــ ہرچند یہ بے مایہ اس جرأت و جسارت کی قابلیت نہیں رکھتا مگر پروردگار کا فضل بے علت استعداد و قابلیت پر موقوف نہیں ؎

شوبندہ چو فضل تست اوات مرا ـــ آلودہ بتحقیق بسہ از پاک بود (۱)

آگے چل کر رقم طراز ہیں:

"اس تالیف سے افہام عوام مقصود ہے، نہ اظہار فضل و کمال۔ اس لئے اکثر مقام پر نقل عبارت عربی، اور ترجمہ لفظی، اور اسناد روایات، اور رنگینی عبارات، اور تقریرات مشکلہ، اور مضامین معلق، اور سجع، اور ترصیع ترک کر کے سہل سہل باتیں جن کو ہر شخص بے تکلف سمجھ لے، زبان اردو میں لکھی جاتی ہے۔ اور بعض قصص و حکایات و اخبارات و روایات کتب صوفیہ، اور ان کے مکتوبات اور ملفوظات سے کہ مخالف شرع اور محکوم بضعف و وضع نہیں تیمناً و تبرکاً نقل کئے جاتے ہیں۔ (۲)

امام احمد رضا بریلوی کے مرید صادق مولانا عرفان علی بیسلپوری (۳) کے صاحبزادگان میں مولانا فیضان علی اور حاجی قربان علی حامدی کے دل میں امام احمد رضا کی قلمی تصانیف کی اشاعت کا جذبہ پیدا ہوا، انہوں نے اس خواہش کا اظہار مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا بریلوی (۴)

---

(۱) مولانا عرفان علی قصبہ بیسلپور ضلع پیلی بھیت کے رہنے والے تھے۔ امام احمد رضا سے خاص تعلق تھا، ان سے خط و کتابت تھی، دونوں اصحاب مراسلت "بعض مکاتیب بھی" کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔ مولانا صاحب قلم دیندار، اور سنت کا دل میں درد رکھتے تھے ان کی شہرۂ آفاق مرتبہ کتاب عرفان شریعت امام احمد رضا کے مختلف فتوی پر مشتمل ہے

سے کیا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ "اچھا ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کے والد ماجد کی تصنیف فرمودہ تفسیر الم نشرح طبع کرادیں، یہ میری دلی خواہش ہے"۔ اس دلی خواہش کی تکمیل کے لئے دونوں صاحبان نے طباعت کا انتظام کیا، مسودہ سے نقل کیا، اور جہاں کرم خوردہ تھا اس کی جگہ کو خالی چھوڑ دیا۔

پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد نے مولانا بریلوی کی تفسیر سورۂ الم نشرح کے صرف مقدمہ سے متاثر ہو کر ایک مقالہ بعنوان "عشق ہی عشق" تحریر فرمایا۔

---

امام احمد رضا کی قائم کردہ تنظیم جماعت رضائے مصطفےٰ شاخ بیسلپور کے سربراہ تھے۔
اور تحریک مسئلہ اذان ثانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اس کی حمایت میں مختلف مضامین
ہفت روزہ دبدبۂ سکندری رام پور میں شائع کرائے۔ مولانا کے صاحبزادگان سے رابطہ
قائم کرنے کے باوجود بھی ــــ حالات حاصل نہ ہو سکے۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے:
(الف): تاریخ جماعت رضائے مصطفےٰ (قلمی) صفحات ۴۰۰ از شہاب الدین رضوی
(ب): امام احمد رضا اور مسئلہ اذان ثانی (قلمی) صفحات ۲۰۰ محمد شہاب الدین رضوی
(۳) حضرت مفتی اعظم ہند ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ / ۷ جولائی ۱۸۹۳ء بروز جمعہ بریلی شریف میں پیدا ہوئے
آپ کا پیدائشی نام محمد، غیبی نام آل الرحمٰن، پیر و مرشد کا عطا کردہ نام ابوالبرکات محی الدین جیلانی تھا
اور والد امام احمد رضا نے عرفی نام مصطفےٰ رضا رکھا۔ فن شاعری میں تخلص نوری فرماتے تھے ۲۵ جمادی الثانی
۱۳۱۱ھ یعنی چھ ماہ تین یوم کی عمر میں شاہ سید ابوالحسین احمد نوری مارہروی نے داخل سلسلہ فرما
کر تمام سلاسل کی اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔ والد ماجد سے بھی جملہ سلاسل کی اجازت
حاصل تھی۔ خصوصی تعلیم برادر اکبر حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی سے حاصل کی ۱۳۲۸ھ /
۱۹۱۰ء میں فراغت ہوئی۔ ۴۰ علوم و فنون میں مہارت رکھتے تھے۔ آپ کو مفتی اعظم کا
خطاب امام احمد رضا نے عطا فرمایا تھا۔ ایک اندازے کے مطابق ۴۰ کتابیں تصنیف کیں۔ بر
صغیر ہند و پاک میں آپ کے بے شمار خلفاء و تلامذہ اشاعت اہل سنت میں معروف ہیں۔ ۱۴
محرم الحرام ۱۴۰۲ھ / ۱۲ نومبر ۱۹۸۱ء رات ایک بجکر چالیس منٹ پر وصال فرمایا۔ آپ کے
حقیقی وارث و جانشین حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری مسند رشد و ہدایت پر
جلوہ افروز ہیں۔ ــــ (مفتی اعظم اور ان کے خلفاء، از: محمد شہاب الدین رضوی ص ۲ تا ۱۰۲)

جس سے چند اقتباسات یہاں درج کئے جا رہے ہیں۔ تعارف کراتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"قرآن کریم کی آٹھ مختصر آیتوں کی تفسیر بڑے سائز کے ۴۳۸ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ یہ امام احمد رضا کے والد ماجد علامہ محمد نقی علی خاں کی تفسیر ہے۔ جو پہلے ہندوستان سے شائع ہوئی۔ اس تفسیر کو جب غور سے پڑھا تو آنکھیں کھل گئیں، ص نمبر ۴ سے پڑھتے پڑھتے جب ص ۱۱ پر پہنچا تو یوں محسوس ہوا جیسے ساحل سمندر پر موتی بکھرے ہوں، جیسے دامن کوہ پر لعل بکھرے ہوں۔ ہر لعل رشک صد لعل بدخشاں ___ خواجہ میر درد کا ایک شعر یاد آیا۔

سرسری تم جہاں سے گزرے ورنہ ہر جا جہان دیگر تھا

آگے چل کر ڈاکٹر مسعود احمد مفسر کے قلمی رشحات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

تفسیر میں ایک طرف مفسر کے عشق و محبت کا عالم نظر آتا ہے، تو دوسری طرف ان کے علم و فضل کی شان نظر آتی ہے۔ بے شمار علوم عقلیہ و نقلیہ کی مصطلحات اور کتابوں کے نام آٹھ صفحات میں اس طرح پرو دیئے ہیں جیسے لڑی میں موتی۔ بے شک علم، خادم عشق ہے۔ انہوں نے علم کو عشق کی چوکھٹ پر جھکا کر بتا دیا کہ حاصل علم، عشق و محبت کے سوا کچھ نہیں۔ ص ۴۰ پر سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر آیا، بس پھر کیا تھا۔ ذہن بھی رواں، دل بھی رواں، زباں بھی رواں قلم بھی رواں۔ زبان رکتی نہیں، قلم ٹھہرتا نہیں۔ ایک سیل رواں ہے کہ چلتا جا رہا ہے۔ نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم فکر و خیال کے افق پر طلوع ہوا تو جھوم جھوم گئے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے سراپائے مقدس سامنے آگیا ہو:

کھینچی ہے سامنے تصویر یار کیا کہنا

مدح و ثنا میں زبان فیض ترجمان ایسی کھلی کہ الفاظ و حروف کا ایک سیلاب امنڈنے لگا۔"

کون یہ جان تمنا عشق کی منزل میں ہے        جو تمنا دل سے نکلی پھر جو دیکھا دل میں ہے

الفاظ کی خوشبوؤں سے مشام جاں معطر ہو رہے ہیں۔ سبحان اللہ! سبحان اللہ! ہاں ؂

مطرب خوش نوا بگو        تازہ بتازہ نو بہ نو

ہاں ذرا آنکھیں کھولئے، عشق مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بہاریں دیکھئے۔ محب کو دیکھئے، محبوب کو دیکھئے، عشق و محبت کی جولانیاں دیکھئے، حسن وجمال کی سحر آفرینیاں دیکھئے، ہاں:

حریم حسن کے پردے اٹھے ہوئے ہیں

مولانا نقی علی خاں بریلوی کی عشق و محبت کی جولانیاں ملاحظہ کیجئے، جس میں وہ اپنی ذات میں منفرد نظر آتے ہیں۔ کہ علوم نقلیہ وعقلیہ کی کتابوں کے نام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت بیان کرنے کے لئے اس طرح پرودیتے ہیں کہ پڑھنے والا جھوم جھوم جاتا ہے۔(۱)

مولانا نقی علی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اردو زبان میں اس طرح کے ۲۶۵ القاب وآداب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح سرائی کے لئے استعمال کئے ہیں۔ اور پھر آگے چل کر عربی زبان میں بھی ۲۴۸ القاب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں لکھے ہیں۔(۲)

پروفیسر محمد مسعود احمد "عشق ہی عشق" میں اپنے تاثرات آخر میں اس طرح قلمبند کرتے ہیں:

اللہ اللہ! عشق خانہ ویران ساز نے کیسا مست و بے خود بنا دیا؟ محبوب کا ذکر آیا ــ جذبات کا ایک سیلاب امنڈ پڑا ــ کہاں سے چلا تھا اور کہاں تھا؟ ــ پھر بھی پیاس باقی ہے ...... یہ ہیں امام احمد رضا قدس سرہ کے والد ماجد علامہ نقی علی بریلوی علیہ الرحمہ (۳)

---

(۱) محمد مسعود احمد، پروفیسر: عشق ہی عشق، ص ۷، ۸ المختار پبلی کیشنز کراچی

(۲) نقی علی بریلوی، مولانا: الکلام الاوضح، ص ۳ تا ۱۱

(۳) محمد مسعود احمد، پروفیسر: عشق ہی عشق، ص ۳۶ (بحوالہ معارف رضا کراچی ص ۲۰۳)

مولانا نقی علی بریلوی رحمۃ اللہ کی تصنیف "تفسیر الم نشرح" اپنے عہد کی تمام تفاسیر میں ممتاز مقام رکھتی ہے اس وجہ سے کہ متقدمین مفسرین نے آیت کی مختصر وضاحت کرنے کے بعد اس کے مشتملات پر بحث نہیں کی، مولانا نے آیت کے ایک ایک لفظ پر کامل بحث فرمائی اور نہایت وضاحت کے ساتھ ہر ایک لفظ آیت سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل وخصائص کو ثابت کیا ہے۔ پھر اپنے بیان کے ثبوت میں کتابوں کے حوالجات پیش کئے ہیں۔

"تفسیر الم نشرح" اپنی گوناں گوں خوبیوں کی حامل ہے، آج کے دور میں ضرورت اس امر کی ہے کہ تفسیر الم نشرح کو جدید انداز میں، ذیلی عنوانات کے ساتھ شائع کیا جائے۔ تاکہ ہر خاص وعام اس علمی ذخیرہ سے استفادہ کرسکے

نام کتاب ــــــــــ احسن الوعا لآداب الدعاء
اشاعت اول ــــــــــ حسنی پریس بریلی
اشاعت ثانی ــــــــــ اگست ۱۹۷۳ء، سنی باب الاشاعت کاغذی بازار کراچی
اشاعت ثالث ــــــــــ المجمع الاسلامی مبارکپور
ضخامت ــــــــــ ۲۰۴ صفحات، اشاعت ثانی

مذکورہ کتاب میں مولانا نقی علی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے دعاء کے فوائد، آداب، اور حاجات کو بہت جامع طریقے سے بیان کیا ہے۔ بقول مولانا سید شاہ تراب الحق قادری:

"یوں سمجھئے کہ دریا کو کوزے میں بند کر دیا گیا ہے، اردو زبان میں دعاء کے موضوع پر اتنی جامع کتاب ہمارے قارئین کرام کی نظروں سے یقیناً نہ گذری ہوگی، اور کیوں نہ ہو کہ یہ تصنیف لطیف ہے امام المحققین حضرت مولانا مولوی نقی علی خاں صاحب بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔ (۱)

زیر تبصرہ کتاب دس فصلوں پر مشتمل ہے۔ آخر میں ایک تذییل، اور پھر خاتمہ پر اختتام ہے۔

۱ ــــــــــ فضائل دعاء
۲ ــــــــــ آداب دعاء و اسباب اجابت
۳ ــــــــــ اوقات اجابت
۴ ــــــــــ امکنۂ اجابت
۵ ــــــــــ اسم اعظم اور کلمات اجابت
۶ ــــــــــ موانع اجابت
۷ ــــــــــ کن کن باتوں کی دعاء نہ کرنی چاہئے۔
۸ ــــــــــ ان لوگوں کے بیان میں جن لوگوں کی دعاء قبول ہوتی ہے

---

(۱) تراب الحق قادری، سید، مولانا: پیش لفظ احسن الوعا

اس کتاب پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے "ذیل المدعا لاحسن الوعا" کے نام سے شرح تصنیف فرمائی۔ متن اور شرح کے درمیان فرق یہ رکھا گیا ہے کہ شارح نے اپنی تحریر کو "قال الرضا" سے شروع کر کے اس خط یعنی خط ہلالی پر ختم کیا ہے۔ امام احمد رضا اپنی شرح سے متعلق تمہید میں خود رقم طراز ہیں:

> فقیر ناسزا عبد المصطفیٰ احمد رضا غفر اللہ تعالیٰ لہٗ دا صلح عملہٗ نے اس کا شرف خدمت لیا، اور خاص مسودہ حضرت مصنف علام قدس سرہٗ سے مبیضہ کیا۔ اثنائے تبیض میں کہیں وضاحت مرام، کہیں ازاحتِ اوہام کہیں مناسب مقام کے لئے فقیر نے زیادات کثیرہ کیں۔ کہ اصل رسالہ سے نہ قدر بلکہ مقدار میں بڑھ گئیں، تو مناسب ہوا کہ انہیں رسالہ متعلقہ قرار دیجئے۔ اور اصل کے لئے بجائے شرح وذیل سمجھ کر بنام ذیل المدعا لاحسن الوعا مسمّیٰ کیجئے۔[1]

امام بریلوی کی شرح متن سے کہیں زیادہ ہے، جو فوائد و دیگر احادیث سے مملو ہے۔ اور کہیں کہیں ماتن و شارح کے طویل حواشی بھی ہیں۔

شارح امام احمد رضا بریلوی نے جگہ جگہ واقعات بھی قلم بند کئے ہیں، مثلاً ۱۱؍ ربیع الآخر ۱۲۹۳ھ کو امام موصوف اپنے والد مولانا نقی علی بریلوی اور مولانا شاہ عبد القادر بدایونی کے ہمراہ حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیا ء رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی بارگاہ میں حاضری کے لئے تشریف لے گئے، حجرۂ مقدسہ

---

(۱) امام احمد رضا بریلوی، امام: ذیل المدعا لاحسن الوعا، ص ۳

کے چار طرف مجالس باطلہ ہو دسر درگرم تھیں، شور و غوغا کی وجہ سے آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ مولانا بریلوی اور مولانا بدایونی تو قلوب مطمئن کے ساتھ مواجہہ شریف میں مشغول تھے۔ امام احمد رضا نے دروازہ پر کھڑے ہو کر حضرت محبوب الہٰی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی کہ "اے مولیٰ غلام جس لئے حاضر ہوا، یہ آوازیں اس میں خلل انداز ہیں۔" یہ کہکر بسم اللہ پڑھ کر داہنا پاؤں دروازہ حجرہ میں رکھا کہ سب آوازیں ——— گم ہو گئیں۔ (۱) اسی طرح کے واقعات مندرج ہیں۔

فصل نہم مکمل شارح کی اضافہ کردہ ہے، یہ فصل شارح نے ماتن کی دوسری تصانیف خصوصاً الجواہر سے اخذ کی ہے۔ مولانا سید شاہ تراب الحق قادری (کراچی) نے جدید ترتیب دی، عربی عبارتوں کا ترجمہ آخری کتاب میں یکجا کر دیا ہے۔ اور کچھ مشکل عربی الفاظ کا حل بھی پیش کیا ہے۔ مذکورہ اضافے اگر حاشیہ میں ہوتے تو قاری کو آسانی ہوتی، اور بار بار کی ورق گردانی سے بچ سکتے تھے۔ کتابت کی تصحیح میں لاپرواہی کی گئی ہے۔

---

(۱) احمد رضا بریلوی، امام: ذیل المدعا لاحسن الوعا، ص ۵۸

نام کتاب ________ جواہر البیان فی اسرار الارکان
تعلیق ________ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی
سن طباعت ________ ۱۲۹۸ھ / ۱۸۸۱ء
مطبع ________ صبح صادق سیتاپور، یوپی
صفحات ________ ۲۰۹

اسلام ایک آفاقی مذہب ہے، جو پورے عالم کو محیط ہے۔ اس کے چار بنیادی ارکان ہیں۔ (۱) نماز (۲) حج (۳) روزہ (۴) زکوٰۃ ______ ماضی بعید وقریب میں ارکانِ اسلام پر بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ زیر نظر کتاب یعنی جواہر البیان مولانا نقی علی خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ معرکۃ الآرا تصنیف ہے، جس میں اعتقادیات پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ ارکانِ اسلام کے علاوہ آداب دعا، اسم اعظم، اوقاتِ اجابت، تدبیر سفر، اعمال مجربہ، قضائے حاجت وغیرہ کے متعلق معلومات بھی وافر مقدار میں فراہم کی گئی ہیں۔

مولوی محمد فرزند حسین سیتاپوری (۱) تعارف کتاب میں لکھتے ہیں:
اہل سعادت کو مژدہ، اصحاب عبادت کو نوید، ارباب ایمان کو تہنیت کہ یہ مبارک رسالہ جواہر البیان جس کا ہر ورق جواہر کی کان، جس کا ہر جوہر زیور ایمان، جس کے جلوہ سے دل تازہ ہو، جس کے پرتو سے روئے روح پر لطافت ونظافت کا غازہ ہو۔ جس میں ارکانِ اربعہ کے مغز حکمت واسرارِ حقیقت، اور ان کے علاوہ بہت مسائل روح پرور کا روشن افادہ ہے۔ خصوصاً جہاں زیارت مدینہ طیبہ

---

(۱) مولوی محمد فرزند حسین، سید شاہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے فرزند ہے۔ انہیں کے نام سے مطبع صبح صادق سیتاپور میں قائم تھا، جس کے زیر اہتمام مولانا نقی علی بریلوی کی تصانیف شائع ہوئی امام احمد رضا سے خاص تعلق تھا۔ سید محمد صادق سیتاپوری مولانا محمد میاں مارہروی کے جد امجد ہے (مکتوبات اسماعیل حسن مارہروی، ص ۹۶)

کا ذکر جاں فزا ہے، وہاں کا سماں انداز تحریر و تقریر سے ورا ہے۔ سفر حج میں جس حاجی کے پاس یہ مرشد کامل ہے، اسے ہر معلم و مشیر سے بے نیازی حاصل ہے۔ بفرمائش عالم علوم عقلی و نقلی جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب قادری سلمہ العلی ابن حضرت مصنف علام قدس سرہ العزیز اس مطبع (صبح صادق سیتاپور) سے شائع ہوا۔ ہم اس کتاب کی تعریف میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتے کہ جو شخص اس کے شرف خریداری سے مشرف ہو کر بنظر تامل دیکھے گا بے اختیار بول اٹھے گا ؎

جمادے چند دادم جان خریدم      بحمد اللہ بس ارزاں خریدم (۱)

مولانا نقی علی خاں بریلوی کے قابل فخر فرزند امام احمد رضا خاں بریلوی نے عالم جوانی (۹۷ھ/ ۱۸۸۰ء) میں جواہر البیان کے ابتدائی اوراق کی شرح میں ایک ضخیم کتاب تصنیف فرمائی تھی جس کا نام "سلطنت مصطفےٰ" ہے۔ اور جو صرف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت اور خصائص پر مشتمل ہے۔ اس امر سے یہ بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مولانا نقی علی خاں بریلوی کے الفاظ میں اتنے رموز و نکات پنہاں ہیں کہ ان کی شرح کئی مجلدات میں تیار ہو سکتی ہیں، امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ نے اپنی تالیف "سلطنت مصطفےٰ" کے اکثر حوالے تحریر فرمائے ہیں۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ سلطنت مصطفےٰ اہل خاندان سے ضائع ہو گئی اور طباعت کے مرحلے سے نہ گزر سکی ــــــ جواہر البیان کا ذکر کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی رقم طراز ہیں،

کتاب مستطاب جواہر البیان فی اسرار الارکان جس کی خوبی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے

ذوق ایں مے نشناسی بخدا تا نہ چشی

فقیر غفرلہ اللہ تعالیٰ نے صرف اس کے ڈھائی صفحوں کی شرح میں

---

(۱) محمد فرزند حسین، مولوی: اشتہار پر بہار قابل ملاحظہ اخبار مشمولہ جواہر البیان ص ۲۱۰

ایک رسالہ بہ مسمّٰی بہ زواہر الجنٰن من جواہر البیان ملقب بنام تاریخی سلطنت المصطفٰی فی ملکوت کل الوری (۱۲۹۶ھ/ ۱۸۷۹ء) تالیف کیا۔[1]

خود فاضلِ مصنف مولانا نقی علی خاں بریلوی اس کتاب کے ابتدایہ میں لکھتے ہیں:

"ناچار تحریرِ مطلب میں مشغول ہوتا ہے، کہ فرائض اربعہ یعنی نماز و زکوٰۃ و حج و روزہ افضل اعمال و ارکانِ دین متین ہیں۔ جس قدر تاکید اور تارک پر وعید ان کے بارے میں وارد دوسری عبادت کی نسبت نہیں۔ لہٰذا فقیر یہ مختصر مسمّٰی بہ رسالہ جواہر البیان فی اسرار الارکان ان کے بیان میں تالیف، اور ہر ایک کے لئے ایک باب جداگانہ، اور مطلق عبادت کے بیان میں ایک مقدمہ وضع کرتا۔ اور ناظرین سے دعاء مغفرت کی امید رکھتا ہے۔" [2]

اب ایک نظر جواہر البیان کے مشتملات پر:

مقدمہ: ____ عبادت کے بیان میں، اور پچاس فوائد میں

باب اوّل: ____ نماز کے بیان میں

(۱) فصل: ____ فضائل و فوائد

(۲) فصل: ____ شروط نماز

(۳) فصل: ____ نماز کی حرکت

(۴) فصل: ____ امور متفرقہ

باب دوم: ____ روزے کے بیان میں

(۱) فصل: ____ بیان شب قدر

(۲) تبصرہ: ____ نفل روزوں کا بیان

باب سوم: ____ زکوٰۃ کے بیان میں

(۱) فصل: ____ زکوٰۃ کی روح سات باتوں سے حاصل ہوتی ہے

---

(۱) احمد رضا بریلوی، امام: اختتامیہ بر جواہر البیان ص ۲۰۷

(۲) نقی علی خاں بریلوی، مولانا: جواہر البیان ص ۵

(۲) فصل : ــــــ زکوٰۃ لینے والے کو بھی سات باتوں کی رعایت چاہیے ۔
(۳) فصل : ــــــ صدقہ کی خوبیاں
باب چہارم : ــــــ حج کے بیان میں
(۱) فصل : ــــــ حج کی فرضیت ، اس کی آسانی اور تارکین کی مذمت میں ۶ حدیثیں
(۲) فصل : ــــــ آداب سفر اور مقدمات حج ۔
(۳) فائدہ : ــــــ جب تین آدمی سفر پر جائیں تو ایک کو سردار بنائیں
(۴) فائدہ : ــــــ اس کی مذمت جس سے کوئی مسلمان اپنا قصور بخشوائے اور وہ نہ بخشے ، سفر کس دن بہتر ہے ، جب کوئی شہر کو دیکھے تو دعا پڑھے علماء کا ادب وغیرہ ۔
(۵) فائدہ ــــــ مسافر کے دعا کی خوبی ، ڈر دینے سے امان ، مسلمانوں کو خوش کرنے کی فضیلت وغیرہ ۔
(۶) فصل : ــــــ ترتیب اعمال حج
(۷) فائدہ : ــــــ وقوف عرفہ ، عرفہ کے دن پیٹ بھر کر نہ کھانا ۔
(۸) فائدہ : ــــــ دعاء کے آداب
(۹) فصل : ــــــ حج کے اسرار کے بیان میں
(۱۰) خاتمہ : ــــــ زیارت مدینہ طیبہ

مولانا نقی علی خاں بریلوی علیہ الرحمہ کا طور مضمون یہ ہے کہ ہر بات کی ابتداء آیات کریمہ اور اس کی تفسیر سے کرتے ہیں ، پھر احادیث اور فقہاء محدثین کے اقوال سے مزین کرتے ہیں ۔ خاتمۂ کلام خود مصنف کے محاکمات پر ہوتا ہے ۔ کہیں کہیں مصنف نے حکایات اور لطائف بھی درج کیے ہیں ۔

زیارت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق صفحات ، عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھرے پڑے ہیں ۔ یہاں اگر مولانا کا قلم عشق رسول کے دھارے میں بہہ گیا ، اور یہ انداز صرف عاشق صادق کا ہی ہوا کرتا ہے ، کسی غیر کا نہیں ۔ مولانا کا قلب وجگر حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق سے منور تھا ۔ مولانا زیارت نبوی اور شفاعت پر احادیث پیش کرنے کے بعد اپنا

حاکم تحریر فرماتے ہیں:
یہ کچھ ان کے کرم سے بعید نہیں، عالم حیات ظاہری میں اس جمالِ جہاں آرا کے دیدار سے مشرف ہونا مسلمان کو سوءِ خاتمہ سے بچاتا ہے، صحابہ کرام سب کامل الایمان تھے، اور ایمان پر دنیا سے گئے۔ حضور کی زیارت بعد وفات مثل زیارت زمانِ حیات ہے۔ پس اگر ہم سرگشتگانِ وادیِ معاصی کو جیسے محض اپنے فضل و کرم سے آستان بوسی کا اذن دیا، اور حاضری دربار سے مشرف فرمایا۔ عجب کہ دم نزع بے کسوں کی دستگیری فرمائیں، اور پنجۂ دشمن سے نجات دیکر اس ایمان کو جو انہیں کی سرکار سے عطا ہوا ہے سلامت رکھیں۔ (۱)

مولانا نقی علی خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حج کے دوران تمام معمولات کو نہایت دل نشیں انداز میں بیان کیا ہے۔ اور اس میں خاص بات یہ ہے کہ ایک واضح نقشہ بھی پیش کیا ہے جس سے حاجی کو کوئی دقت و پریشانی نہیں ہو سکتی ہر ایک مقام کو میل کے فاصلے پر تقسیم کر دیا ہے کہ کون مقام کتنے فاصلے پر واقع ہے؟ ______ محشی امام احمد رضا خاں بریلوی حاشیہ میں اس بات کی افادیت پر تحریر فرماتے ہیں۔

"اور بحمد اللہ تعالیٰ یہ رسالہ مبارک تمام مہمات کذائیہ کو کافی اور اصلاح قلب و قالب کے لئے وافی ہے۔ جس کے ساتھ یہ ہے اسے کسی رہبر و معلم کی حاجت نہیں۔ (۲)

جواہر البیان کے حاشیہ نگار امام احمد رضا بریلوی نے مصنف کی تحقیق پر کہیں کہیں اضافہ بھی کیا ہے۔ یہ اضافہ تحقیقی نوعیت کا حامل ہے۔ مثلاً:
متن: مشروعیت استقبالِ کعبہ میں چار نکتے ہیں، اول زمین مبدأ انسان اور کعبہ وسط و "افضل" بقاعِ زمین پس وہی اس کا قبلہ مقرر ہوا۔ (۳)

---

(۱) نقی علی بریلوی، مولانا: جواہر البیان ص ۱۶۵
(۲) احمد رضا بریلوی، امام: حاشیہ جواہر البیان ص ۱۱
(۳) نقی علی بریلوی، مولانا: جواہر البیان ص ۵۰

حاشیہ: یعنی بعد موضع قبر اطہر بالاجماع۔ (۱)

قاری کے ذہن میں ایک اہم سوال ابھرتا ہے کہ جب یہ کتاب ارکانِ اسلام پر مشتمل ہے تو اس میں دیگر موضوعات پر کیوں بحث کی گئی ہے؟ ——— تو اس کا جواب خود مصنف مولانا نقی علی خاں بریلوی کی زبانی سنئے:

ہر چند موضوع اس مختصر کا صرف ارکانِ اربعہ ہیں، اور یہ مبحث ان سے جدا مگر یہ ذکر اس کا ہے جس کی یاد دہانی سے مفارق نہیں یہاں وہ نام پاک وردِ زبان ہوگا جو آرام جاں ہے، اور زیور ایمان ——— جس کے بغیر مسلمانوں کو کسی تسکین ممکن نہیں، کوئی ذکر، کوئی چرچہ کیسا ہی نفیس و عمدہ ہو دلِ مومن بعد نام خدا کے اس میں اس نام کا جویاں و نگراں رہتا ہے۔ اگر اس سے خالی دیکھتا ہے بجھ جاتا ہے اور مزہ کامل نہیں پاتا۔ یہ وہ نام ہے جسے خالقِ ارض و سما جل جلالہٗ نے زمین و آسمان و مہر و ماہ کی پیدائش سے بیس لاکھ برس پہلے اپنے نام کے ساتھ عرش بریں پر لکھا۔ (۲)

جواہر البیان میں جگہ جگہ عربی اور فارسی کے کثرت سے اشعار ملتے ہیں، ضرب الامثال بھی مندرج ہیں۔ بالخصوص صفحہ ۱۹۲ پر عربی اور فارسی کا منظوم کلام موجود ہے۔ اس سے یہ بات واضح نہیں ہو پا رہی ہے کہ یہ نعتیہ کلام مولانا نقی علی بریلوی کا ہے یا کسی دوسرے شاعر کا؟ مولانا نقی علی خاں بریلوی علیہ الرحمہ کا کوئی شعر دستیاب نہیں ہیں، مقطع میں کسی شاعر کا تخلص بھی نہیں ہے۔ خود مصنف کی کتاب سے ایسی داخلی شہادت نہیں ملتی کہ مذکورہ اشعار ان کے ہیں۔ اس صورت میں یہ قیاس نہیں کیا جاسکتا کہ مذکورہ اشعار کس کے ہیں، ہاں ان کا برمحل استعمال بہت دلکش ہے۔ مولانا بریلوی کی یہ تصنیف عصر حاضر کے تقاضوں کے تحت دوبارہ شائع ہونی چاہئے، تاکہ اس کے ذخیرۂ علوم سے عوام استفادہ کریں۔ کتابت عمدہ ہے لیکن تصحیح طلب ہے۔

---

(۱) امام احمد رضا بریلوی، امام: حاشیہ جواہر البیان ص ۵۰۔
(۲) نقی علی بریلوی، مولانا: جواہر البیان، ص ۱۶۲

نام کتاب ــــــــــــــ سرور القلوب بذکر المحبوب

سال تصنیف ــــــــــــــ ۱۲۸۲ھ/ ۱۸۶۵ء

اشاعت اول ــــــــــــــ ۱۲۸۸ھ/ ۱۸۷۱ء

اشاعت ثانی ــــــــــــــ ۱۹۱۸ء، مطبوعہ نولکشور لکھنؤ

اشاعت ثالث ــــــــــــــ ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء شبیر برادر لاہور

اشاعت رابع ــــــــــــــ رضا اکیڈمی بمبئی (مفت تقسیم ہوئی)

اشاعت خامس ــــــــــــــ فاروقیہ بکڈپو جامع مسجد دہلی

ضخامت ــــــــــــــ ۳۶۸، صفحات اشاعت خامس

حضور اکرم نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے موضوع پر لکھنے کے لئے صرف ظاہری علم وفضل، اور قرآن عظیم وحدیث شریف، اور کتب سیرت کا مطالعہ ہی کافی نہیں۔ بلکہ آپ کی ذات اقدس سے گہری عقیدت ومحبت بھی ضروری ہے۔ زیر تبصرہ کتاب کے مطالعہ سے نہ صرف یہ معلوم ہوگا کہ مصنف مولانا نقی علی بریلوی قدس سرہٗ اس دولت سے مالا مال ہیں، بلکہ اس کا مطالعہ کرنے والے بھی اس بیش قیمت نعمت سے بقدر استطاعت فیض یاب ہوں گے۔

مولانا نقی علی بریلوی نے اس کتاب میں ۹ ابواب باندھے ہیں۔

۱ ــــــ نبی اکرم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت اور دیگر احوال

۲ ــــــ آیہ کریمہ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کی تفسیر۔

۳ ــــــ آیۃ مبارکہ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ کی تفسیر۔

۴ ــــــ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حسن ظاہری

۵ ــــــ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حسن معنوی وباطنی۔

۶ ــــــ سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص شریفہ، اور دس اوصاف خاصہ۔

۷ ــــــ معراج مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۸ ــــــ معجزات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

۹ ــــــ درود شریف کی اہمیت، اور اس کے فوائد نام پاک سن کر درود شریف نہ پڑھنے والوں کی مذمت، اور درود پاک کی برکتیں۔

نبیرۂ حافظ رحمت خاں نواب نیاز احمد خاں ہوشؔ بریلوی نے اس کتاب پر ایک زوردار تقریظ تحریر فرمائی ہے، تقریظ کا اقتباس نقل کیا جارہاہے، جو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

فی الحال ان کے نخلِ کمال سے ایک گل تازہ کھلا، چمنِ علم فصاحت وبلاغت بھی پھولا پھلا، یعنی انہوں نے نسخہ یاب وتاب موسوم بہ لب لباب معروف بہ سرور القلوب فی ذکر المحبوب تالیف کیا ہے یہ رنگ برنگ کے مضامین رنگین سے میدان بیان کو خجلت دہ باغ رضوان بنا دیا ہے۔ گلہائے وعظ وپند کی شگفتگی سے عین الیقین ہوتا ہے، کہ یہ کتاب جواب گلستاں بلکہ رنگینیِ عبارت کی روش سے کھلتا ہے، کہ واقعی عین گلستان ہے، نزہت اور شگفتگی میں سراسر ہم پلۂ بوستان ہے۔ لفظوں میں ہزارہا معنی مناسب رنگ برنگ کے پوشیدہ منظر آتے ہیں۔ مردم دیدہ بھی جن کے دیکھنے سے ہر دم تر و تازگی پاتے ہیں۔ ہزارہا دقائق ونکات علمیہ سے یہ کتاب بھری ہے، یا شجرہ علم کی کلی ہے۔ اہل اسلام کی نظروں میں ہر باب اس کا عزت افزائے باغ جناں ہے اس کی ہر فصل پر بلا مبالغہ فصل بہاری کا گمان ہے۔ ہوائے مطالعہ اس کی یہ اعتقادوں کی چمن طبع کے لئے سربسر خرم ہے۔ خوش اعتقادوں کو اس کی سیر گلگشت فردوس کے برابر ہے، حاسدوں کا غنچہ بینی اسے دیکھ کر مرجھاجاتا ہے۔ گل طبع میں "ثم بکم" کا رنگ نظر آتا ہے

کیوں نہ پژمردہ ہوں گلہائے مضامین عدد
باغ حاسد کے لئے بادِ خزانی یہ ہے

کسی مقام پر ایک قرینہ سے بیان غفاری ہے، کسی جگہ طریقے سے ذکر قہاری ہے۔ رزم، کہیں بزم، کہیں سراپا تحریر ہے۔ ذکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس علو شان اور طرز بیان کے ساتھ ادا کیا ہے کہ ہر شخص کے لیے منشاء بہ تفسیر ہے۔ (۱)

زیر تبصرہ کتاب پر دوسری تقریظ مولانا نقی علی بریلوی کے معاصر سید ہدایت علی ہدایت بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۲) کی بھی ہے۔ جس میں ہدایت بریلوی نے مولانا نقی علی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے جو القاب و آداب قلم بند کئے ہیں، وہ آپ کے روحانی علمی منصب کے آئینہ دار ہیں اور منظوم خراج عقیدت بھی پیش کیا ہے۔ (۳)

مولانا نقی علی بریلوی نے سرور القلوب کی تکمیل تصنیف ۱۲۸۲ھ میں کی۔ تصنیف مکمل ہو جانے پر مولانا کے فرزند امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے جو تاریخی قطعہ کہا تھا، وہ یہاں پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ خیال رہے کہ اس وقت امام احمد رضا بریلوی کی عمر شریف صرف ۱۲ سال تھی، کیونکہ امام کی پیدائش ۱۲۷۲ھ/ ء ہے

(۱) نقی علی خاں بریلوی: سرور القلوب تقریظ بر عایت گلزار، ص ۲، ۷

(۲) مولانا سید ہدایت علی ہدایت نقوی قادری بریلوی۔ خلف میر سید بہادر علی بریلی میں پیدا ہوئے مولوی مہربان علی فرحاگ کے حقیقی برادر اکبر تھے۔ درسیات مفتی عیوض عثمانی (م ۱۸۶۱ء) کے شاگرد تھے۔ انھوں نے نواب نیاز احمد خاں ہوش بریلوی کو تعلیم دی تھی۔ شاعری میں اس عہد کے مشہور استاد خلیفہ امیر الدین آزاد کے شاگرد تھے اور فارسی میں شعر کہتے تھے۔ مشہور نعت گو تھے ان کا نعتیہ کلام "ہدایت فیاض" (۱۳۱۰ھ/ ۱۸۹۳ء) مطبع قادری بریلی میں میر قاسم علی خواہاں کے اہتمام سے شائع ہوا تھا۔ "تذکرہ شعراء بریلی، از ڈاکٹر سید لطیف حسین ادیب بریلوی، ص ۳۲۸، غیر مطبوعہ) فخر العلوم بریلی کے مئی ۱۸۷۳ء کے شمارہ میں ہدایت بریلوی کا ایک مضمون بعنوان "شرافت در زاهد" شائع ہوا تھا۔ اسی شمارہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہدایت بریلوی مطبع روہیل کھنڈ سوسائٹی بریلی میں بطور مصحح ملازم تھے (مضمون: بریلی کے اہم اخبارات، از ڈاکٹر سید لطیف حسین ادیب

میرے والد نے جب کیا تصنیف — یہ رسالہ بوصف شاہِ ھدیٰ
جس کا ہر صفحہ تختۂ فردوس — ہر ورق سدرہ و طوبیٰ
گیسوئے حور ہے، سواد حروف — مردمِ چشم حور ہر نقطہ
یا قلم اس کا ابر نیساں ہے — ہر ورق اس کا علم کا دریا
ہر سطر رشک موج معانی ہے — دائروں کا صدف لکھوں بیجا
نقطے جس کے ہیں گوہر شہوار — قیمت ان کی ہے، جنت الماویٰ
سال تالیف میں رضا نے کہا — وصف خلف رسولِ امی کیا (۲)

مولانا بریلوی کی جب یہ تصنیف ۱۲۸۸ھ میں طبع ہوئی تو اس وقت بھی امام احمد رضا نے قطعہ تاریخ تحریر فرمایا، جو فارسی زبان میں ہے، اور غالباً یہ امام رضا کا پہلا فارسی کلام ہے (۳) فارسی قطعہ درج ذیل ہے:

شد چو مطبع ایں کتاب عجیب — بود در فکر سال طبع رضا
ناگہاں داد ہاتف اش آواز — ذکر ہادی چہ مرہم جانہادی (۴)
۱۲۸۸ھ

کتاب کی کتابت وطباعت بہتر ہے۔ اور جدید طرز پر ذیلی عنوانات بھی قائم کر دیئے گئے ہیں جس سے مطالعہ میں دلچسپی اور کشش پیدا ہوئی ہے۔

---

مشمولہ ماہنامہ معارف اعظم گڑھ۔ نومبر ۱۹۹۳ء ص ۳۶۰) مولانا ہدایت بریلوی کا وصال ۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۴ء میں ہوا (معارف رضا کراچی ۱۹۹۳ء ص ۳۰۶)

(۱) اس کو "تذکرۂ اہل دانش" میں ملاحظہ کریں۔ رضوی غفرلہٗ

(۲) احمد رضا بریلوی، امام: حدائق بخشش، ج ۳، ص ۸۳

(۳) سالنامہ معارف رضا کراچی ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء ص ۲۰۰ مضمون پروفیسر مجید اللہ قادری

(۴) احمد رضا بریلوی، امام: حدائق بخشش، حصہ سوم، ص ۸۳ مملوکہ راقم السطور غفرلہٗ

نام کتاب : اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد
سال اشاعت : ۵ ربیع الثانی ۱۲۹۸ھ / ۷ مارچ ۱۸۸۱ء
صفحات : ۱۰۴
باہتمام وانصرام : مولوی سید محمد جعفر حسین سیتاپوری
مطبع : صبح صادق تامس گنج سیتاپور

عرب میں اسلامی شیرازہ کے انتشار کی ابتداء محمد بن عبدالوہاب نجدی نے کی، اور اس کی تحریک کی حمایت میں ہندستان میں اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان کی اشاعت سے کی جس کے منظر عام پر آنے کے بعد ہندستان میں ہنگامہ برپا ہوگیا۔ تقویۃ الایمان کے رد میں عربی، فارسی اور اردو میں درجنوں سے زائد کتابیں لکھی گئیں، اس کے رد میں اولیں کتابیں مثلاً علامہ فضل حق خیرآبادی کی تحقیق الفتوی اور شاہ فضل رسول بدایونی کی سیف الجبار شائع ہوئی جنہوں نے تقویۃ الایمان کی دھجیاں بکھیر دیں۔ بعدہٗ مولانا نقی علی بریلوی نے اصول الرشاد سے رہی سہی کسر پوری کردی:

اسمٰعیل دہلوی نے ۱۵ محرم الحرام ۱۲۴۰ھ / ۱۸۲۸ء کو تقویۃ الایمان تصنیف کی بھی اسمٰعیل دہلوی کے سوانح نگار یہ ماننے سے گریزاں ہیں کہ "انہوں نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کی پیروی کی"۔ لیکن نواب وحیدالزماں بڑی صفائی سے اس کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وہ شیخ عبدالوہاب ہیں، جنہوں نے ان امور کو شرک قرار دیا، جیسا کہ اہل مکہ کی طرف ارسال کردہ اس کے بیٹے محمد اور پوتے عبداللہ کے مکتوب سے معلوم ہوتا ہے۔ اور مولانا اسماعیل شہید نے تقویۃ الایمان میں اکثر امور میں اس کی پیروی کی ہے (۱)

---

(۱) وحیدالزماں، نواب، مولوی: ہدایۃ المہدی، ص ۴۶، ج ۱، م: میور پریس دہلی

اسماعیل دہلوی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے پوتے، اور علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے بھتیجے تھے۔ ۱۲ ربیع الثانی ۱۱۹۳ھ/ ۱۷۷۹ء کو دہلی میں شاہ عبدالغنی کے گھر پیدا ہوئے (۱) تعلیم اپنے دادا اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے حاصل کی۔ اور بیعت سید احمد رائے بریلوی کے ہاتھ پر کی، اور انہیں ساتھ لے کر جہاد کا منصوبہ بنایا، اس وقت ہندستان پر انگریزوں کا اقتدار تھا مغل بادشاہ برائے نام تھا۔ پنجاب پر سکھوں کا قبضہ تھا۔ سید احمد بریلوی اور اسمٰعیل دہلوی نے اپنے رفقاء کے ساتھ ان میں سے کسی ایک سے ٹکر لئے بغیر صوبہ سرحد کا رخ کیا، اور سب سے پہلے یاغستان کے مسلمان حکمراں یار محمد خاں سے "جہاد" کیا۔ (۲) پھر سکھوں کے سب سے بڑے مخالف سرحد کے جیالے مسلمان پٹھان پائندہ خاں سے محاذ آرائی کی، اسے اپنی بیعت پر مجبور کیا، اور جب اس نے بیعت سے انکار کر دیا تو اس پر کفر کا فتوی لگا کر چڑھ دوڑے۔ چنانچہ مجبوری کی حالت میں پائندہ خاں نے سکھوں سے صلح کر لی اور بٹالین فوج لے کر "مجاہدین" کو شکست فاش دی، اور اپنے علاقے سے نکال باہر کیا۔ (۳) اس عاجلانہ اور غیر دانشمندانہ کاروائی سے انگریزوں کو سیاسی فائدہ پہنچا۔

مولانا نقی علی خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کو تقویۃ الایمان کا رد لکھنے پر کن باتوں نے مجبور کیا؟ —————— تقویۃ الایمان سے ان چند باتوں کو درج کیا جاتا ہے جس پر ہندستان کے جید علماء برافروختہ ہوئے، اور ملت اسلامیہ کی وحدت پارہ پارہ ہوگئی —————— تقویۃ الایمان کی گستاخانہ عبارات پڑھنے کے لئے دل پر ہاتھ رکھ کر ملاحظہ کریں:

سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہے کہ

---

(۱) مرزا حیرت دہلوی: حیات طیبہ، ص ۳۲، م: مکتبہ اسلام لاہور ۱۹۵۸ء
(۲) عاشق الٰہی میرٹھی، مولوی: تذکرۃ الرشید، ص ۲۷۰، ج ۲
(۳) مراد علی، سید، مورخ: تاریخ تناولیاں، ص ۴۷ تا ۵۴، م: مکتبہ قادریہ لاہور

جب چاہے کر لیجئے، یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔ (۱)

اس عبارت کا صاف مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بھی ہمیشہ کا علم نہیں ہوتا اس کے اختیار میں ہے کہ جب چاہے دریافت کرے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا علم اور دیگر صفات حقیقیہ قدیم ہیں، کبھی معدوم نہیں ہوتیں ـــــ اس عبارت میں واضح طور پر اللہ تعالیٰ کے علم کو حادث قرار دیا گیا ہے جو کھلم کھلا گمراہی ہے۔

(۲) ـــــ یہ یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا، اللہ کی شان کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل ہے۔ (۲)

استغفر اللہ ایک ہی جملے میں تمام انبیاء اور ملائکہ کی منہ بھر کی توہین کی گئی ہے، کیا توحید کا یہی تقاضہ ہے؟

(۳) ـــــ اللہ کی شان بہت بڑی ہے، کہ سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ (۳)

جس شخص کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان ہوگا اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیگر محبوبان الٰہی کی بارگاہ میں اس قدر دریدہ دہنی کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: "اللہ ہی کے لئے عزت ہے اور اس کے رسول اور ایمانداروں کے لئے"۔ (۴)

(۴) ـــــ جو کچھ کہ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کریگا خواہ دنیا میں، خواہ قبر میں، خواہ آخرت میں، سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں۔ نہ نبی کو، نہ ولی کو، نہ اپنا حال، نہ دوسرے کا۔ (۵)

---

(۱) اسماعیل دہلوی، مولوی: تقویۃ الایمان، ص ۲۳، م: مرکنٹائل پرنٹنگ دہلی

(۲) اسماعیل دہلوی، مولوی: تقویۃ الایمان ص ۱۶ "

(۳) اسماعیل دہلوی، مولوی: تقویۃ الایمان ص ۶۳ "

(۴) القرآن الحکیم:

(۵) اسماعیل دہلوی، مولوی: تقویۃ الایمان ص ۳۱، م: مرکنٹائل پرنٹنگ دہلی

○ حضور تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں (۱) اللہ تعالیٰ نے روشن فتح فرمادی (۲) قیامت کے روز جب تمام انبیاء نفسی نفسی فرمارہے ہوں گے، تو تمام انسانیت کی مشکل کشائی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی فرمائیں گے۔ اس ذات گرامی کے بارے میں کہنا کہ انہیں بھی معلوم نہ تھا کہ دنیا، قبر، اور آخرت میں میرے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ انتہائی شقاوت اور دین وایمان سے بے بہرہ ہونے کی بین دلیل ہے۔

(۵) ـــــ جس کا نام محمد یا علی ہے، وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ (۳)

○ کیا کوئی غیر مسلم کھلم کھلا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام اس طرح لیگا۔ اور اس بے باکی سے ان کے اختیارات کی یکسر نفی کی جرأت کریگا۔؟

(۶) ـــــ سارا کاروبار جہان کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے، رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا ـــــ (۴)

○ امام احمد رضا محدث بریلوی فرماتے ہیں ؎

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک ‏ اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی (۵)

چونکہ تقویۃ الایمان میں نبی، اولیا، وغیرہ کی شان میں گستاخیاں ہوئیں اور عامۃ المسلمین کو مشرک اور بدعتی قرار دیا گیا تھا، اس لیے علماء اہلسنت نے سختی سے اس کا نوٹس لیا، یہاں تک کہ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ محدث دہلوی نے بھی اس سے برأت اور بیزاری کا اظہار فرمایا مولانا مخصوص اللہ دہلوی، مولانا محمد موسیٰ رحمہ اللہ، شاہ احمد سعید مجددی رحمہ اللہ، مفتی صدرالدین آزردہ ـــ علامہ فضل حق خیرآبادی، شاہ عبدالمجید بدایونی

---

(۱) القرآن الحکیم:
(۲) القرآن الحکیم:
(۳) اسماعیل دہلوی، مولوی: تقویۃ الایمان، ص ۴۷
(۴) اسماعیل دہلوی، مولوی: تقویۃ الایمان، ص ۶۶
(۵) امام احمد رضا بریلوی، امام: حدائق بخشش،

شاہ فضل رسول بدایونی جیسے اکابر معاصرین نے تقریر و تحریر کے ذریعہ
[…] فرمایا۔ (۱) کچھ لوگوں نے اسمٰعیل دہلوی کے افکار و نظریات کو اپنا
روایات کا راستہ اختیار کیا، جزئیات نکالیں، اور مختلف تاویلات پیش کیں،
نکا نتیجہ یہ ہوا کہ فریقین میں وہ معرکہ آرائی ہوئی کہ پورا ہندوستان اس کی
لپیٹ میں آگیا ایک نا ختم ہونے والی بحث شروع ہوگئی۔
متذکرہ بالا علماء نے تقویۃ الایمان کے مندرجات پر بحث کی اور اس
و قرآن پاک حدیث رسول اللہ کی کسوٹی پر رکھ کر تولا مگر ان کا جواب اصولی
حیثیت سے کسی نے بھی قلم بند نہ فرمایا۔ مگر مولانا نقی علی خاں بریلوی علیہ الرحمہ
نے اس کمی کو محسوس کیا، روایت و درایت کے انداز سے اصول فقہ کی روشنی
میں جزئیات سے بحث کی، اور اس کا بالغ رد فرمایا جو اپنی نظیر آپ ہے ــــ مولانا
نقی علی خاں بریلوی نے ان کلیات کو پیش نظر رکھا ہے جو بے نظیر و بے مثال ہیں
ذیل میں وہ کلیات اختصار کے ساتھ درج کیے جا رہے ہیں جن کے مباحث
سے اصول ارشاد شروع ہوئی۔

(۱) ــــ الفاظ شرعیہ سے حتی الامکان ان کے معنی حقیقیہ مراد ہوتے ہیں۔

(۲) ــــ جو فعل چند افعال کا مجموعہ ہوگا وہ نیک ہی رہے گا جیسے مجلس میلاد و سوم و فاتحہ۔

(۳) ــــ اصل اشیاء میں اباحت ہے

(۴) ــــ عموم و اطلاق قرآن و حدیث سے استدلال صحیح ہے اور جو فعل بے تخصیص وقت و ہیئت شرع میں محمود ٹھہرا، جیسے ذکر و آداب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، وہ ہر وقت و ہیئت میں محمود ہی رہے گا۔ اگرچہ یہ ہیئت کذائی قرون ثلٰثہ میں نہ ہو جب تک خاص اس ہیئت کی برائی شرع سے نہ ثابت ہو

(۵) ــــ فعل حسن مقارنت فعل قبیح سے عموماً قبیح نہیں ہوجاتا

---

(۱) فضل حق خیرآبادی، علامہ: تحقیق الفتوی، ص ۱۵، م: لاہور ۹۹ ۱۳ھ/۱۹۷۹ء۔

(۶) ــــــــ کفار و مبتدعین سے کسی فعل میں مشابہت نکلنا مطلقاً اس فعل کی مخالفت کا باعث نہیں، مگر چند شرط سے۔

(۷) ــــــــ زمان و مکان کو بجہت اضافت و نسبت شریفہ کی شرافت کے معنیٰ ہے۔ اور وہ شرافت اس زمانے کے امثال میں ہمیشہ رہتی ہے۔

(۸) ــــــــ جو بات اہل اسلام میں بلا اکراہ رائج ہو وہ محمود و حسن ہوتی ہے

(۹) ــــــــ قول جمہور، مثل قول کل حجت شرعی ہے۔

(۱۰) ــــــــ استدلال بدلالۃ النص وغیرہا بہت طریق احتجاج خاص بمجتہد نہیں

(۱۱) ــــــــ جو بات حرمین شریفین میں بے انکار علماء رائج ہو، جیسے مجلس میلاد و قیام، اس کی خوبی میں کلام نہیں۔

(۱۲) ــــــــ اجماع سکوتی حجت ہے۔

(۱۳) ــــــــ اختلاف سابق بعد اتفاق لاحق کا عدم ممکن ہو جاتا ہے۔

(۱۴) ــــــــ نیک بات کو شروع کر کے التزام کر لینا، اور ہمیشہ کرنا مستحسن ہے

(۱۵) ــــــــ تکریم و تعظیم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر طرح خدا کو پسند و مطلوب ہے

(۱۶) ــــــــ ادب تعظیم رسول اللہ، حضور کی حیات ظاہری سے خاص نہ تھا، اب بھی ویسا ہی فرض ہے

(۱۷) ــــــــ حضور کے ذکر و نام و کلام کی تعظیم بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہے۔

(۱۸) ــــــــ تعظیم کے لئے معظم کا وقت تعظیم پیش نظر ہونا ضروری نہیں۔

(۱۹) ــــــــ حضور کی تعظیم کسی خصوصیت و تعین و طریقۂ خاصہ جدید یا قدیمہ کے ساتھ ہو محمود ہے۔ جب تک اسی طریقہ و خصوصیت کی خاص ممانعت شرع میں نہ آئے۔

(۲۰) ــــــــ تعظیم و توہین میں عرف و عادت قوم و دیار پر بڑا اعتبار ہے۔

مولانا نقی علی خاں بریلوی قدس سرہ کی زیر نظر کتاب "اصول الرشاد" خالص

اصولی انداز پر لکھی گئی ہے۔ اس کے مطالعہ سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ مولانا اصول فقہ پر گہری نظر، اور کامل مہارت رکھتے تھے۔ ایک ایک اصول کے تحت مفصل وضاحتیں تحریر فرمائی ہیں، قرآن وحدیث، اقوال ائمہ وفقہا، اصول وفروع سے ثابت کیا ہے کہ اسماعیل دہلوی کی اختراعات محض مسلمانوں کی ایذا رسانی کے لیے تھیں۔

یہ کتاب مولانا کی حیات میں طبع نہ ہو سکی، امام احمد رضا محدث بریلوی نے کتاب کے جملہ حقوق مطبع صبح صادق سیتا پور کے منیجر سید محمد جعفر حسین کے سپرد کر دیئے تھے، انہوں نے طباعت کی پوری دشواری قبول کی تاہم کتابت میں بہت زیادہ غلطیاں رہ گئیں تھیں۔ چنانچہ آخر کتاب میں "صحت نامہ" بھی چھپاں ہے پھر بھی غلطیاں باقی رہ گئیں۔

مولانا نقی علی رضا بریلوی نے اس کتاب میں جو اصول متعین کیے، ہر چند کہ ان کا تعلق تقویۃ الایمان کی رو سے ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ مذکورہ اصول اس قدر جامع ہیں کہ ان کو اہلسنت والجماعت کے لیے رہبر اصول کہنا بےجا نہیں ہوگی۔ چنانچہ بہت ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اصول ارشاد کی دوبارہ اشاعت ہو اور اس کے مندرجات کو عام کیا جائے۔

## نام کتاب ــــــــــ ازاقۃ الاثام

مولانا نقی علی خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تصنیف باوجود کوشش بسیار راقم السطور کو دستیاب نہ ہو سکی، تاہم مذکورہ تصنیف کا تذکرہ مولانا کے فرزند امام احمد رضا بریلوی نے اپنی کتاب اقامۃ القیامہ میں حوالہ دیتے ہوئے یوں تحریر فرماتے ہیں:

> دلائل متکاثرہ حجج باہرہ، دبراہین قاہرہ قرآن وحدیث واصول و قواعد شرع سے اس پر قائم ہیں۔ جنکی تفصیل وتوضیح اور شبہات مانعین کی تذلیل وتفضیح برطرز بدیع وضع بدیع حضرت حجۃ الخلف بقیۃ السلف تاج العلماء، راس الکملا سیدی ومولائی خدمت والد ماجد حضرت مولانا مولوی محمد نقی علی خاں صاحب قادری برکاتی احمدی قدس اللہ تعالیٰ سرہ الزکی نے رسالہ مستطابہ اذاقۃ الاثام لمانعی عمل المولد والقیام میں بما لامزید علیہ بیان فرمائی، جسے تحقیق بے عدیل و تدقیق بے مثیل دیکھنے کی تمنا ہو اسے مژدہ دیجیے کہ اس پاک مبارک رسالہ کے مائدہ فائدہ سے زلہ ربا ہو رہا۔ (۱)

مذکورہ رسالہ حضور نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے حوالے سے تحریر کیا گیا ہے۔ اور اس میں ان لوگوں کو دنداں شکن جواب دیا گیا ہے جو اس بات سے انکار کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کے لئے اختتام محفل پاک کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھا جائے۔ امام احمد رضا بریلوی نے اقامۃ القیامہ کی تصنیف کے دوران کامل طور پر استفادہ فرمایا ہے ــــــــ مقام افسوس یہ ہے کہ یہ کتاب امتداد زمانہ کی زندگی ہو گئی، آج ہماری نظریں تلاش وجستجو میں مصروف ہیں۔

---

(۱) احمد رضا بریلوی، امام: اقامۃ القیامہ ص ۳۲، رضوی کتب خانہ بریلی

نام کتاب : ــــــــــــ فضل العلم والعلماء

مطبع : ــــــــــــ مجلس اشاعت طلبہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ

سال طباعت : ــــــــــــ ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۲ء

صفحات : ــــــــــــ ۵۲

علم کی فضیلت پر متعدد کتابیں لکھی گئی ہیں ، اس موضوع پر حجۃ الاسلام امام غزالی قدس سرہٗ نے "احیاء العلوم" میں باقاعدہ طور پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے ۔ اس موضوع پر "فضل العلم والعلماء" مولانا نقی علی خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی باقاعدہ تصنیف نہیں ہے ۔ بلکہ مولانا کی فاضلانہ تفسیر "الکلام الاوضح فی تفسیر الم نشرح" کا ایک جزئی حصہ ہے ۔ یہ پورا رسالہ تفسیر الم نشرح میں شامل اشاعت ہو چکا ہے ۔ البتہ موضوع کی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر اس کو الگ کتابی سائز میں کیا گیا ۔ یہ کتاب رسالے کی صورت اور سائز میں مولانا نقی علی خاں بریلوی کی حیات میں پہلی بار بریلی سے شائع ہوئی تھی ۔

اس کتاب میں علم اور علماء کی فضیلت بیان کی گئی ہے ۔ پہلے دس آیات قرآنیہ پھر ۲۳ احادیث مقدسہ سے فضیلت علم دین اور علماء نہایت اختصار کے ساتھ پیش کی گئی ہے ۔ مولانا نے رؤسا اور اغنیا کو متوجہ کیا ہے کہ وہ نادار اور حاجتمند طلبہ کا وظیفہ مقرر کریں تاکہ وہ طلباء انہماک سے تعلیم حاصل کریں ۔ (۱) آخر میں مولانا نقی علی خاں نے مالدار طبقے کے ایسے عذر بھی بیان کئے ہیں جو اہل ثروت کو مالی اعانت کے وقت در پیش ہوتے ہیں ۔ آخر کتاب میں مولانا نقی علی خاں بریلوی نے مسلمانوں سے دردمندانہ اپیل کرتے ہوئے فرمایا :

اے مسلمانو ! ــــــــــ خدا کے واسطے خواب غفلت سے بیدار

---

(۱) نقی علی خاں بریلوی ، مولانا : فضل العلم والعلماء ص ۵۰

ہو، اور علم دین کو کہ آمادۂ سفر آخرت ہے روکو ـــــــ دنیا کے جھگڑوں میں شب و روز مشغول رہتے ہو کسی وقت ادھر بھی توجہ کرو ـــــــ ہزاروں روپیہ آسائش فانی کے واسطے صرف کرتے ہو کچھ تو راحت جاودانی کے لئے خرچ کرو کہ وہاں تمہارے کام آوے۔ اور یہاں تم کو ہر بلا سے بچاوے۔ ایک عرصہ کے بعد ندامت اٹھاؤ گے ہر چند کوشش کرو گے۔ اس دولت کو نہ پاؤ گے۔(۱)

مولانا نقی علی خاں بریلوی قدس سرہ کا مذکورہ بالا بیان عہد رفتہ کی یاد تازہ کرتا ہے۔ موجودہ زمانے میں بھی یہی حال ہے ـــــــ رسالہ کی کتابت و طباعت نہایت عمدہ ہے، تصحیح کا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ مولانا محمد احمد اعظمی مصباحی نے اس کو جدید ترتیب سے مزین کیا ہے۔

---

(۱) نقی علی خاں بریلوی، مولانا: فضل العلم والعلماء، ص ۵۲

نام کتاب : ـــــــــــــ ہدایۃ البریہ الی الشریعۃ الاحمدیہ
اشاعت اول : ـــــــــــــ حسنی پریس بریلی
اشاعت ثانی : ـــــــــــــ کتب خانہ سمنانی اندرکوٹ میرٹھ
صفحات : ـــــــــــــ ۴۸، اشاعت ثانی

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت میں بہتر فرقے ہونگے ان میں صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا، اس کا نام اہل سنت و جماعت ہوگا۔ (۱) ـــ آج اسلام درجنوں فرقوں میں تقسیم ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی رسی کو اجتماعی حیثیت سے مضبوطی سے تھامے رہو۔ (۲) مگر مسلمانوں نے اللہ کی رسی کو سختی سے نہ پکڑا، جس کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے کہ ہم ہر جگہ ناکام ہیں۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ کامیابیاں ہمارے قدم چومتیں۔

مولانا نقی علی خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تصنیف ہدایۃ البریہ دس باطل فرقوں کے رد میں لکھی گئی ہے۔ وجہ تصنیف خود لکھتے ہیں:

اس زمانہ پرآشوب میں ایک عالم حدود شرع سے تجاوز، اور اس میں مداخلت بیجا کرتا ہے۔ ہر جاہل کا عقیدہ جدا، اور عمل کا طریقہ نیا ہے۔ خصوصا دس فرقوں نے عجب طرح کا فساد برپا کیا ہے۔ لہذا فقیر سراپا معصیت محمد نقی علی محمدی حنفی بریلوی ........ بنظر خیر خواہی و نصیحت برادران دینی یہ چند کلمات ........ انکی خدمت میں گذارش کرتا ہے، اگر پسند فرمادیں عاجز کے حق میں دعائے خیر کریں۔ (۳)

---

(۱) عبد القادر جیلانی، غوث اعظم : غنیۃ الطالبین ص ۲۹۰
(۲) القرآن الحکیم
(۳) نقی علی بریلوی، مولانا : ہدایۃ البریہ ص ۲

مولانا نقی علی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے دس باطل فرقوں کے پہلے عقائد اور معمولات بیان کئے ہیں، پھر انکے معتقدات کا رد کیا ہے۔ یہاں پر اختصار کے ساتھ درج کیا جارہا ہے۔

فرقہ اولیٰ ـــــ اپنی عقل ناقص کو امام بنایا، مسئلہ جبر و قدر، اور مشاجرات صحابہ میں دخل بے جا کیا، آیات متشابہات، احکام غیر معقول المعنیٰ، خدا کی باریک حکمتوں میں دخل اندازی کرتے تھے۔ جو بات سمجھ میں نہ آتی تھی اس سے صاف منکر ہو جاتے تھے۔

دوسرا فرقہ ـــــ استخراج احکام قرآن و حدیث سے سہل سمجھ کر اپنی عقلِ ناقص کو دخل دیتا ہے۔ اور وزیر با تدبیر کا کام ایک نااہل بازاری کے سپرد کرتا ہے۔

تیسرا فرقہ ـــــ حنفیت کا دعویٰ کرتا ہے، اور جب کسی آیت، حدیث کا ترجمہ اپنے زعم فاسد میں خلاف مسئلہ امام کے پاتا ہے تو اس سے منکر ہو جاتا ہے۔

چوتھا فرقہ ـــــ جس مذہب کی جو بات اپنی عقل ناقص کو پسند آتی ہے، مانتا ہے ۔خود سری اور بے تعیدی حاصل کرتا ہے۔

پانچواں فرقہ ـــــ علم کو منطق و طبعی، الٰہی، اور ریاضی میں منحصر سمجھتا ہے۔ علوم شریعت میں دست اندازی، اور پڑھانا برا سمجھتا ہے۔

چھٹا فرقہ ـــــ لنگوٹ بند فقیروں کا کہ شریعت سے اصلاً کام نہیں رکھتے۔ بلکہ اوامر و نواہی شرع کو اہل ظاہر کے لئے مخصوص کرتے۔ اور طریقت و شریعت کو دو الگ راہ سمجھتے ہیں۔

ساتواں فرقہ ـــــ بعض حضرات بلا محنت و ریاضت، اور بغیر کسی مرشد کامل کی اجازت کے مقامات سلوک اور حال و قال پر آمادہ ہو بیٹھے۔

آٹھواں فرقہ ـــــ نماز روزہ بطور رسم ادا کرتا ہے۔ اس کی صحت و فساد سے کام نہیں رکھتا، اکثر معاملات انکے نادانستہ بے سود اور فاسد ہو جاتے ہیں۔ نہ وہ جانتے ہیں اور کسی سے پوچھتے ہیں۔ بلکہ عالم کی صحبت اور واعظ و نصیحت سے گھبراتے ہیں۔

نواں فرقہ ـــــ نہ نماز پڑھتا ہے، نہ روزہ رکھتا ہے۔ ہزاروں روپیہ پاس ہیں، ایک حبہ زکوٰۃ کا نہیں دیتا، باوجود قدرت حج ادا نہیں کرتا۔ زنا، لواطت، شراب

رقص وسرور، کبر وحسد، کذب و بخل بیاج، رشوت، بد خلقی، اتباع ہوا، ظلم غضب اور مکر وخیانت وغیرہا منہیات شرعیہ میں مبتلا ہے۔

دسواں فرقہ ــــــ یہ رات و دن شیطان کی خدمت گاری کرتا شب و روز غفلت میں گرفتار، اور نیک کاموں سے بیزار ہے ــــ (۱)

مولانا نقی علی بریلوی قدس سرہ نے پہلے ہر فرقہ کے باطل عقائد کی نشاندہی کی ہے۔ پھر ان معتقدات کو قرآن عظیم، حدیث اور متداول کتب سے رد فرمایا ہے۔ بعض پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور بعض پر صرف سرسری طور پر ــــــ آخر کتاب میں ۱۰ اشعار پر مشتمل نظم بھی شامل ہے۔

موجودہ دور میں ضرورت اس بات کی ہے کہ تمام فرقہائے باطلہ کے افکار و نظریات کو اجاگر کر کے امت مسلمہ کو باخبر کیا جائے۔ تاکہ وہ اس سے بچ سکیں۔

---

(۱) مندرجہ اقتباسات الہدایۃ البریہ کے مختلف صفحات سے ماخوذ ہیں ۱۲ رضوی غفرلہ

# نذرانۂ اہل دانش
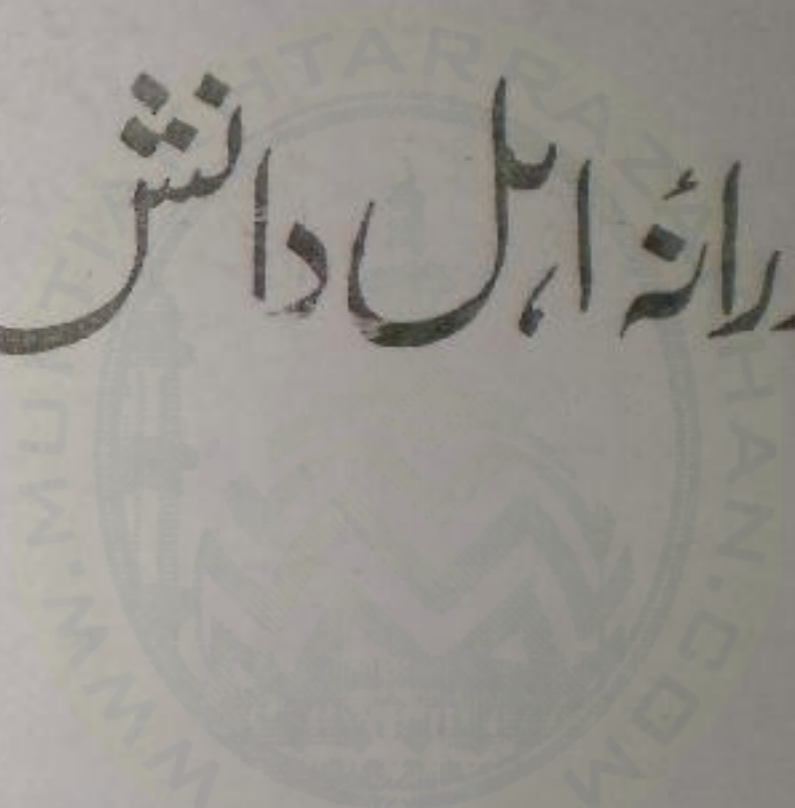
## نبیرۂ حافظ الملک، نواب نیاز احمد خاں ہوشؔ بریلوی

(مولانا رضا علی خاں) کے نخل کمال سے ایک گل تازہ کھلا، چمن علم فصاحت و بلاغت میں پھول پھلا، یعنی انھوں نے نسخہ باب و تاب موسوم بہ لب لباب معروف بہ "سرور القلوب فی ذکر المحبوب" تالیف کیا ہے۔ یہ رنگ برنگ کے مضامین رنگین سے میدان بیان کو خجلت دہ باغ رضوان بنا دیا ہے۔ گلہائے وعظ و پند کی شگفتگی سے عین الیقین ہوتا ہے، کہ یہ کتاب گلستان بلکہ رنگین عبارت کی روش سے کھلتا ہے کہ واقعی عین گلستان ہے، از نزہت اور شگفتگی میں سراسر رشک بوستان ہے، لفظوں میں ہزار ہا معنی مناسب رنگ برنگ کے پوشیدہ نظر آتے ہیں، مردم دیدہ بھی جن کے دیکھنے سے ہر دم تر و تازگی پاتے ہیں۔ ہزار ہا دقائق و نکات علمیہ سے یہ کتاب بھری ہے، یا شجرۂ علم کی گلی ہے۔ اہل اسلام کی نظروں میں ہر باب اس کا غیرت افزائے باغ جناں ہے۔ اس کی ہر فصل پر بلا مبالغہ فصل بہاری کا گمان ہے۔ ہوائے مطالعہ اس کی بد اعتقادوں کے چمن طبع کیلئے سر بسر صرصر ہے۔ خوش اعتقادوں کو اس کی سیر گلگشت فردوس کے برابر ہے، حاسدوں کا غنچہ بھی اسے دیکھ کر مرجھاتا ہے، گل طبع میں صم بکم کا رنگ نظر آتا ہے۔

کیوں نہ پژمردہ ہوں گلہائے مضامین عدو
باغ حاسد کے لئے باد خزانی یہ ہے ![1]

## امام احمد رضا فاضل بریلوی

قال تعالیٰ، وابتغوا الیہ الوسیلۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ احمد رضا نقی علی، علی رضا علی، طیب ذکی، بان یفضل الشیخین، والضجعین الجلیلین، والامرین الوزیرین فی درجۃ علیۃ تحلیۃ فہام

---

(1) نیاز احمد خاں ہوشؔ بریلوی، نواب: تقریظ برعایت گلزار مشمولہ سرور القلوب، ص ۶

بہ وافصح ودینہ اوضح۔ (۱)

البحر الزاخر البدر الباھر، النجم الزاھر، حامی السنن، ماحی الفتن العالم العامل، الفاضل الکامل، الحاج الزائر، الجامع المفاخر، مولٰینا المولوی محمد نقی علی خان المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی البریلوی اجل خلفاء حضرۃ شیخنا ومرشدنا بحر الرحمۃ، ولی النعمۃ، حضرۃ السید الشاہ آل الرسول الاحمدی المارھروی قدس اللہ سرھما وافاض علینا برھما تفقہ علی ابیہ الفاضل الاجل العارف الاکمل مولانا المولوی محمد رضا علی خان قدس سرہ صنف تصانیف جلیلۃ نافت خمسۃ وعشرین من اجلھا۔ (۲)

## علامہ سید ہدایت علی ہدایت بریلوی

مجمع مکارم واخلاق، منبع جود واشفاق، قبول بارگاہ رب العالمین، مداح سید المرسلین، ہادیٔ امت رسول خدا، بحر مواج علم صدق وصفا، افضل علماء زماں مولوی محمد نقی علی خاں بن مولوی محمد رضا علی خاں مرحوم بریلوی ہیں۔ ان کی تعریف میں زبان قلم لال ہے انسان سے انکی خوبیوں کا بیان ہونا محال ہے۔ ؎

وہ عطا کی خدا نے یکتائی ۔۔۔ کس کی طاقت کرے جو ہمتائی
فاضلِ بے بدل کریم وخلیق ۔۔۔ ذکر محبوب حق کا شیدائی
عالم باعمل فصیح وبلیغ ۔۔۔ واہ رے علم وفضل ودانائی
شان اللہ کی نظر آجائے ۔۔۔ گر کریں غور اہل بینائی
وقت پھول جھڑتے ہیں ۔۔۔ بلبلیں کہتی ہیں بہار آئی
اے ہدایت بیان فیض ہوکیا ۔۔۔ تم ہو نام حاتم طائی (۳)

---

(۱) احمد رضا بریلوی، امام: الزلال الانقی من بحر سبقۃ الاتقی، قلمی ص ۱

(۲) " " الازہار الانوار، ص ۵۸، مطبع اہلسنت وجماعت بریلی

(۳) ہدایت علی بریلوی، سید علامہ: تقریظ بر سرور القلوب، ص ۵ بجواہر حیات مفتی اعظم

## مولانا رحمان علی، ممبر کونسل ریاست ریواں

مولانا نقی علی خاں ذہنِ ثاقب، درائے صائب رکھتے تھے۔ حق تعالیٰ نے انکو عقلِ معاش و معاد دونوں میں ممتاز اقران بنایا تھا۔ علاوہ شجاعت جبلی کے حضرت صفت سخاوت تواضع استغنا سے موصوف تھے۔ اپنی تمام قیمتی عمر اشاعت سنت و ازالہ بدعت میں صرف فرمائی۔ (۱)

## مولوی سید جعفر حسین، منیجر مطبع صبح صادق سیتاپور

جناب مستطاب، فاضل اجل، عالم باعمل، حامی شرع متین، ہادی دین مبین، جناب حضرت مولانا محمد نقی علی خاں صاحب مرحوم مغفور نے رسالہ مسمّیٰ "باصول الرشاد لقمع مبانی اہل الفساد" اردو زبان میں تالیف فرمایا۔ اور فی الحقیقت شاہراہ ہدایت وارشاد کا عوام امت خیر العباد کو دکھلانا سبحان اللہ کیا کتاب فضیلت انتساب ہے، جس کا فیض روشن تر از آفتاب ہے۔ جو شخص ذرا بھی انصاف اور عقل کے ساتھ موصوف ہوگا، جناب ممدوح کے ادائے شکر میں مشغول و مشغوف ہوگا۔ اس پر بھی اگر منکرین خفاش منش نہ دیکھیں تو آفتاب کا کیا قصور ہے، چشمۂ آفتاب را چہ گناہ مصرعہ مشہور ہے۔ اللہ تعالیٰ مصنف مغفور کو جزائے خیر عطا فرمادے، اور ہر ایک مسلمان اس کتاب مستطاب سے نفع اٹھائے آمین۔ (۲)

## قاضی عبد الوحید فردوسی عظیم آبادی، ایڈیٹر ماہنامہ تحفہ حنفیہ پٹنہ

حضرت افضل المحققین، اکمل المدققین، بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، اعلیٰ حضرت مستطاب مولانا مولوی محمد نقی علی خاں صاحب محمدی سنی حنفی برکاتی رضی اللہ وارضاہ وجعل اعلیٰ غرف الجنان مثواہ۔ (۳)

---

(۱) رحمان علی، مولانا : تذکرہ علماء ہند، ص ۱۷۰، م، لکھنؤ ۱۳۳۲ھ/ ۱۹۱۴ء

(۲) جعفر حسین، سید، کتب فروش، تمہید بر اصول الرشاد، ص ۱، مطبع صبح صادق سیتاپور، ربیع الثانی ۱۲۹۸ھ/ ۱۸۸۱ء

(۳) عبد الوحید فردوسی، قاضی، حاشیہ سبحان السبوح، ص ۳، مشمولہ تحفہ حنفیہ، ماہ شوال ۱۳۲۳ھ

## مولوی فرزند حسین، صبح صادق سیتاپور

"اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد" کا رنگ جدید ہے، اس کا لطف قابل دید ہے۔ مصنف علام علیہ الرحمۃ العام نے ایک نئے طور پر جس قاعدہ شرعیہ سے بحث فرمائی، دلائل قاطعہ سے انکا ثبوت دیکر زمین حق میں ایک طرفہ باغ کی طرز جمائی جس میں ۱۰ نونہال لہکتے مہکتے ہیں ہر نہال سے رنگ رنگ کے پھل پھول نکل سکتے ہیں۔ یعنی جو ان قواعد کو اچھے طور پر سمجھ لے گا تمام مذہب وہابیت کا رد اس پر نہایت آسان ہو جائیگا۔ اور ان شاء اللہ مخالفوں کا فریب اس پر قابو پائیگا۔ جسے اس زمانۂ شدت میں اپنے دین کا پاس، ملت کا ہوش، مذہب کا خیال، حق کا جوش ہو، اسے ایسی کتاب کی بے شک ضرورت سخت حاجت ہے۔ (۱)

## مولانا ظفر الدین فاضل بہاری

جناب فضائل مآب، تاج العلماء، راس الفضلاء، حامی سنت، ماحی بدعت، بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، مولانا نقی علی خاں رضی اللہ عنہ۔ (۲)

## مولانا عبد الحئی رائے بریلوی

الشیخ الفقیہ، نقی علی بن رضا علی بن کاظم علی بن اعظم شاہ بن سعادت یار الافغانی البریلوی، احد الفقہاء الحنفیۃ، اسند الحدیث عن شیخ احمد بن زین دحلان الشافعی۔ (۳)

## مفتی بدر الدین احمد رضوی گورکھپوری

---

(۱) فرزند حسین، سید: اشتہار فضل و منت قابل ملاحظہ حضرات اہلسنت، مطبع صبح صادق سیتاپور

(۲) ظفر الدین بہاری، مولانا: حیات اعلیٰ حضرت، ج ۱، ص ۲

(۳) عبد الحئی رائے بریلوی، مورخ: نزہۃ الخواطر ج ۷، ص ۵۰۹، مطبوعہ حیدرآباد ۱۳۸۷ھ۔

حضرت مولانا شاہ نقی علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد ماجد شاہ رضا علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علوم ظاہری و باطنی حاصل کئے۔ آپ اپنے زمانے کے جلیل القدر عالم، بے مثل مناظر، بے نظیر مصنف گذرے ہیں۔ آپ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غلامی و خدمت، اور حضور انور کے دشمنوں پر غلظت و شدت کے لئے پیدا فرمایا تھا۔ (۱)

## مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری، لاہور

آپ کی تصانیف آپ کے تبحر علمی کا منہ بولتا ثبوت ہیں، انداز بیان ناصحانہ، اور دلنشیں ہے۔ امام رازی کا تبحر، اور امام غزالی کا پر سوز لب و لہجہ، قاری کے دل و دماغ دونوں کو اپیل کرتا ہے آپ کا اصلاحی لٹریچر اس لائق ہے کہ اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی جائے۔ (۲)

## مفتی سید شاہد علی رضوی رامپوری

امام احمد رضا قدس سرہٗ نے اپنے والد مفتی نقی علی خاں قدس سرہٗ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دونوں شہزادوں حجۃ الاسلام اور مفتی اعظم کو زیور علم سے آراستہ کر کے باقاعدہ فتویٰ نویسی کی خصوصی تعلیم و تربیت دی ....... مولانا نقی علی خاں نے مسند افتاء پر فائز ہونے کے بعد فتویٰ نویسی کا گرانقدر فریضہ انجام دے کر معاصر علماء فقہاء سے اپنی علمی صلاحیت، اور فقہی بصیرت کا لوہا منوا کر مرجع فتاویٰ ہو گئے۔ (۳)

## مولانا شمشاد حسین بھاگلپوری

---

(۱) بدر الدین احمد قادری، مفتی ؛ سوانح اعلیٰحضرت، ص ۹۴، مطبوعہ رضا اسلامک مشن نو محلہ مسجد بریلی ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۳ء

(۲) محمد عبد الحکیم شرف قادری، مولانا ؛ تقدیم سرور القلوب، ص ش

(۳) محمد شہاب الدین رضوی ؛ مفتی اعظم اور انکے خلفاء، ج ۱، ص ۷۵، ۸۱ (مقدمہ)

حضرت علامہ نقی علی خاں کی زندگی کا لمحہ لمحہ اسلام و شریعت کے سانچے میں ڈھلا ہوا تھا ــــــ ان کا جو بھی قدم اٹھتا تھا ــــــ راہ خدا میں اٹھتا تھا ــــــ ان کے دل میں معرفت کا نور تھا ــــــ عشق و محبت کی کشش تھی ــــــ

## حکیم محمد حسین بدر، بی اے۔ ڈیرہ نواب صاحب، پاکستان

مولانا شاہ نقی علی خاں اپنے دور کی بلند مرتبت علمی اور صاحب کرامت ہستی تھی جسے علوم و فنون میں کمال حاصل تھا۔ اعلیحضرت علیہ الرحمہ کی تربیت اس نہج پر فرمائی کہ فخر روزگار بنے۔ خلق خدا کی ہدایت و راہنمائی اس انداز سے فرماتے کہ عقائد و اعمال خود بخود درست ہوتے چلے جاتے۔ درس و تدریس کے ساتھ ساتھ تصانیف کی طرف بھی راہوار قلم چلاتے رہے۔ شرعی مسائل پر بڑی گہری نظر تھی۔ قرآنی آیات کی تفسیر اور احادیث کی تشریح کرنے میں اپنی مثال آپ تھے۔ عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کی تصانیف سے عیاں ہے۔ تمام عمر تبلیغ، تدریس، اور تصانیف میں گذاری۔(۲)

## حافظ عبدالستار نظامی، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

یہ ایک حقیقت ہے محض لفاظی و مبالغہ نہیں ہے کہ جو قوت انظار، وحدت افکار ذات واجب الوجود نے مولانا نقی علی خاں صاحب قدس سرہ کو مرحمت فرمائی ان دیار و امصار میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ فراست صادقہ کی یہ کیفیت تھی کہ جو زبان حق ترجمان سے فرمادیا وہی کچھ منصۂ شہود پہ آیا۔ کیونکہ اولیائے کرام کی بات کا پورا ہونا مشیت بالحدیث بمقتضائے فرمودہ سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لو اقسم علی اللہ لابرہ۔ (۳)

---

(۱) ماہنامہ سنی دنیا بریلی، مولانا حسن بریلوی نمبر ص ۸۰، بابت اگست ۱۹۹۴ء/ ۱۴۱۵ھ

(۲) محمد حسین بدر، حکیم: سات ستارے، ص ۳۸، مطبوعہ مرکزی مجلس رضا لاہور ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء

(۳) عبدالستار نظامی، حافظ: تین مقالے، ص ۳، مطبوعہ بزم رضا لاہور ۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء

# نوادرات

## عکس فیصلہ بعدالت مفتی صدر الدین خاںؔ آزردہ بابت زمین جائداد واقع دہلی

ONE HUNDR
RUPEES
INDIA
ONE HUNDRED

١٨٠١ء میں مولانا تقی علی خاںؒ نے موضع کرتولی اور اس سے متصل کئی گاؤں کی زمینوں کو اپنی اولاد کے نام منتقل کر دیا۔

عقائد و اعمال کی درستی نفس کے بھو کو ں سمجھنا اور اپنی ہر عبادت کو
معیار شریعت و طریقت پر ادا کرنا ہو تو
آپ
خاتم الحکماء استاذ الکل حضرت مولانا مولوی محمد نقی علی خاں صاحب
رحمۃ اللہ علیہ پدر و استاذ اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کا یہ رسالہ سننے پہ

# ہدایۃ البریۃ الی الشریعۃ الاحمدیۃ

( ضرور دیکھیے )

جسکو
کتب خانہ سمنانی اندر کوٹ میرٹھ نے
محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں طبع
کرایا

# کتابیات

## ترتیب حروف تہجی

### کتب


کلام الٰہی

۱۔ القرآن الحکیم:

۲۔ احمد بن زین دحلان مکی، علامہ: الدرر السنیہ، مطبوعہ استنبول، ترکی

۳۔ " " فتنۃ الوہابیہ، استنبول ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۹۰ء

۴۔ احمد رضا بریلوی، امام: ذیل المدعا لاحسن الوعاء، سنی باب الاشاعت کراچی ۱۹۸۳ء

۵۔ " " حدائق بخشش حصہ سوم، نابھہ اسٹیم پریس نابھہ

۶۔ " " الزلال الانقی، ادارہ سنی دنیا بریلی ۱۹۹۴ء

۷۔ " " ازہار الانوار، مطبع اہل سنت وجماعت بریلی

۸۔ " " سبحان السبوح، مطبع تحفہ حنفیہ پٹنہ ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء

۹۔ " " المستند المعتمد، مکتبہ ایشیق استنبول، ایضاً لاہور

۱۰۔ " " فتاوی رضویہ ج ۱، رضا اکیڈمی بمبئی ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۴ء

۱۱۔ " " الہدایۃ المبارکہ، مطبع حسنی پریس بریلی

۱۲۔ " " ازالۃ العار، مطبع اہلسنت وجماعت بریلی ۱۳۰۶ھ/۱۸۸۸ء

۱۳۔ " " الہادی الحاجب، مطبع اہلسنت وجماعت بریلی ۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء

۱۴۔ احمد سعید کاظمی، سید، علامہ: الحق المبین، انوار العلوم ملتان

۱۵۔ " " التبشیر برد التحذیر، محمد آباد گوہنہ ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء

۱۶۔ اسماعیل دہلوی، مولوی: تقویۃ الایمان، مرکنٹائل پرنٹنگ پریس دہلی

۱۷۔ امجد علی اعظمی، مولانا: بہار شریعت ج ۴، قادری بکڈپو بریلی

۱۸۔ اشرف علی تھانوی، مولوی: نشر الطیب، دیوبند

۱۹۔ احمد علی خاں شوق، حافظ: تذکرہ کاملان رام پور، خدابخش لائبریری پٹنہ

۲۰۔ اختر رضا خاں ازہری، علامہ، مفتی: مرآۃ النجدیہ، حیدرآباد دکن ۱۹۸۸ء

۴۴۔ عاشق الٰہی میرٹھی، مولوی : تذکرۃ الرشید ج ۲، دیوبند

۴۵۔ عبدالباقی سہسوانی، مولانا: حیات العلماء، لکھنؤ ۱۹۲۳ء/ ۱۳۴۲ھ

۴۶۔ عبدالوحید بیگ، مرزا : حیات مفتی اعظم، ادارہ تحقیقات مفتی اعظم بریلی

۴۷۔ عبدالمجتبیٰ رضوی، مولانا : تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ، اکیڈمی مشائخ بنارس

۴۸۔ عبدالعزیز دہلوی، محدث: بستان المحدثین، سعید کمپنی کراچی ۱۹۸۲ء

۴۹۔ " : فتح العزیز، قلمی مکمل نسخہ مملوکہ مرتضیٰ علی رضوی بریلی

۵۰۔ محمد عبدالرؤف مناوی، محدث: فیض القدیر ج ۶، دار المعرفہ بیروت ۱۳۹۱ھ/ ۱۹۷۲ء

۵۱۔ عبدالحی رائے بریلوی، مورخ: نزہۃ الخواطر ج ۷، حیدرآباد ۱۳۸۲ھ/ ۱۹۶۲ء

۵۲۔ عبدالستار نظامی، حافظ : تین مقالے، بزم رضا لاہور ۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء

۵۳۔ عثمان بن بشر نجدی : المجد فی تاریخ النجد، ریاض، سعودی عرب

۵۴۔ علی طنطاوی، شیخ : محمد بن عبدالوہاب، سعودی عرب

۵۵۔ عبدالقیوم ہزاروی، مفتی: تاریخ نجد و حجاز، رضوی کتاب گھر بھیونڈی

۵۶۔ عارف اللہ مصباحی، مولانا: محدث دہلوی، المجمع الاسلامی مبارکپور

۵۷۔ غلام مہر علی چشتی، مناظر اہلسنت: دیوبندی مذہب، لاہور

۵۸۔ فضل حق خیرآبادی، علامہ : تحقیق الفتویٰ، مکتبہ قادریہ لاہور ۱۳۰۹ھ/ ۱۹۷۹ء

۵۹۔ فضل رسول بدایونی، شاہ: سیف الجبار، استنبول ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء

۶۰۔ محمد قاسم نانوتوی، مولوی: تحذیر الناس، دیوبند ۱۳۵۵ھ/ ۱۹۲۶ء

۶۱۔ لطیف حسین ادیب، ڈاکٹر : تذکرہ شعراء بریلی، غیر مطبوعہ مملوکہ ادیب بریلوی

۶۲۔ " : چند نعت گویان بریلی، لکھنؤ

۶۳۔ محمد میاں مارہروی، مولانا: مکتوبات اسماعیل حسن مارہروی، صبح صادق سیتاپور

۶۴۔ محمود آلوسی بغدادی، مفسر : روح المعانی

۶۵۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر: سیرت مجدد الف ثانی، کراچی

۶۶۔ " : مولانا عبدالقدیر بدایونی، رضا اکیڈمی لاہور

۲۱ـ الطاف علی بریلوی، سید: تخلیقات و نگارشات، آل پاکستان ایجوکیشنل کراچی ۱۹۸۹ء

۲۲ـ 〃 حیات حافظ رحمت خاں، کراچی

۲۳ـ انور شاہ کشمیری، مولوی: فیض الباری شرح صحیح بخاری، دیوبند

۲۴ـ ایوب قادری، پروفیسر: مولانا محمد احسن نانوتوی، مکتبہ عثمانیہ کراچی ۱۹۶۶ء

۲۵ـ برہان الحق جبل پوری، مفتی: اکرام امام احمد رضا، مرکزی مجلس رضا لاہور، پٹنہ

۲۶ـ بدر الدین احمد رضوی، مولانا: سوانح اعلیٰحضرت، قادری بک ڈپو بریلی

۲۷ـ محمد جواد مغنیہ، شیخ: ہذاہی الوہابیہ، طہران ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۷ء

۲۸ـ حسین حلمی بن سعید، علامہ: علماء المسلمون الوہابیون، استنبول ۱۳۹۲ھ/۱۹۸۷ء

۲۹ـ محمد حسین، تذکرہ نویس: مظہر العلماء فی تراجم العلماء والکملاء، بدایوں

۳۰ـ حامد رضا بریلوی، مولانا: اجتناب العمال، تحفہ حنفیہ پٹنہ ۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء

۳۱ـ حسن رضا خاں، ڈاکٹر: فقیہ اسلام، اسلامک پبلیکشن پٹنہ ۱۹۸۱ء

۳۲ـ حسین بدر، حکیم: سات ستارے، مرکزی مجلس رضا لاہور ۱۳۱۵ھ/۱۹۹۵ء

۳۳ـ خواجہ رضی حیدر، مورخ: تذکرہ محدث سورتی، سورتی اکیڈمی کراچی

۳۴ـ رحمن علی خاں، مولانا: تذکرہ علماء ہند، پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی کراچی

۳۵ـ سردار محمد حسنی، سید: سوانح حیات سلطان بن عبد العزیز، کراچی

۳۶ـ محمد شہاب الدین رضوی، مولانا: دنیا اسلام کی تلاش میں، بریلی ۱۹۹۳ء

۳۷ـ 〃 برہان ملت، رضا اکیڈمی لاہور ۱۹۹۵ء

۳۸ـ 〃 مفتی اعظم اور انکے خلفاء ج ۱، رضا اکیڈمی بمبئی ۱۹۹۰ء

۳۹ـ 〃 تاریخ جماعت رضائے مصطفےٰ، رضا اکیڈمی بمبئی ۱۹۹۹ء

۴۰ـ 〃 امام احمد رضا اور مسئلہ اذان ثانی، غیر مطبوعہ

۴۱ـ محمد طاہر فاروقی، پروفیسر: اردو نثر کے نمونے، شمس پریس آگرہ

۴۲ـ ظفر الدین بہاری، مولانا: المجمل المعدد لتالیفات المجدد، مجلس رضا لاہور

۴۳ـ 〃 حیات اعلیٰحضرت، مکتبہ رضویہ کراچی ۱۹۵۵ء

۸۸_ ماہنامہ استقامت کانپور (اولیاء نمبر) جنوری ۱۹۷۸ء / ۱۳۹۸ھ
۸۹_ سہ ماہی دامنِ مصطفےٰ بریلی، (مفتی اعظم نمبر) مئی تا اکتوبر ۱۹۹۰ء
۹۰_ ماہنامہ ترجمان اہلِ سنّت (جنگ آزادی ۱۸۵۷ء نمبر) جولائی ۱۹۷۵ء
۹۱_ ماہنامہ فیض الرسول براؤن شریف، دسمبر ۱۹۸۹ء / ۱۴۱۰ھ
۹۲_ ماہنامہ قاری دہلی (امام احمد رضا نمبر) اپریل ۱۹۸۹ء / ۱۴۱۰ھ
۹۳_ ماہنامہ تحفۂ حنفیہ پٹنہ (ایڈیٹر قاضی عبدالوحید فردوسی) شوال ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء
۹۴_ ہفت روزہ نئی دنیا دہلی، ۱۶ تا ۲۲ اگست ۱۹۹۴ء
۹۵_ روزنامہ قومی آواز لکھنؤ، ۱۵ جنوری ۱۹۹۵ء

## دستاویزات و روایات

۹۶_ مولانا تحسین رضا خاں محدث جامعہ نوریہ رضویہ باقر گنج بریلی
۹۷_ مولانا حبیب رضا خاں، کانکر ٹولہ پرانا شہر بریلی
۹۸_ جناب سید زاہد حسین زیبا جماعتی، ذخیرہ پھاٹک برکات احمد بریلی
۹۹_ محترمہ خالدہ بیگم صاحبہ بنت مولانا حسنین رضا خاں بریلوی
۱۰۰_ قلمی دستاویزات کچہری ضلع بدایوں، محررہ ۱۸۲۵ء (مملوکہ مولانا تحسین رضا خاں)
۱۰۱_ قلمی دستاویزات کچہری ضلع بدایوں، محررہ جمادی الاخری ۱۲۱۰ھ / ۱۸۸۰ء
۱۰۲_ قلمی دستاویزات برائے نکاح صاحبزادی مولانا نقی علی خاں بریلوی (مملوکہ مرکزی دارالافتاء بریلی۔)
۱۰۳_ قلمی دستاویزات کچہری ضلع شاہجہان پور (مملوکہ مرکزی دارالافتاء بریلی)

۶۷۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر: حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی، محبوب سبحانی بمبئی
۶۸۔ " : عشق ہی عشق، المختار پبلی کیشنز کراچی ۱۹۹۳ء
۶۹۔ مرزا حیرت دہلوی، مولوی: حیات طیبہ، مکتبہ اسلام لاہور ۱۹۵۸ء
۷۰۔ مراد علی، سید، مورخ: تاریخ تناولیاں، مکتبہ قادریہ لاہور
۷۱۔ مصطفےٰ رضا خاں بریلوی، مفتی: الملفوظ، قادری کتاب گھر بریلی
۷۲۔ محمود احمد قادری، مولانا: تذکرہ علماء اہل سنت، خانقاہ اشرفیہ مظفر پور
۷۳۔ محمود بن مفتی عبد القصور پساوری: رد وہابیہ، استنبول ۱۹۸۰ء
۷۴۔ نقی علی بریلوی، مولانا: اصول الرشاد، صبح صادق سیتاپور ۱۲۰۸ھ/۱۸۸۱ء
۷۵ " جواہر البیان، صبح صادق سیتاپور ۱۲۹۸ھ/۱۸۸۱ء
۷۶ " احسن الوعاء، سنی باب الاشاعت کراچی ۱۹۷۳ء
۷۷ " سرور القلوب بذکر المحبوب، فاروقیہ بکڈپو دہلی
۷۸ " تفسیر الم نشرح، ایوان عرفان بیسلپور
۷۹۔ نواب وحید الزماں، مولوی: ہدایۃ المہدی ج ۱، میور پریس دہلی
۸۰۔ نذیر احمد سہسوانی، مولوی: مناظرۂ احمدیہ، شعلہ طور کانپور ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء
۸۱۔ نظامی بدایونی، تاجر کتب: قاموس المشاہیر، نظامی پریس بدایوں
۸۲۔ وحید احمد مسعود، مورخ: سید احمد کی صحیح تصویر، لاہور
۸۳۔ ہدایت رسول لکھنوی، مولانا: فیض ہدایت، مدرسہ وارثیہ لکھنؤ ۱۸۸۹ء
۸۴۔ ہمفرے، مسٹر: ہمفرے کے اعترافات، مکتبہ سنی دنیا، مکتبہ مشرق بریلی

# اخبارات ورسائل

۸۵۔ ماہنامہ معارف اعظم گڑھ، نومبر ۱۹۹۴ء، دار المصنفین شبلی اکیڈمی اعظم گڑھ
۸۶۔ سالنامہ معارف رضا کراچی ۱۹۹۳ء، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی
۸۷۔ ماہنامہ الفرقان لکھنؤ، رجب المرجب ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۶ء